عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
لیڈی مشن

محترم جاوید اقبال شیخ صاحب کے ان الفاظ کو پڑھ کر آپ بھی یقیناً اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ جاوید اقبال صاحب کا یہ دعویٰ کہ اشتہار دیکھ کر کہانی سمجھ جاتا ہوں بالکل سچ دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ ان کے اپنے الفاظ ہیں کہ آپ کے ناولوں میں کہانی تو سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ ظاہر ہے جب کہانی ہی نہیں ہوتی تو اشتہار دیکھ کر انہیں کیا سمجھ میں آتا ہوگا اور خاص طور پر جب ایک جاسوسی ناول سے ایجادات میک اپ اور ایکشن نکال دیئے جائیں۔ کہانی اشتہار سے سمجھ نہ آ رہی ہو تو پھر واقعی غصے اور شکایات سے بھرا خط لکھنے کی نوبت ضرور آ جاتی ہے۔ بہرحال جاوید اقبال شیخ صاحب کا غصہ سر آنکھوں پر۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ ایسے اشتہارات لکھے جائیں جن سے انہیں کہانی سمجھ میں آ جایا کرے۔ اور ان کی یہ مجبوری کہ انہیں ناول پڑھنے پڑتے ہیں دور ہو جائے۔ لیکن پھر یہ گلہ نہ آنے پائے کہ آپ کے ناول پڑھ کر اب اشتہار سمجھ میں آنے لگ گئے ہیں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

ہوٹل شبستان کا وسیع و عریض سبزہ زار رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ اس سبزہ زار کی ڈیکوریشن اس انداز میں کی گئی تھی جیسے کسی دلہن کو سجایا جاتا ہے۔ گرمیوں کی رات تھی اور اتفاق سے ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی جس نے موسم کی خوشگواریت میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔

ہوٹل کا وسیع پارکنگ ہر ماڈل اور ہر رنگ کی گاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے باوجود کاریں اس طرح وہاں پہنچ رہی تھیں جیسے آج یہاں کاروں کا مقابلہ حسن منعقد ہو رہا ہو۔ وسیع و عریض سبزہ زار میں نیا اور جگمگاتا انتہائی آرام دہ فرنیچر رکھا گیا تھا اور اس فرنیچر پر آج دارالحکومت کے شرفا کا پوری طرح قبضہ تھا غیر ملکی خوشبوؤں میں لبے ہوئے رنگین آنچل اور انتہائی جدید تراش خراش کے سفاری سوٹوں اور شلوار قمیض میں ملبوس مزین عورتیں اور

مرد نہ صرف سبزہ زار میں بیٹھے ہوئے تھے بلکہ بے شمار جوڑے
سائیڈوں پر کھڑے آپس میں ہنس کھیل رہے تھے ۔ سفید اور
خوبصورت وردیوں میں ملبوس ویٹرز بڑی خوش اخلاقی سے ہر
طرف گھومتے ہوئے معزز مہمانوں کے آرڈرز سرو کر رہے تھے ۔

آج ہوٹل شبستان کے اس سبزہ زار کا افتتاح تھا اور ہوٹل کی
انتظامیہ نے شہر کے تقریباً ہر قابلِ ذکر آدمی کو اس افتتاحی دعوت
میں شرکت کے کارڈ بھیجے تھے ۔ بلکہ انہوں نے اخبارات میں
یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ جن لوگوں کے پاس کسی وجہ سے دعوتی
کارڈ نہیں پہنچ سکے وہ بھی بلا تکلف شرکت کر سکتے ہیں ۔ اور
سب سے بڑی بات یہ تھی کہ آج کی یہ دعوت بالکل مفت تھی ۔
ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے افتتاحی دعوت تھی جس کا
کوئی بل وغیرہ چارج نہ کیا جائے گا ۔ لیکن آج کی اس دعوت کا
مینو محدود تھا ۔ صرف مشروبات اور آئس کریم کپ سرو کئے
جا رہے تھے ۔

سبزہ زار کے ایک کونے میں ایک اونچے سٹیج پر باوردی آرکسٹرا
انتہائی دلکش دھنیں بکھیر رہا تھا ۔ جس نے ماحول کی رومانیت
میں اور اضافہ کر دیا تھا ۔ خوبصورت ورائٹی پروگرام پیش کئے
جانے کا بھی اعلان کیا گیا تھا ۔ اس لئے آج تقریباً پورا دارالحکومت
اس سبزہ زار پر ٹوٹا پڑ رہا تھا ۔ وہ لوگ جو کسی بھی وجہ سے اپنے
آپ کو اس دعوت میں شرکت کا اہل نہ سمجھتے تھے وہ ارد گرد
کی سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر کھڑے اس کھلے نظارے سے

لطف اندوز ہو رہے تھے ۔

سبزہ زار کے انتہائی شمالی کونے میں سیکرٹ سروس کے ممبران نے
قبضہ کر رکھا تھا ۔ دعوت نامے تنویر نے حاصل کئے تھے ۔ اور وہی
سب کو اکٹھا کر کے یہاں لے آیا تھا ۔ کیونکہ وہ ایسی محفلوں پر جان
چھڑکتا تھا ۔ جولیا اور صفدر نے عمران سے رابطہ قائم کرنے کی
کوشش کی لیکن معلوم ہوا کہ عمران گذشتہ کئی روز سے اپنے والد
کی آبائی زمینوں پر گیا ہوا تھا ۔ کیونکہ ان کے ایک پرانے ملازم کی
بیٹی کی شادی تھی اور سر رحمان چونکہ ایسی محفلوں میں شرکت اپنی
شان کے خلاف سمجھتے تھے اس لئے اماں بی نے عمران کو بلوایا اور
پھر زبردستی وہ اسے ساتھ لے کر زمینوں پر چلی گئیں تاکہ پرانے
ملازم کی بیٹی کی شادی میں شرکت کر سکیں ۔

"آج یہاں عمران ہوتا تو اس محفل کا لطف دوبالا ہو جاتا" ۔۔۔۔۔
نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اچھا ہوا وہ نہیں آیا ۔۔۔۔ خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی بدمزگی پیدا کر دیتا" ۔
تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور باقی سب تنویر کی
بات سن کر مسکرا دیئے ۔

لوگ ابھی تک آ رہے تھے اور وسیع و عریض سبزہ زار آہستہ
آہستہ پر ہوتا جا رہا تھا ۔

"معاف کیجئے ۔۔۔ آپ سوئس لگتی ہیں" ۔۔۔۔ اچانک جولیا
کے عقب سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ اور جولیا کے ساتھ
ساتھ باقی ساتھیوں نے بھی چونک کر دیکھا تو ایک انتہائی خوبصورت

لڑکی دلکش لباس پہنے ہاتھ میں آئس کریم کپ اٹھائے مسکرا رہی تھی۔ وہ بھی قومیت سے سوئس ہی لگتی تھی۔

"اوہ ہاں! ــــ میں سوئس ہوں ــــ میرا نام جولیانا فٹز واٹر ہے آپ بھی سوئس لگتی ہیں" ــــ جولیا نے چونک کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے جینی کولینز کہتے ہیں ــــ میں بھی سوئس ہوں" ــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ــــ کولینز ــــ اوہ ــــ کولینز تو سوئٹزرلینڈ کی بہت بڑی فیملی ہے ــــ بہت مشہور۔ بہت باعزت ــــ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ــــ آئیے تشریف رکھیے" ــــ جولیا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک خالی کرسی جس پر اس نے اپنا پرس رکھا ہوا تھا جینی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تھینک یو ــــ آپ تو یہاں کی مقامی زبان بول رہی تھیں۔ بالکل یہاں رہنے والوں کے لہجے میں" ــــ جینی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ــــ میں یہاں دس سال سے مستقل رہ رہی ہوں۔ میں نے یہاں کی شہریت اختیار کر لی ہے ــــ یہاں ایک مقامی فرم میں کام کرتی ہوں ــــ یہ سب میرے دفتر کے ساتھی ہیں"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اب سوئس زبان بول رہی تھی۔ اور پھر اس نے انگریزی میں اپنے ساتھیوں کا تعارف جینی

سے کرانا شروع کر دیا۔

جینی نے مسکرا مسکرا کر سب سے نہ صرف ہاتھ ملایا بلکہ انتہائی مسرت بھرے لہجے میں رسمی فقرے بھی بول رہی تھی۔

تنویر کی نظریں جینی پر جمی ہوئی تھیں۔ اور جینی سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس نے جان بوجھ کر اس کا ہاتھ آہستہ سے دبا دیا تو جینی بے اختیار مسکرا دی۔ اور اس کی نظریں جیسے ہی تنویر سے ملیں تو تنویر کے دل میں جیسے مسرت کے سینکڑوں چراغ جل اٹھے۔ جینی کی نگاہوں میں کھلی دعوت موجود تھی۔

"میں سیاحت کرتی ہوں ــــ یہاں آئی ہوں اور ہوٹل شبستان میں ٹھہری ہوں ــــ کمرہ نمبر چالیس دوسری منزل ــــ آج ہوٹل کی انتظامیہ نے اس دعوت کا کارڈ دیا تو میں اس خوبصورت محفل میں چلی آئی ــــ لیکن یہاں مجھے کوئی اپنا ہم زبان نظر نہ آ رہا تھا اس لئے میں ویسے ہی گھوم رہی تھی کہ اچانک آپ پر نظر پڑی آپ تصور نہیں کر سکتیں کہ آپ کو دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی ہوئی ہے" ــــ جینی نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا اور جولیا نے بھی جواب میں یہی کہا کہ اتنی مدت کے بعد اپنی ہم قوم لڑکی سے مل کر اور اس سے اپنی مادری زبان بول کر اسے بھی بے پناہ مسرت ہو رہی ہے۔

"آپ کو ہمارا شہر پسند آیا مس جینی" ــــ صفدر نے رسمی طور پر پوچھا۔

"اوہ ہاں مسٹر صفدر! ــــ یہ ملک بے حد خوبصورت ہے۔

انتہائی خوبصورت ـــــ یہاں مشرق کا روایتی حسن بھی ہے ـــ اور
مغرب کی جگمگاہٹ بھی ـــــ مشرق کی دلکش سادگی بھی ہے اور
مغرب کی چلبلاپن بھی ـــــ مجھے یہ شہر واقعی بے حد پسند آیا ہے" ـــــ
جینی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"اور شہر کے لوگ ـــــ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے" ـــ؟
تنویر نے فوراً ہی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔
"اوہ مسٹر تنویر! ـــ شہر کے لوگ تو شہر سے بھی زیادہ خوبصورت
ہیں ـــ اب آپ جیسے وجیہہ مرد بھلا سوئٹزرلینڈ میں کہاں نظر
آسکتے ہیں ـــ کیوں مس جولیا!" ـــــ جینی نے مسکراتے
ہوئے کہا اور جولیا سمیت سب لوگ بے اختیار قہقہہ لگانے پر
مجبور ہو گئے ـ جب کہ تنویر صرف کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔
"یہ مس وغیرہ کا تکلف چھوڑو جینی! ـــ ہم سب آپس میں بیحد
بے تکلف ہیں ـــ اور مشرق کا یہی حسن ہے کہ یہاں فرسودہ
تکلفات کو اب راہ نہیں دی جاتی" ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے
جواب دیا۔
"اچھا! ـــ پھر تو واقعی اور بھی اچھا ہے جولیا مائی ڈیئر" ـــــ
جینی نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ سب دھیرے سے ہنس دیئے۔
اس کے بعد جولیا اور جینی کے درمیان تو سوئس زبان میں باتیں
شروع ہو گئیں اور باقی ممبر آپس میں مختلف موضوعات پر باتوں میں
مصروف ہو گئے ـ لیکن تنویر کی نظریں جینی پر جیسے چپکی ہوئی تھیں
جب جینی مسکرا کر اسے دیکھتی تو وہ گھبرا کر نظریں چرا لیتا ـ اور جینی

کے خوبصورت گالوں پر شفق پھوٹ پڑتی۔
رفتہ رفتہ جولیا اور باقی تمام ممبرز نے بھی تنویر کی یہ وارفتگی نوٹ
کر لی ـ اور وہ سب ایک دوسرے کو اس بارے میں معنی خیز اشارے
کرنے لگے ـ لیکن تنویر کو کسی کی پرواہ ہی نہ تھی۔
"میرا خیال ہے کہ مسٹر تنویر مجھ پر عاشق ہو گئے ہیں" ـــــ
اچانک جینی نے مسکراتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔
"اوہ ـ اوہ ـــ سس ـــ سوری! ـــ مم ـــ میں تو ـــ"
تنویر نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے شاید
تصور میں بھی نہ تھا کہ جینی بھری محفل میں اس طرح کی بات کر دے
گی ـ اس کے چہرے پر شدید شرمندگی کے آثار ابھر آئے تھے۔
"اس کا خیال نہ کرو جینی! ـــ یہ تو سدا کا عاشق ہے ـــ
عشق کرنا اس کی ہابی ہے" ـــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور ان
سب کے حلق سے بے اختیار قہقہے نکل گئے۔
"مس جولیا! ـــ آپ یقین کریں میرا یہ مطلب نہ تھا ـــ میں تو
کوئی اور بات سوچ رہا تھا ـــ بس بے خیالی میں نظریں مس جینی
پر جم گئیں" ـــ تنویر نے انتہائی خجل لہجے میں بات کو سنبھالنے کی
کوشش کرتے ہوئے کہا۔
"تو اس میں شرمندہ ہونے والی کونسی بات ہے مسٹر تنویر! ـــ
میں ایک خوبصورت اور جوان لڑکی ہوں ـــ آپ ایک وجیہہ
اور خوبصورت نوجوان ہیں ـــ یہ آپ کا حق ہے کہ آپ مجھ سے
عشق کریں ـــ اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے یہاں پردیس

میں آپ جیسا عاشق جل جائے" ——— جینی نے کہا اور اس بار تو
ان سب کے قہقہوں نے ارد گرد کے لوگوں کو بھی چونکا دیا۔ جینی
واقعی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی بے باک ثابت ہو رہی تھی۔

"آ — آپ بیٹھیں! —— میں ابھی آیا" —— تنویر نے بُری طرح
بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر وہ اس طرح تیزی طرح
بھاگ اٹھا جیسے اس کے پیچھے دشمن لگے ہوئے ہوں۔ وہ واقعی
جینی کی اس بے باکی سے بوکھلا گیا تھا اور اس نے عافیت اسی
میں سمجھی تھی کہ وہ وہاں سے ہٹ جائے۔

تنویر کے اس طرح بھاگنے پر ایک بار پھر بھرپور قہقہے لگے
اور جینی بھی ہنس دی۔

"ویسے جولیا! —— یہاں کے لوگوں میں عشق کے جراثیم کچھ ضرورت
سے زیادہ ہی ہیں —— میں جب سے یہاں آئی ہوں۔ یہی
محسوس کر رہی ہوں کہ ہر آنے جانے والا بس اسی کوشش میں ہے
کہ کسی طرح مجھ سے عشق کر سکے" —— جینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ دراصل معاشرت کا فرق ہے جینی —— ورنہ یہاں کے
لوگ کردار کے لحاظ سے بے حد پاکیزہ ہیں۔ البتہ دیکھنے کو بُرا نہیں
سمجھتے —— اور پھر تم جیسی خوبصورت لڑکی کو تو میرے خیال میں
یورپ والے بھی بس دیکھتے ہی رہ جاتے ہوں گے" —— جولیا
نے ہنستے ہوئے کہا اور جینی نے تعریف پر اس کا شکریہ ادا کیا۔

اسی لمحے ورائٹی شو کے لئے تیار کئے گئے سٹیج پر مختلف
روشنیاں جاگ اٹھیں اور ایک آدمی نے آ کر باقاعدہ ورائٹی شو کا

اعلان کیا اور جولیا سمیت سب کی توجہ اس طرف ہو گئی۔

ورائٹی شو میں بڑے دلچسپ پروگرام پیش کئے جانے لگے یہ پروگرام
اس قدر خوبصورت اور دلکش تھے کہ سبزہ زار بار بار تالیوں سے گونج
اٹھتا تھا۔

جینی بھی بڑی توجہ سے ورائٹی شو دیکھ رہی تھی کہ اچانک سٹیج پر
ایک آدمی آیا اور اس نے مائیک پکڑ کر اعلان کرنا شروع کر دیا۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین! —— اب آپ کے سامنے آج کا سب سے
خوبصورت آئیٹم پیش کیا جائے گا —— یہ آئیٹم میجک کا ہے۔
دنیا کے معروف ترین میجک ماسٹر پروفیسر اے۔ بی۔ سی یہ شو پیش کریں
گے" —— اس آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ اور
سبزہ زار تالیوں سے گونج اٹھا۔

دوسرے لمحے سٹیج پر ایک منحنی سا آدمی سیاہ رنگ کے سوٹ
میں ملبوس نظر آنے لگا۔ اس نے سیاہ سوٹ پر سفید بو لگا رکھی تھی۔
ہاتھوں میں سفید دستانے تھے اور سر پر اس نے پرانے زمانے کے
شعبدہ بازوں جیسی سرخ رنگ کی پگڑی پہن رکھی تھی۔

"خواتین و حضرات! —— پروفیسر اے۔ بی۔ سی آپ کے رُوبرو
حاضر ہے —— آج میں آپ کے سامنے ایک ایسا آئیٹم پیش کروں
گا جو یقیناً آج سے پہلے کسی شعبدہ باز نے پیش نہ کیا ہو گا —— کیا
آپ تصور کر سکتے ہیں کہ انسان کو جانوروں اور پرندوں کے روپ
میں بدل دیا جائے —— میں آج آپ کے سامنے یہ آئیٹم پیش کروں
گا —— کوئی صاحب سٹیج پر تشریف لے آئیں" —— پروفیسر نے

اونچی آواز میں کہا۔ اس کا جسم ضرور منحنی تھا لیکن آواز پاٹ دار تھی۔ اور پھر جب سٹیج پر آنے کے لئے کوئی آدمی نہ اٹھا تو پروفیسر مسکراتے ہوئے بولا۔
"خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ——— میں ان صاحب کو دوبارہ انسان بنا کر ہی واپس بھیجوں گا" ——— پروفیسر نے کہا اور پروفیسر کے اس فقرے سے پورا سبزہ زار قہقہوں سے گونج اٹھا۔
اسی لمحے سٹیج کے قریب بیٹھا ہوا ایک نوجوان اٹھا اور اچھل کر سٹیج پر چڑھ گیا۔
"بہت خوب! ——— آپ واقعی دلیر آدمی ہیں ——— پہلے آپ اپنا نام بتایئے" ——— پروفیسر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"اسلم ریاض" ——— نوجوان نے حاضرین کی طرف منہ کرتے ہوئے جواب دیا۔
"تو اسلم ریاض صاحب! ——— آپ کیا بننا پسند فرمائیں گے ——— ؟ کوئی جانور ——— یا کوئی پرندہ ——— جو آپ کو پسند ہو" ——— پروفیسر نے نوجوان سے پوچھا۔
"اسے بکری بنا دو پروفیسر" ——— اچانک سبزہ زار سے ایک آواز آئی اور پورا سبزہ زار قہقہوں سے گونج اٹھا۔
"چلو اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں فرمائش پوری کر دوں۔ لیکن معاف کیجئے ——— آپ بکرا تو بن سکتے ہیں بکری نہیں ——— ابھی میجک اتنی ایڈوانس نہیں ہوئی کہ جنس ہی بدل جائے" ——— پروفیسر نے کہا اور پورا سبزہ زار ہنستے ہنستے بے حال سا ہو گیا۔

"جیسے آپ کی مرضی" ——— اسلم ریاض نے ہنستے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔
پروفیسر نے زور سے دو بار تالی بجائی تو سٹیج کے عقب سے سنہرے رنگ کا لباس پہنے ایک خوبصورت لڑکی داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک سنہری چادر تھی۔
"اگر بکری ایسی ہوتی ہے پروفیسر! ——— تو پھر میں ایسی بکری ضرور اپنے کھونٹے پر باندھنا پسند کروں گا" ——— سبزہ زار سے ایک اور آواز ابھری اور ایک بار پھر ہر طرف قہقہے گونج اٹھے۔
"آپ بے فکر رہیں ——— میں آپ کو کھونٹا بھی بنا سکتا ہوں" ——— پروفیسر نے کہا اور اس بار تو فلک شگاف قہقہوں سے جیسے آسمان بھی گونج اٹھا۔
پروفیسر نے اس لڑکی سے وہ سنہری چادر لے کر اسلم ریاض پر ڈالی اور پھر اسے اکڑوں بیٹھنے کے لئے کہا۔ اسلم ریاض اکڑوں بیٹھ گیا۔ پروفیسر نے پیچھے ہٹ کر تین بار تالی بجائی اور پھر ہاتھوں کو عجیب سے انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ سٹیج پر پھینکی جانے والی تیز روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔ لیکن اتنی روشنی بہرحال موجود تھی کہ پروفیسر اور چادر اوڑھے اکڑوں بیٹھا اسلم ریاض سب کو صاف نظر آ رہا تھا۔
پروفیسر نے کسی عجیب سی زبان میں زوردار نعرہ مارا اور پھر پیر کو زمین پر مار کر اس نے ایک جھٹکے سے چادر اسلم ریاض کے اوپر سے کھینچ لی اور دوسرے لمحے سبزہ زار میں موجود ہر آدمی یہ دیکھ کر حیرت

سے مبہوت بنا رہ گیا کہ واقعی اسلم ریاض کی بجائے وہاں ایک سیاہ رنگ کا قوی ہیکل بکرا کھڑا تھا۔

دوسرے لمحے پروفیسر نے چادر دوبارہ اس بکرے پر ڈالی اور پھر زور سے تالی بجائی اور ساتھ ہی اس نے زور سے زمین پر پیر مارا اور ایک بار پھر چادر ہٹائی تو بکرے کی جگہ اسلم ریاض سر جھکائے ہوئے اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔

"بس جناب! ۔۔۔ اب آپ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں ۔۔۔ اور دیکھئے کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ آپ کو دوبارہ انسان بنا دیا ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور اسلم ریاض ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اب تو سبزہ زار میں بیٹھے ہوئے افراد نے اس قدر زور زور سے تالیاں بجائیں کہ آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اسلم ریاض ہنستا ہوا سٹیج سے نیچے اترا اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"اب کوئی محترمہ تشریف لے آئیں" ۔۔۔ پروفیسر نے حاضرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن کوئی عورت بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ پروفیسر نے دوبارہ کہا تو اچانک جولیا کے پاس بیٹھی ہوئی جینی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ارے تم جا رہی ہو سٹیج پر" ۔۔۔ جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں خود نزدیک سے اس میجک کے چکر کو دیکھنا چاہتی ہوں" ۔۔۔ جینی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی سٹیج کی طرف بڑھنے لگی۔ سبزہ زار میں موجود ہر شخص حیرت اور دلچسپی سے جینی کو

سٹیج کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ سٹیج خاصی اونچی تھی اس لئے اس کے سامنے سیمنٹ کی سیڑھیاں بنا دی گئی تھیں۔ جینی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی سٹیج پر پہنچ گئی۔

"ویل ڈن مس! ۔۔۔ آپ واقعی باہمت خاتون ہیں ۔۔۔ آپ کا نام" ۔۔۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جینی کولینیز ہے ۔۔۔ اور تم مجھے سیامی بلی بنا کر دکھاؤ" جینی نے مائیک کو ہاتھ میں پکڑ کر اونچی آواز میں کہا تو حاضرین نے بے اختیار تالیاں بجانا شروع کر دیں۔

"سوچ لیجئے ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں سیامی بلی کے شوقین موجود ہوں ۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ میں آپ کو دوبارہ اس روپ میں لے آؤں، وہ آپ کو اچک کر لے جائیں" ۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم فکر نہ کرو پروفیسر! ۔۔۔ میں اپنا دفاع کرنا جانتی ہوں" جینی نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے" ۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور پھر جینی کو سٹیج پر آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کے لئے کہا۔

جینی بڑے بے تکلفانہ انداز میں بیٹھ گئی تو پروفیسر نے وہی سنہری چادر اس پر ڈال کر اسے کافی فاصلے تک چاروں طرف پھیلا دیا اور پھر اس نے تین بار تالی بجائی اور ہاتھوں کو عجیب سے انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔

اسی لمحے جینی پر پڑی ہوئی چادر خود بخود نیچے ہونی شروع ہو گئی۔

حاضرین حیرت سے سانس روکے یہ منظر دیکھ رہے تھے پروفیسر نے نعرہ مارا اور پھر پیر کو زمین پر مار کر اس نے ایک جھٹکے سے چادر جیننی سے کھینچ لی۔ اور اس بار تو حاضرین کے سانس خوف اور حیرت سے واقعی بند ہو گئے۔ سٹیج پر جیننی کی بجائے واقعی ایک خوبصورت سیامی بلی بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی حاضرین کو دیکھ رہی تھی۔ وہ گردن گھما گھما کر اِدھر اُدھر دیکھتی اور اس کی ہیرے کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں روشنی میں صاف نظر آ رہی تھیں۔

اس بار پروفیسر نے جھک کر بلی کو بازوؤں میں اٹھا لیا اور بڑے اطمینان سے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر اس نے بلی کو واپس اسی جگہ بٹھایا اور ساتھ کھڑی لڑکی سے چادر لے کر اس بلی پر ڈالی اور ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی تو چادر خود بخود اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ اور پھر پروفیسر نے زمین پر پیر مارا اور چادر دوبارہ کھینچی، تو حاضرین کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ جہاں سیامی بلی بیٹھی تھی وہاں اب جیننی بیٹھی آنکھیں جھپک رہی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی سب حاضرین بے اختیار تالیاں بجاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیننی اچھل کر اٹھی اور پھر وہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آتری اور ہنستی ہوئی واپس جولیا کی طرف بڑھی۔

پروفیسر اب دوسرے شعبدے دکھانے میں مصروف ہو گیا۔

"جیننی کیا ہوا ——— یہ کیسے ہو گیا ———؟" جولیا نے بے اختیار جیننی کے قریب پہنچنے پر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ——— بس مجھے نیند سی آ گئی ——— پھر آنکھ کھلی تو

میں سٹیج پر بیٹھی تھی۔ اور لوگ تالیاں بجا رہے تھے" ——— جیننی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم واقعی سیامی بلی بن گئی تھیں ——— اور پروفیسر نے اٹھا کر باقاعدہ بلی کے جسم پر ہاتھ پھیرا تھا ——— یہ کمال کا جادو ہے ——— ایسا جادو تو میں نے آج تک نہیں دیکھا" ——— جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا واقعی! ——— پھر تو واقعی کمال ہے ——— میں اس پروفیسر سے ملوں گی اور اس سے یہ جادو سیکھوں گی" ——— جیننی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"بس جولیا! ——— یہ سب نظر بندی کا کمال ہے ——— پروفیسر جو کچھ ہمیں دکھانا چاہتا ہے ——— وہی ہمیں نظر آتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہوتا نہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"لیکن یہاں نظر بندی کا مسئلہ نہیں تھا ——— اگر صرف نظر بندی ہوتی تو بلی کو اٹھا کر وہ کبھی اس کے جسم پر ہاتھ نہ پھیرتا ——— یہ کوئی اور ہی چکر ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور جیننی یکلخت چونک کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگی جیسے اسے کیپٹن شکیل کی ذہانت پر حیرت ہوئی ہو۔

"بہرحال ہو گا کچھ ——— اسی کا نام تو میجک ہے" ——— جیننی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شو ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دعوت کے اختتام کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ اور سب لوگ اٹھ کر باہر کی طرف جانے لگے۔

"میں کل تمہارے ہوٹل آؤں گی ۔۔۔۔ پھر ہم اکٹھے سیر کریں گے"۔ جولیانے اٹھتے ہوئے جینی سے کہا۔

"ضرور آؤ ۔۔۔۔ موسٹ ویلکم ۔۔۔۔ میں تمہارا انتظار کروں گی"۔۔۔۔ جینی نے کہا اور پھر وہ سب کو بائی بائی کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"یہ تنویر کہاں چلا گیا ۔۔۔۔ واپس ہی نہیں آیا"۔۔۔۔ جولیانے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اس بار بُری طرح شرمندہ ہوا ہے۔ اس لئے کم از کم ایک ہفتہ تو شکل نہ دکھائے گا"۔۔۔۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھ گئے۔

نواب شہریار خاں کی شاندار حویلی قصبہ طور خان سے کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑے جنگل نما باغ کے اندر بنی ہوئی تھی۔ ان کی حویلی کے گرد تقریباً دو کلو میٹر تک انتہائی گھنا باغ پھیلا ہوا تھا۔ جس کے درمیان تارکول کی چوڑی اور خوبصورت سڑک سیدھی حویلی تک جاتی تھی۔ نواب شہریار خان پوتڑوں کے رئیس تھے۔ گو اب ان کے باپ دادا کی جاگیریں تو باقی نہ رہی تھیں لیکن اب بھی ان کی زمینیں اتنی تھیں کہ وہ نواب کہلانے کے حق دار تھے۔ ویسے ان کا ہوٹلنگ کا وسیع کاروبار بھی ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ دارالحکومت میں ان کا شاندار فائیو سٹار ہوٹل شبستان تھا۔ اسی طرح ملک کے بڑے بڑے شہروں میں بھی ان کا ہوٹل بزنس عروج پر تھا۔ اس حویلی کے گرد پھیلا ہوا باغ بھی ان کی ذاتی ملکیت تھا۔ اور اس باغ کے گرد اونچی چار دیواری تھی۔ اور راستہ ایک عظیم الشان پھاٹک

سے اندر جاتا تھا۔ اس پھاٹک پر ہر وقت مسلح افراد پہرہ دیتے تھے
ویسے بھی نواب شہریار خان کو مسلح ملازم رکھنے کا ایک خبط سا تھا اس
لئے ان کے پاس ایسے ملازموں کی ایک پوری فوج موجود رہتی تھی
باغ میں جگہ جگہ چوکیاں سی بنی ہوئی تھیں جہاں مسلح محافظ رہتے
تھے۔ نواب شہریار خان نے باقاعدہ حکومت سے ان سب افراد
کے لئے اسلحہ کے لائسنس حاصل کئے ہوئے تھے۔

نواب شہریار خان اب عمر کے جس حصے میں تھے اس حصے
میں عموماً لوگ سنکی ہو جایا کرتے ہیں اور یہی حال نواب شہریار خان
کا تھا۔ اس نے عجیب عجیب شغل اپنا رکھے تھے۔ ایسے شغل کہ
جنہیں دیکھ کر بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ مثلاً اس نے کوے پال
رکھے تھے۔ اور ہر وقت اسی سوچ بچار میں رہتا تھا کہ آخر کووں
کا رنگ کیوں نہیں بدلا جا سکتا۔ کوے صرف سیاہ ہی کیوں ہوتے
ہیں۔ سفید۔ نیلے۔ پیلے۔ براؤن اور دوسرے رنگ کے کوے
کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور وہ کووں کی مختلف نسلوں کے جوڑے
علیحدہ علیحدہ پنجروں میں رکھتا۔ تاکہ ان کے ملاپ سے شاید رنگ
بدل جائے۔ لیکن آج تک اسے کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اسی طرح
اس نے مگرمچھوں کا ایک جوڑا پال رکھا تھا۔ انتہائی ہیبت ناک
اور بڑا مگرمچھ۔ اس کے لئے اس نے حویلی میں ایک بڑا تالاب
بنوایا ہوا تھا۔ اور جب بھی اس پر سنک سوار ہوتا تو وہ تالاب کے
کنارے بیٹھ کر ان مگرمچھوں سے باتیں شروع کر دیتا۔ اسے یقین
تھا کہ اگر کوشش کی جائے تو مگرمچھ بھی انسانی آواز میں بول سکتے

ہیں۔ اس کے پاس یہ دلیل تھی کہ جب طوطا اور مینا انسانی آواز میں
بول سکتے ہیں تو پھر آخر مگرمچھ کیوں نہیں بول سکتے۔

ان عجیب و غریب عادتوں کے علاوہ نواب شہریار خان بےحد
عقلمند اور تجربہ کار آدمی تھے۔ نواب شہریار خان کی اکلوتی اولاد
تھی اور وہ تھی نواب زادی جہاں بانو۔ جسے نواب شہریار خان پیار
سے بانو کہتا تھا۔ بانو کی والدہ اس کے بچپن میں ہی انتقال کر
گئی تھی۔ لیکن نواب کو بانو سے اس قدر پیار تھا کہ نواب ہونے
کے باوجود اس نے پھر دوسری شادی نہ کی۔ اور تمام عمر بانو کی پرورش
اور محبت میں گذار دی۔ چونکہ بانو اکلوتی اولاد تھی اور پھر تھی بھی
نواب زادی۔ اس لئے بانو کا دماغ ہر وقت ساتویں آسمان پر رہتا
تھا۔ وہ انتہائی ناک چڑھی تھی۔ اور غصہ تو جیسے ہر وقت اس کی
ناک پر دھرا رہتا تھا۔ ہر وقت ایک ہنٹر اپنے پاس رکھتی اور اگر
کوئی ملازم یا ملازمہ ذرا بھی اس کی طبیعت کے خلاف بات کر دیتی
تو وہ حقیقت میں اسے کوڑے سے پیٹ ڈالتی۔ لیکن اس کو غصہ
جتنی تیزی سے آتا تھا اتنی ہی تیزی سے اتر بھی جاتا۔ چنانچہ کوڑے
سے پیٹنے کے بعد وہ اپنے ہاتھ سے ہی اس ملازم کی مرہم پٹی کرتی
اور ساتھ ہی اس سے معذرت بھی کرتی۔ اور پھر اسے اتنا دل کھول
کر انعام و کرام دیتی کہ پٹنے والا اپنے زخم بھول جاتا۔ لیکن بہرحال
کوڑے سے پٹنا ایک ہولناک بات تھی۔ اس لئے حویلی اور اس
کے گرد موجود تمام ملازم اس کے سائے سے بھی خوف کھاتے
تھے۔ صرف ایک بڑی اماں تھی جس کا بانو لحاظ کرتی تھی۔ بڑی اماں

خاصی بوڑھی عورت تھی اور اس نے بانو کی والدہ کی وفات کے بعد اُسے گود لے کر پالا تھا۔

بانو کو اللہ تعالیٰ نے حسن بھی انتہائی فراخدلی سے دیا تھا۔ واقعی وہ حسین ترین لڑکی کہلائے جانے کی مستحق تھی۔ نواب شہریار خان نے اُسے حویلی میں رکھ کر نہ صرف اعلیٰ تعلیم دلائی تھی بلکہ ہر قسم کے مردانہ فنون میں بھی ماہر بنا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ شہسواری، نشانہ بازی اور مارشل آرٹ میں واقعی ماہر بن چکی تھی اور پھر نواب شہریار خاں اُسے اکثر اپنے ساتھ لے کر دنیا کی سیر کو نکل جاتے۔ اس طرح بانو نے تقریباً پوری دنیا گھوم لی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اعلیٰ سوسائٹی کے تمام آداب سے اچھی طرح واقف تھی۔ بانو گھڑسواری اور شکار کی بھی بے حد شوقین تھی۔ اس کے دن کا زیادہ حصہ گھوڑے کی پشت پر ہی گذرتا تھا۔ اور وہ گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی ملحقہ باغ سے نکل کر دُور دُور تک چلی جاتی۔ نواب شہریار خان نے اُسے اکثر کہا تھا کہ وہ چند محافظ ساتھ لے کر جایا کرے لیکن بانو نے اس بات کو ماننے سے سختی سے انکار کر دیا تھا۔

"ابا جان! ——— میں نے دنیا کے ماہر ترین نشانہ بازوں سے نشانہ بازی سیکھی ہے ——— مارشل آرٹ کے چوٹی کے ماہرین نے مجھے مارشل آرٹ میں طاق کر دیا ہے ——— اگر پھر بھی میں نے محافظ ساتھ رکھنے ہیں تو پھر ان فنون کو سیکھنے کا فائدہ" ——— ؟

بانو مسکراتی ہوئی جواب دیتی اور نواب شہریار خان کندھے اُچکا کر رہ جاتے۔

آج بھی بانو صبح صبح گھوڑا دوڑاتی ہوئی باغ سے نکل کر شمالی پہاڑیوں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے سنہرے بال جسے اس نے سُرخ رنگ کے ربن سے باندھ رکھا تھا اُڑ رہے تھے۔ جسم پر چست لباس تھا۔ گھوڑے کی زین کے ساتھ انتہائی جدید بندوق بندھی ہوئی تھی۔ دوسری سائیڈ پر اس کا مخصوص ہنٹر بھی تھا۔ آج اس کا ارادہ شمالی پہاڑیوں کے دامن میں موجود گھنے جنگل میں شکار کھیلنے کا تھا۔ کیونکہ وہ کئی روز سے شکار پر نہ گئی تھی۔

اس جنگل میں بڑے درندے نہ پائے جاتے تھے البتہ ہرن، خرگوش، تیتر اور اس قسم کے دوسرے جانور عام مل جاتے تھے۔ اس لئے نواب شہریار خاں نے بھی اس کے اس جنگل میں اکیلے شکار کھیلنے جانے پر کبھی اعتراض نہ کیا تھا۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور بانو گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی بڑے پُرلطف انداز میں جنگل کی طرف بڑھی جا رہی تھی کہ اچانک اس نے زور سے گھوڑے کی راسیں کھینچ لیں اور منہ زور اور طاقتور عربی النسل گھوڑا الف ہو گیا۔

"کیا تم اندھے ہو" ——— بانو نے غصے سے چیختے ہوئے اس نوجوان سے کہا جو اچانک ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر سامنے آ گیا تھا۔ اور اگر بانو گھوڑے کو نہ روکتی تو وہ نوجوان یقیناً گھوڑے کے نیچے آ کر کچلا جاتا۔

"ہاں! ——— پہلے تو نہیں ——— لیکن اب میں اپنے آپ کو اندھا محسوس کر رہا ہوں ——— کمال ہے۔ تمہارا حسن تو پورا پاور اسٹیشن ہے

بڑی جگمگاہٹ ہے۔ اندھا تو ہونا ہی ہے" ـــــ نوجوان نے
بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار
بہہ رہا تھا۔ اس نے کرتا اور پاجامہ پہن رکھا تھا۔
"تم میرا مذاق اڑانے کی گستاخی کر رہے ہو ـــــ تم جانتے ہو
کہ میں کون ہوں" ـــــ بانو کا غصہ یکلخت عروج پر پہنچ گیا اور اس
نے ایک جھٹکے سے زین کے ساتھ لٹکا ہوا کوڑا کھینچا اور پھر اچھل کر
گھوڑے سے نیچے اتر آئی۔
"واہ! ـــ سنا تھا کہ پہلے کسی زمانے میں ایک فلمی ہنٹر والی ہوا کرتی
تھی ـــــ یہ شاید اس کا دوسرا جنم ہے" ـــــ نوجوان نے اسی
طرح احمقانہ انداز میں آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے بانو کا کوڑا لہرایا لیکن نوجوان بجلی کی سی تیزی سے
ایک طرف ہٹ گیا۔ اور کوڑے کا وار خالی گیا۔ پھر تو جیسے بانو پر
دورہ سا پڑ گیا۔ وہ مسلسل کوڑا چلا رہی تھی لیکن نوجوان تو واقعی بجلی
بنا ہوا تھا۔ ایک کوڑا بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکا۔ اور بانو بری
طرح ہانپنے لگی۔ اس نے یکلخت کوڑا ایک طرف پھینکا اور گھوڑے
کی زین سے بندوق کھینچ لی۔
"واہ! ـــ بندوق چلانا بھی آتا ہے ـــــ کیا بات ہے ـــــ
اب تو تم پوری فلمی ہیروئن لگ رہی ہو" ـــــ نوجوان نے اسی
طرح مطمئن لہجے میں کہا۔
اور بانو نے گھوم کر ٹریگر دبا دیا۔ لیکن نوجوان کے جسم میں تو شاید
خون کی جگہ پارہ بھرا ہوا تھا۔ گولی اس کے قریب سے نکل گئی۔ اور

پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسری گولی چلاتی۔ نوجوان نے اچانک اچھل کر
لات چلائی اور بانو کے ہاتھوں سے بندوق نکل کر دور جا گری اور بانو
اس طرح اچانک بندوق ہاتھ سے نکل جانے پر ایک لمحے کے لئے
ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔
"بندہ حسن مجسم کے حضور انتہائی عاجزانہ۔ منکسرانہ۔ فقیرانہ۔ صوفیانہ
فدویانہ ـــــ اب ایک ہی قافیہ اور یاد رہ گیا ہے جولیانا سلام عرض
کرتا ہے" ـــــ نوجوان نے خالص لکھنوی انداز سے جھک
کر سلام کرتے ہوئے کہا۔
"تم ـــــ تم نے اپنی موت کا فیصلہ کر لیا ہے ـــــ تم نے مجھ
پر ہاتھ اٹھا کر وہ گستاخی کی ہے جس کی سزا موت ہے" ـــــ بانو
نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔
"حسن کے ہاتھوں مرنے والوں کو شہید کہتے ہیں اور شہید زندہ
ہوتے ہیں ـــــ اس لئے پلیز موت کا ذکر نہ کریں" نوجوان جو عمران تھا
نے پہلے سے بھی زیادہ جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے بانو یکلخت اچھلی اور اس نے بڑے خوبصورت
انداز میں عمران کے سینے پر فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی
لیکن جیسے ہی اس کا جسم ہوا میں تیرتا ہوا عمران کی طرف بڑھا
عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور بانو کا جسم یکلخت
فضا میں اٹھا اور دوسرے لمحے قلابازی کھا کر وہ اس طرح ایک
سائیڈ پر کھڑے عربی النسل گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھی جیسے
اس نے عمران کو فلائنگ کک مارنے کی بجائے گھوڑے پر سواری

کرنے کے لئے اس انوکھے انداز کا مظاہرہ کیا ہو۔

بانو کے جسم کو تھپکی دے کر پلٹتے ہی عمران خود بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور پھر عین اس لمحے جب بانو کا جسم گھوڑے کی پشت پر کودا۔ عمران کا جسم سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں بانو کا کوڑا تھا۔ اور شڑاپ کی ایک زوردار آواز سنائی دی اور کوڑا پوری قوت سے گھوڑے کی پشت پر پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑا یکلخت بھڑکا اور پھر وہ اس بری طرح سرپٹ بھاگا کہ بانو کو مجبوراً اس کی گردن کے گرد ہاتھ ڈال کر اپنے آپ کو سنبھالنا پڑا۔ راسیں نیچے لٹک رہی تھیں اور گھوڑے کی رفتار کوڑا کھانے کے بعد اس خوفناک انداز میں بڑھ گئی تھی کہ بانو کے لئے اسے کنٹرول کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ بلکہ اُسے اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے بھرپور جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ البتہ گھوڑا شائد اس صورت حال کو سمجھ گیا تھا اس لئے کافی آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک دائرے کی صورت میں گھوما اور پھر اس کا رُخ واپس حویلی کی طرف ہو گیا۔

"واہ! ___ کیا انداز ہیں شہسواری کے ___ چلو ورزش بھی ہو گئی۔ اور ایک کوڑا اور ایک بندوق بھی ہاتھ آ گئی" ___ گھوڑے کے گھوم کر واپس جاتے ہوئے بانو کے کانوں سے نوجوان کی آواز ٹکرائی اور بانو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم کسی نے منوں بلکہ ٹنوں دہکتے ہوئے کوئلوں کے اندر رکھ دیا ہو۔ غصے کی انتہا نے اس کی آنکھوں کے سامنے سُرخ چادر پھیلا دی اور گھوڑے

پر تقریباً لیٹا ہوا اس کا جسم غصے کی شدت سے بُری طرح کانپنے لگا۔ یہ اس کی واضح شکست تھی۔ اور بانو کی پوری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے کسی کے ہاتھوں اس طرح شکست کھائی ہو۔ لیکن گھوڑے کی بے پناہ رفتار کی وجہ سے وہ اسی طرح اس کی گردن سے چمٹی رہی۔ کیونکہ بے پناہ غصے کے باوجود اُسے اتنا تو احساس ضرور تھا کہ اگر وہ اس رفتار سے دوڑتے ہوئے گھوڑے سے گر گئی تو پھر یقیناً اس کی ایک بھی ہڈی سلامت نہ رہے گی۔ آج پہلی بار اُسے احساس ہوا تھا کہ کاش وہ نواب شہریار خاں کا کہا مان کر اپنے ساتھ محافظ رکھا کرتی تو نوجوان اس طرح بچ کر نکل نہ جاتا۔ لیکن پھر اُسے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ اگر یہ تمام واقعہ محافظوں کے سامنے پیش آتا تو اپنی اس شکست پر اس کے پاس سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہتا۔

گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا باغ سے گذر کر جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا تو تالاب کے کنارے پر مگرمچھ سے باتیں کرتا ہوا نواب شہریار خان یکلخت چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ گھوڑے کے دوڑنے کی رفتار۔ اس کی لٹکتی ہوئی راسیں اور اس کی گردن سے چمٹی ہوئی بانو کی پوزیشن کسی واضح گڑبڑ کی نشاندہی کر رہی تھیں۔

گھوڑا ہانپتا ہوا نواب شہریار خان کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔

"کیا ہوا بانو! ___ خیریت تو ہے ___ یہ کیسا انداز ہے" ___؟ نواب شہریار خان نے آگے بڑھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور بانو پہلے چند لمحے تو اسی طرح گھوڑے کی گردن سے چمٹی

رہی۔ پھر آہستہ آہستہ سیدھی ہو گئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر نواب شہر یار خان کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا۔ بانو کا چہرہ غصے کی شدت سے تقریباً مسخ ہو رہا تھا۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گی ۔۔۔ میں اسے عبرت ناک موت ماروں گی" ۔۔۔ بانو نے یکلخت بری طرح چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گھوڑے سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

"کسے ۔۔۔ ؟ کس کی بات کر رہی ہو بانو ۔۔۔ ہوا کیا ہے" ۔۔۔ ؟ نواب شہر یار خاں نے آگے بڑھ کر بانو کو سینے لگاتے ہوئے کہا۔ بانو کا جسم ابھی تک غصے کی شدت سے کانپ رہا تھا۔

سائیس نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی راس پکڑی اور اسے واپس اصطبل کی طرف لے گیا۔

" ابا جان ! ۔۔۔ میری بے حد توہین ہوئی ہے ۔۔۔ میں اسے مار ڈالوں گی" ۔۔۔ بانو نے تیز لہجے میں کہا۔

"کس نے تمہاری توہین کرنے کی گستاخی کی ہے ۔۔۔ کون ہے کم بخت ۔۔۔ جس نے نواب شہر یار خان کی لاڈلی بیٹی کی توہین کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا ہے ۔۔۔ بتاؤ مجھے بانو ! ۔۔۔ میں اسے عبرت ناک سزا دوں گا" ۔۔۔ نواب شہر یار خان کا پارہ بھی یکلخت چڑھ گیا۔

اور پھر بانو نے اسے نوجوان کے اچانک سامنے آجانے اور پھر اس کے ساتھ گذرنے والے تمام واقعات رک رک کر سنا دیئے اور جیسے جیسے بانو واقعہ سناتی جا رہی تھی بوڑھے نواب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

"کیا تم ٹھیک کہہ رہی ہو بانو ! ۔۔۔ یہ تو مجھے ناقابل یقین لگ رہا ہے ۔۔۔ اس قدر پھرتی ۔۔۔ اس قدر مہارت حیرت انگیز ہے میں تو سمجھا تھا کہ اب دنیا بھر میں تمہارے مقابلے پر آنے والا کوئی باقی نہیں رہا ۔۔۔ لیکن جو کچھ تم نے سنایا ہے بانو ! ۔۔۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نوجوان مارشل آرٹ میں تم سے بھی کہیں آگے ہے ۔۔۔ تمہارا ایک بھی کوڑا اس کے جسم کو نہ چھو سکا ۔۔۔ تمہارا نشانہ اتنے قریب سے خطا ہو جائے ۔۔۔ اور پھر وہ تمہیں اس طرح اچھال کر گھوڑے کی پشت پر پھینک دے۔ یہ سب کچھ مجھے ناقابل یقین محسوس ہو رہا ہے ۔۔۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ میری بیٹی جھوٹ نہیں بولتی ۔۔۔ اس لئے بانو بیٹی ! ایسا نوجوان تو واقعی حیرت انگیز ہے ۔۔۔ میں اس سے ضرور ملوں گا" ۔۔۔ نواب شہر یار خاں کا غصہ اب حیرت میں بدل گیا تھا۔ اس کے دماغ کی رو ہی پلٹ گئی تھی۔ اس کا انداز ایسا ہو گیا تھا جیسے وہ نوجوان کی صلاحیتوں کو بڑے بھرپور انداز میں خراج تحسین ادا کر رہا ہو۔

"ابا جان ! ۔۔۔ آپ ۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔ اس احمق کی تعریف کر رہے ہیں جس نے میری توہین کی ہے" ۔۔۔ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اسے توہین کی سزا ضرور ملے گی ۔۔۔ لیکن اب مجھے اس سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے" ۔۔۔ نواب شہر یار خان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر حویلی کی دیوار کے ساتھ کھڑے

ایک ادھیڑ عمر آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ اُدھیڑ عمر آدمی نواب شہریار خان کا کاردار تھا۔

"جناب عالی حکم" ——— کاردار نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کاردار!— اپنے ساتھ مسلح افراد کا دستہ لے جاؤ اور بانو سے اس نوجوان کا حلیہ پوچھ کر اُسے تلاش کرو۔ اور پھر اُسے ہمارے سامنے پیش کرو ——— اگر وہ رضامندی سے نہ آئے تو اُسے زبردستی اُٹھا کر لے آؤ ——— میں اُسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں ابھی اور اسی وقت" ——— نواب شہریار خان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی جناب" ——— کاردار نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر سوالیہ نظروں سے بانو کی طرف دیکھا۔ بانو نے اس نوجوان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا اور کاردار اُلٹے پیروں چلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"تم اپنا حلیہ ٹھیک کرو ——— ابھی شہر سے اس میجک ماسٹر اور اس کے ساتھیوں نے بھی آنا ہے" ——— نواب شہریار خان نے کاردار کے جانے کے بعد بانو سے کہا اور بانو سر ہلاتی ہوئی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئی۔

تنویر جینی کی بے باکی پر کچھ اس طرح شرمندہ ہوا تھا کہ اس کے ذہن نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ فوراً یہاں سے ہٹ جائے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی نظروں سے جھلکنے والا تمسخر اب مزید برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ وہاں سے ہٹ کر سیدھا سبزہ زار سے باہر آگیا۔ اس نے اٹھ کر باہر آتے ہوئے جینی۔ جولیا اور اپنے ساتھیوں کے طنزیہ قہقہے بھی سُنے تھے۔ اور ان قہقہوں نے دراصل اس کا خون کھولا دیا تھا۔

جینی واقعی بے حد خوبصورت تھی اور حُسن تنویر کی کمزوری تھی۔ لیکن یہ کمزوری صرف باتیں کرنے اور دیکھنے کی حد تک تھی۔ اس نے کبھی کسی لڑکی سے بداخلاقی کے بارے میں سوچا تک نہ تھا اور نہ ہی کبھی اس نے کبھی اخلاق کی حدود پار کی تھیں۔ اس کا ذاتی کردار انتہائی مضبوط تھا۔ لیکن آج اپنے ساتھیوں کے قہقہے سُن کر اسے

احساس ہو رہا تھا جیسے اس کے ساتھی اس کے کردار کا مذاق اڑا رہے ہوں۔ جیسے وہ اسے انتہائی گھٹیا اور اخلاق باختہ انسان سمجھ رہے ہوں۔ اور پھر سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ یہ سب کچھ جولیا کے سامنے ہوا۔ اور اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ ساری عمر جولیا کو اپنی شکل دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

یہی کچھ سوچتا ہوا تنویر اپنی کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے ذہن سے دعوت وغیرہ سب کچھ صاف ہو گئی تھی۔ کار کے قریب پہنچتے ہی اس کی نظریں سبزہ زار سے ملحقہ ہوٹل شبستان کی شاندار چار منزلہ عمارت پر پڑیں۔ اور اسی لمحے اسے یاد آگیا کہ جینی نے بتایا ہے کہ وہ اسی ہوٹل کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر چالیس میں ٹھہری ہوئی ہے۔ وہ کچھ سوچتا ہوا ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ اسے خیال آ رہا تھا کہ اس قدر بے باک لڑکی یقیناً کوئی شریف لڑکی نہ ہوگی۔ اور اب وہ اس لائن پر سوچ رہا تھا کہ اگر جولیا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے جینی کی بدکرداری ثابت کر دے تب وہ یہ بات ثابت کر سکتا ہے کہ جینی نے صرف بدکرداری کی [illegible] سے ایسی باتیں کی ہیں۔

تنویر کا مقصد یہ نہ تھا بس یہ بات جیسے تنویر کے ذہن پر نقش سی ہو گئی۔ اب اس کے قدم انتہائی تیزی سے ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ وہ ہوٹل کی عمارت میں داخل ہوا اور پھر سیدھا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ——— ہوٹل کا ہال بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف ویٹرز آ جا رہے تھے۔ چونکہ یہ رہائشی ہوٹل تھا اس لئے کسی نے تنویر کے آنے پر اعتراض نہ کیا۔

تنویر لفٹ کے ذریعے جب دوسری منزل پر پہنچا تو وہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ شاید ہوٹل میں موجود ہر مہمان اس وقت سبزہ زار کی دعوت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرہ نمبر چالیس کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ نمبر چالیس کا دروازہ بند تھا۔ اس پر لگے ہوئے کارڈ کو دیکھ کر تنویر کو یقین ہو گیا کہ یہی جینی کا کمرہ ہے کیونکہ کارڈ پر اسی کا نام لکھا ہوا تھا۔

تنویر نے ادھر ادھر دیکھا۔ دوسرے لمحے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر کوئی کارڈ نہ پا کر وہ چونک پڑا۔ کارڈ نہ ہونے کا یہ مطلب تھا کہ یہ کمرہ خالی ہے۔ تنویر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے ہینڈل کو گھمایا تو اس کی توقع کے عین مطابق دروازہ کھل گیا۔ کمرہ خالی ہونے کی وجہ سے اسے لاک نہ کیا گیا تھا۔ تنویر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرہ بڑے بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ ہوٹل شبستان کا معیار واقعی اعلیٰ تھا۔ تنویر نے اپنے عقب میں دروازہ بند کیا اور پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن اسے کوئی ایسا رخنہ نظر نہ آیا جس سے وہ جینی کے کمرے میں ہونے والی کوئی بات سن سکتا۔ کوئی اس کی بدکرداری کا ثبوت حاصل کر سکتا۔ پھر اس کی نظریں عقبی کھڑکی پر پڑیں۔ وہ تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس نے کھڑکی کھولی اور باہر جھانکا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ دونوں کمروں کی کھڑکیاں ساتھ ساتھ تھیں اور نیچے پیر رکھنے کے لئے باقاعدہ کارنس سی بنی ہوئی تھی۔ یہ کارنس ڈیزائن

کے طور پر پوری دیوار پر موجود تھی۔ چونکہ ابھی جیمی کے واپس کمرے میں آنے میں کافی دیر تھی اور پھر جیمی کے کمرے کی کھڑکی کے پٹ بھی باہر کی طرف کھلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ اس لئے اس نے اپنے ذہن میں ایک منصوبہ تیار کیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے سے باہر آکر وہ لفٹ کے ذریعے نیچے اترا اور جب وہ ہوٹل سے باہر آیا تو سبزہ زار میں لوگ اسی طرح موجود تھے۔

تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس کا ڈھکن ہٹایا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ کار کے اس باکس کے اندر ضروری سامان اور اسلحہ رکھا کرتا تھا۔ اس نے باکس میں سے ایک ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر اس میں موجود ایک ٹیلی ویو ماسٹر نکال لیا۔ یہ ٹیلی ویو ماسٹر بالکل جدید انداز کا تھا اور تنویر نے اسے ایک غیر ملکی دورے کے دوران ایک سٹور سے خریدا تھا۔ اپنے ذاتی شوق کی خاطر۔ یہ ایک چھوٹا سا بٹن تھا جس کے نیچے چپکنے والا مادہ لگا ہوا تھا۔ اس کی رینج تقریباً ایک کلو میٹر تھی اور اسے اگر ایک کلو میٹر رینج کے اندر کسی جگہ لگا دیا جائے تو یہ ایک کلو میٹر کے اندر اپنے رسیونگ سیٹ پر اس جگہ کی فلم بھی تیار کر دیتا تھا۔ اور ساتھ ہی وہاں پیدا ہونے والی آوازیں بھی ریکارڈ کرتا تھا۔ اور یہ سب کچھ چونکہ وائرلیس کے انداز میں ہوتا تھا اس لئے تنویر کو یہ جدید ترین آلہ بے حد پسند آیا تھا اور اس نے اسے

بھاری قیمت دیکر خرید لیا تھا۔ لیکن آج تک اسے استعمال کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ لیکن آج یہ آلہ دیکھ کر اسے بیحد مسرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ آج اس نے واقعی کام دینا تھا۔ اس نے اس کا رسیونگ سیٹ اٹھا کر ڈلیش بورڈ کے اندر رکھا اور آپریٹنگ بٹن کو اس نے جیب میں ڈالا۔ اور کار سے باہر آگیا۔ اس وقت سبزہ زار سے تالیوں کا بے پناہ شور سنائی دے رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ورائٹی پروگرام ہو رہا ہے۔

تنویر سے کار سے نکل کر واپس ہوٹل میں آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اسی کمرے میں پہنچ گیا تھا جو جیمی کے کمرے سے ملحقہ تھا۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے کی کھڑکی سے باہر نکلا۔ یہ سائیڈ چونکہ سبزہ زار کی مخالف سمت میں تھی۔ اور ادھر ایک تنگ سی گلی تھی اور پھر دوسری عمارت تھی اس لئے ادھر اندھیرا تھا۔ کارنس پر پیر رکھتا ہوا تنویر بڑی آسانی سے جیمی کے کمرے کی کھڑکی تک پہنچ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کے کمرے میں موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنی جیب سے وہ آپریٹنگ بٹن نکالا اور اسے آن کر کے اس نے بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی میز کی نچلی سطح پر پائے کے جوڑ میں چپکا دیا۔ میز چونکہ بیڈ سے ذرا اونچی تھی اور جس جگہ اس نے یہ بٹن چپکایا تھا اس جگہ سے بٹن سے نکلنے اور نظر نہ آنے والی ریز پورے کمرے اور بیڈ کا احاطہ آسانی سے کر سکتی تھیں۔ اس لئے تنویر مطمئن ہو گیا کہ اب اس کمرے میں ہونے والے ہر ایکشن کی فلم اور یہاں بولے جانے والا ہر لفظ کا ٹیپ اس کے پاس خود بخود پہنچ جائے گا۔ اس

کے بعد وہ واپس کھڑکی کی طرف پلٹا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں دعوت ختم نہ ہوگئی ہو اور جینی اس کے کمرے میں موجودگی کے دوران ہی اندر نہ آجائے۔ اس لئے وہ جلد از جلد نہ صرف اس کمرے بلکہ ہوٹل سے ہی نکل جانا چاہتا تھا۔

چنانچہ وہ کھڑکی سے باہر نکل کر دوبارہ پہلے والے کمرے کی کھڑکی پر پہنچا اور پھر وہاں سے وہ اس کمرے سے ہوتا ہوا باہر گیلری میں آگیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دوبارہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ کر ہوٹل سے باہر آیا۔ اس وقت سبزہ زار بے پناہ تالیوں سے گونج رہا تھا۔

تنویر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر وہ کار وہاں سے نکال کر ہوٹل کی عقبی گلی میں لے آیا۔ یہاں آکر اس نے کار روکی اور پھر ڈیش بورڈ سے اس نے ٹیلی ویژن کا رسیونگ سیٹ نکال کر اسے آن کیا اور پھر اسے کار کے ڈیش بورڈ کے اوپر رکھ کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ رسیونگ سیٹ کی سکرین پر اس وقت جینی کے کمرے کا اندرونی منظر نظر آرہا تھا۔ چونکہ اس سیٹ میں صرف ایک گھنٹے کی فلم موجود تھی اس لئے تنویر نے اسے آف کیا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکل آیا۔

اب تنویر کے قدم سبزہ زار کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن جیسے ہی وہ ہوٹل کی سائیڈ سے گھوم کر آگے بڑھا اس نے لوگوں کو سبزہ زار سے نکل کر اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ دعوت ختم ہوگئی ہے۔ چنانچہ وہ اسی طرح الٹے پاؤں واپس مڑا

اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دوبارہ عقبی گلی میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ آیا۔

کار کا دروازہ کھول کر تنویر اندر بیٹھا اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے سے کار کی اندرونی لائٹ بھی بند ہوگئی اس طرح کار عقبی گلی میں چھائے ہوئے گہرے اندھیرے کا ایک جزو بن گئی۔

کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد تنویر نے رسیونگ سیٹ کا بٹن دوبارہ آن کیا تو سکرین پر کمرے کی تصویر آتے ہی وہ چونک کر سیدھا ہوگیا۔ کمرے میں جینی موجود تھی۔ اور وہ اس طرح حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جیسے وہ کسی نئی جگہ پر آگئی ہو۔ اس کے بعد وہ کھڑکی کی طرف بڑھی۔ اس نے سر باہر نکال کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ چند لمحے کھڑی سوچتی رہی۔ پھر کھڑکی بند کر کے واپس مڑ آئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اُسے کسی بات کی سمجھ نہ آرہی ہو۔ پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک لباس باہر نکالا جو ہینگر سے لٹکا ہوا تھا لباس اتار کر وہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھی اور پھر باتھ روم میں چلی گئی۔

تنویر خاموش بیٹھا جینی کی حرکات دیکھتا رہا۔ کافی دیر بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا اور جینی باہر آئی۔ اب وہ لباس بدل چکی تھی۔ باتھ روم سے نکل کر وہ سیدھی میز کے پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے ٹانگیں پھیلا دیں اور یوں کرسی کی پشت سے ٹک گئی جیسے

بیڈ کی بجائے اس نے کرسی پر ہی آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔
تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ جینی کی ایسی کوئی حرکت اب تک سامنے نہ آئی تھی جسے وہ جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے سامنے اس کی بدکرداری کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا۔ اس کی ساری محنت رائیگاں جا رہی تھی۔
جینی کو کرسی پر بیٹھے ابھی چند ہی منٹ گذرے ہوں گے کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جینی چونک کر سیدھی ہوئی اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔ رسیونگ سیٹ سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس سیٹ میں ڈبل سسٹم تھا۔ یعنی سکرین پر تصویر بھی نظر آ رہی تھی اور اندر فلم پر بھی ریکارڈ ہو جاتی تھی۔ اور اسی طرح کمرے میں پیدا ہونے والی ہر آواز بھی سنائی دیتی تھی اور ریکارڈ بھی ہو جاتی تھی۔
"یس" ـــــ جینی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"مادام! ـــ میں ڈمپ بول رہا ہوں ـــ نواب شہریار خان توقع کے عین مطابق شو ختم ہونے کے بعد پروفیسر سے ملنے اس کے کمرے میں آئے ہیں ـــ انہوں نے پروفیسر کے میجک کی بے پناہ تعریف کی ہے اور اسے ایک بھاری رقم کا چیک بطور انعام بھی دیا ہے" ـــ ایک بھاری آواز سنائی دی۔
"کوئی کام کی بات بھی ہوئی یا نہیں" ـــ؟ جینی کا لہجہ اس بار خاصا تحکمانہ تھا۔
"یس میڈم! ـــ ان کے جانے کے بعد میں نے پروفیسر سے

بات کی ہے ـــ اس نے بتایا کہ نواب شہریار خان نے پروفیسر کو اپنی حویلی میں آنے کی دعوت دی ہے تاکہ وہ اس سے میجک بھی سیکھ سکے اور وہاں موجود اس کی بیٹی جہاں بانو بھی پروفیسر کے فن کا مظاہرہ دیکھ سکے ـــ اس سلسلے میں اس نے پروفیسر کو انتہائی بھاری رقم کی آفر کی ہے ـــ پروفیسر نے پلان کے مطابق حامی بھر لی ہے کہ وہ دو روز بعد اپنے سٹاف کے ساتھ حویلی میں آئے گا ـــ نواب نے کہا ہے کہ وہ اپنے آدمی بھیجے گا جو آ کر انہیں حویلی لے جائیں گے" ـــ ڈمپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔
"اوہ ویری گڈ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا پروگرام خاصا کامیاب گیا ہے ـــ پروفیسر کو کہہ دو کہ وہ وہاں جانے کی پوری تیاری رکھے ـــ اور آپ لوگ بھی سب تیار ہو جائیں" ـــ جینی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میڈم! ـــ کیا آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گی" ـــ ڈمپ نے پوچھا۔
"ہاں ـ کیوں نہیں ـــ میں پروفیسر کی دوست کے روپ میں ساتھ جاؤں گی ـــ تم تمام ضروری سامان پیک کرا دینا۔ اور سنو! پروفیسر کو کہہ دینا کہ اس بات کی مشہوری نہ کی جائے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں تاکہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اور ہم اپنا مشن آسانی سے مکمل کر لیں" ـــ جینی نے کہا۔
"ٹھیک ہے میڈم! ـــ ایسا ہی ہو گا۔ لیکن میڈم! نواب

شہر یار خان کی جگہ کون لے گا" ——؟ ڈمپ نے پوچھا۔

"کیوں —— کیا نواب شہر یار خان اور اس کی بیٹی کے متعلق تمام تفصیلات تمہارے پاس موجود نہیں ہیں" ——؟ جینی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تو ہیں میڈم! —— لیکن میں نے نواب شہر یار خان کو خود دیکھا ہے —— وہ عجیب سنکی سا آدمی ہے اور کوئی بھی شائد اس کا روپ پوری طرح ادا نہ کر سکے —— اس لئے میں کہہ رہا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو نواب شہر یار خان کا روپ میں خود ادا کر لوں" —— ڈمپ نے کہا۔

"اوہ ہاں! —— تم یہاں کی زبان بھی اچھی طرح بول سکتے ہو۔ ٹھیک ہے ایسا ٹھیک رہے گا" —— جینی نے کہا۔

"شکریہ مادام! —— میرے ذہن میں یہی الجھن تھی اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے بات کر لی جائے۔ تاکہ ہمارے اس قدر اہم مشن میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہو جائے" —— ڈمپ کی آواز سنائی دی۔

"اوکے! —— پروفیسر تیاری کے وقت مجھے فون کرے گا تو میں نواب کے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کے کمرے میں پہنچ جاؤں گی" —— جینی نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے کمرے کی بتی بند کی اور بیڈ لائٹ جلا کر وہ بستر پر دراز ہو گئی۔ چند لمحے اس کی آنکھیں کھلی رہیں پھر آہستہ

آہستہ بند ہو گئیں۔ وہ سو چکی تھی۔

تنویر نے برا سا منہ بنایا اور رسیونگ سیٹ کا بٹن آف کر دیا جینی نے اسے مایوس کیا تھا اس کا خیال تھا کہ اس قدر بے باک لڑکی لازماً اپنے کمرے میں کسی مرد کو بلائے گی۔ لیکن جینی نے بس ٹیلیفون پر بات کی اور پھر اطمینان سے سو گئی۔ اب یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جسے وہ بطور ثبوت پیش کرتا۔ نواب شہر یار خان اور پروفیسر کے متعلق وہ جانتا بھی نہ تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ البتہ لفظ مشن اور روپ دھارنے پر وہ چونکا ضرور تھا لیکن پھر اس نے سوچا کہ ہو گا کوئی مسئلہ۔ چنانچہ اس نے رسیونگ سیٹ واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار کا انجن سٹارٹ کر کے وہ گلی سے باہر آیا اور اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے کار گیراج میں روکی اور پھر خود سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ فلیٹ کا باہر سے بند دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور محتاط انداز میں دروازے کی طرف بڑھا۔

"تنویر! —— میں صفدر ہوں —— اندر آجاؤ" —— اسی لمحے اندر سے صفدر کی آواز سنائی دی اور تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ریوالور جیب میں رکھ کر وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ ڈرائنگ روم میں صفدر بڑے اطمینان سے بیٹھا چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔

"میں نے تمہارے قدموں کی آواز سن لی تھی" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہاں کیسے آئے ——— میرا مطلب ہے کہ خیریت تو ہے ——— اس وقت تمہاری یہاں آمد" ——— ؟ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسے آنے والی بات تو تمہیں معلوم ہے کہ ہم میں سے ہر ممبر کے پاس ایک دوسرے کے فلیٹ کی ماسٹر کی موجود ہے اس لئے ماسٹر کی سے تالا کھول کر میں اندر آگیا ——— چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ اس لئے چائے بھی بنالی ——— باقی رہا کہ کیوں آیا ہوں تو جب تم سبزہ زار سے اچانک اٹھ کر چلے گئے اور پھر دعوت کے اختتام تک واپس نہ آئے اور باہر تمہاری کار بھی موجود نہ تھی ——— تو میں یہی سمجھا کہ تم اپنے فلیٹ چلے گئے ہو گے ——— اور ظاہر ہے کہ تمہارا واپس نہ آنا کسی ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے، چنانچہ میں اسی سلسلے میں آیا تھا" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ناراضگی ! ——— ارے نہیں صفدر ! ——— ایسی کوئی بات نہیں بھلا ناراضگی والی اس میں کونسی بات تھی" ——— تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر ناراضگی نہیں تھی تو پھر واپس کیوں نہیں آئے" ——— ؟ صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے پوچھا۔

"بس یار ! ——— ویسے ہی طبیعت اکھڑ گئی تھی" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو تنویر ! ——— تم میرے بھائی ہو ——— ساتھی ہو ——— میں تمہاری طبیعت ۔ کردار ۔ مزاج اور نفسیات کو اچھی طرح جانتا ہوں اور میں ہی کیا ——— سب ساتھی جانتے ہیں ——— ہمیں معلوم ہے کہ تم انتہائی اعلیٰ کردار کے مالک ہو ——— باقی شوق تو اپنے اپنے ہوتے ہیں ——— جینی ایک آزاد ماحول اور بے باک معاشرے میں پلنے والی لڑکی ہے اس لئے اس کے نزدیک اخلاقی قدریں وہ قدریں ہی نہیں جو ہمارے نزدیک ہیں ——— اس لئے اس کی باتوں کا برا منانا تو میرے خیال میں حماقت ہی ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"یار صفدر ! ——— اب تم خوانخواہ مجھے شرمندہ کر رہے ہو ——— ایسی بھی کوئی بات نہیں ——— بس جینی کی بے باک باتوں نے میرا موڈ خراب کر دیا اور میں اٹھ کر چلا آیا" ——— تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم فلیٹ پر تو اب آ رہے ہو" ——— صفدر نے غور سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس ویسے ہی آوارہ گردی کرتا رہا" ——— تنویر نے نظریں بچاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں ——— اس لئے میرے سامنے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ——— ویسے اتنا مجھے معلوم ہے کہ تم دوبار ہوٹل شبستان میں گئے ——— لفٹ کے ذریعے اوپر گئے اور پھر واپس آ گئے۔

وہاں میرا ایک دوست بیرہ ہے جو تمہیں بھی جانتا ہے۔ لیکن
یہ دونوں چکر تم نے اس وقت لگائے جب سبزہ زار میں دعوت
جاری تھی ۔۔۔ دعوت کے اختتام پر تم وہاں نہیں گئے ۔۔۔
لفٹ کے ذریعے اوپر جانے سے ایک ہی مطلب نکلتا ہے کہ
تم جیلنی کے کمرے میں گئے تھے۔ لیکن جیلنی اس وقت سبزہ زار
میں موجود تھی ۔۔۔ یہ چکر کیا ہے اور میں آیا بھی یہاں اسی چکر
میں ہوں" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اوہ! ۔۔۔ تو تم میری باقاعدہ جاسوسی کرتے رہے ہو" ۔۔۔ تنویر
نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری
موجود تھی۔
"اسے جاسوسی نہیں کہا جاتا ۔۔۔ میں تم سے عمر میں بڑا ہوں
اس لئے بڑے بھائی کے ناطے سے مجھے یہ حق ہے کہ چھوٹے
بھائیوں کا خیال رکھوں" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اچھا بڑے بھائی! ۔۔۔ بے حد شکریہ! ۔۔۔ اب مجھے نیند
آرہی ہے اگر اجازت ہو تو سو جاؤں" ۔۔۔ تنویر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"ایسی کیا بات ہو گئی ہے تنویر! ۔۔۔ کہ اب تم مجھ سے بھی چھپا
رہے ہو" ۔۔۔ ؟ صفدر نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے بات کیا ہونی ہے ۔۔۔ تم تو خوامخواہ سنجیدہ
ہو گئے ہو" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔
"تو پھر ساری بات تفصیل سے بتاؤ ۔۔۔ تم جیلنی کے کمرے

میں کیوں گئے تھے اور چکر کیا ہے ۔۔۔ ؟ دعوت ختم ہوئے
کافی دیر ہو گئی ہے ۔۔۔ اس دوران تم کہاں رہے" ۔۔۔ صفدر
نے پوچھا۔
"یار تم تو واقعی پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جاتے ہو ۔۔۔ بس یوں سمجھو
کر ویسے ہی جھک مارتا رہا" ۔۔۔ تنویر نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔
"میں اسی جھک کی تفصیلات ہی تو سننے آیا ہوں" ۔۔۔ صفدر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تمہاری دلچسپی کی اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ بے فکر رہو"۔
تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"میرے خیال میں ضرور ہو گی ۔۔۔ کیونکہ تم نے وہ میجک شو نہیں
دیکھا ۔۔۔ جیلنی نے بھی اس شو میں حصہ لیا تھا ۔۔۔ اور مجھے شک
ہے کہ جیلنی اور پروفیسر لے۔ بی۔ سی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے
ہیں ۔۔۔ اور جیلنی جس طرح سارے لوگوں کو چھوڑ کر ہمارے
پاس آ بیٹھی تھی مجھے اس نے چونکا دیا ہے ۔۔۔ پھر جیلنی کی
گفتگو ۔۔۔ اس کی تیزی طراری اور اس کے انداز بتا رہے ہیں کہ
وہ کوئی سیدھی سادھی لڑکی نہیں ہے ۔۔۔ اس لئے جب مجھے
پتہ چلا کہ تم جیلنی کے کمرے میں گئے ہو تو میں نے سوچا کہ تم سے
بات ہو ہی جائے" ۔۔۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ۔۔۔ تو تم اپنی اسی جاسوسی والی حس کے چکر میں یہاں
آئے ہو ۔۔۔ تمہیں اور عمران دونوں کو جاسوسی کا مرض ہو گیا ہے

سیدھی سادھی بات میں بھی جاسوسی کا چکر نکال لیتے ہو —— ویسے
تمہارا یہ خیال درست ہے کہ جینی اور پروفیسر کا آپس میں تعلق
ہے" —— تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! —— کس طرح —— ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا" —— ؟
صفدر نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں پوری تفصیل بتانی پڑے گی" ——
تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دعوت
سے نکل کر جینی کے کمرے میں جانے، وہاں ٹیلی ویو بٹن لگانے
اور پھر واپس آنے تک تمام تفصیلات حرف بحرف اسے سنادیں۔

"وہ بٹن ابھی وہیں ہے —— ؟" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں! —— ظاہر ہے۔ اب رات کو تو میں کمرے کے اندر جا
نہیں سکتا —— کل کسی وقت جاؤں گا جب جینی کمرے سے
باہر ہو گی اور بٹن اتار لاؤں گا" —— تنویر نے جواب دیا۔

"وہ ریسیونگ سیٹ کہاں ہے —— ؟" صفدر نے پوچھا۔

"میری کار میں پڑا ہے —— کیوں" —— ؟ تنویر نے حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا۔ اسے صفدر کی اس قدر دلچسپی کی وجہ سمجھ
میں نہ آ رہی تھی کیونکہ اس کے نزدیک تو ان باتوں میں دلچسپی کی
کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"ضرور کوئی لمبا کھیل کھیلا جا رہا ہے —— نواب شہریار خان
کو میں جانتا ہوں —— قصبہ طور خان کے قریب اس کی حویلی ہے
جس کے گرد بہت گھنا باغ ہے —— عمران کے والد کی آبائی

زمینیں بھی وہیں ہیں سر رحمان اور نواب شہریار خاں کے درمیان بڑے
گہرے تعلقات ہیں اور آجکل عمران بھی وہیں گیا ہوا ہے —— اور
ایک بات اور بھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ہوٹل شبستان نواب شہریار
خان کی ملکیت ہے اور آج وہ دعوت میں بھی موجود تھا" ——
صفدر نے کہا۔

"کمال ہے —— تمہیں اتنی ساری معلومات کیسے مل گئیں —— ؟
کیا تم نواب شہریار خاں کی انکوائری کرتے رہے ہو" —— تنویر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ایک دفعہ عمران سے ان کی آبائی زمینوں کے متعلق بات
چھڑ گئی تھی تو عمران نے ہی نواب شہریار خان کے متعلق بتایا تھا
اور ہوٹل شبستان میں چونکہ میرا دوست کام کرتا ہے اس لئے
اسی نے مجھے بتایا تھا" —— صفدر نے جواب دیا اور تنویر
نے سر ہلا دیا۔

"اچھا ہو گا یار! —— ویسے ایک بات کہوں —— تم خوامخواہ
اس جھگڑے میں ٹانگ نہ اڑا دینا۔ اچھے بھلے فارغ وقت گذر
رہا ہے۔ پھر خوامخواہ کی دوڑ دھوپ شروع ہو جائے گی" ——
تنویر نے کہا۔

"کیا مطلب! —— کیا تم اب کام سے بھی کترانے لگے ہو" —— ؟
صفدر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں! —— میرا یہ مطلب نہیں ہے —— لیکن میں
کم از کم آ بیل مجھے مار کا قائل نہیں ہوں —— اگر کوئی چکر ہو گا تو

ایکسٹو کو خود ہی علم ہو جائے گا ——— اور پھر وہ عمران بھی تو وہاں گیا ہوا ہے۔ اس کی ناک ایسے معاملات میں بہت تیز ہے ——— ہو سکتا ہے اسے کسی چکر کی خوشبو آجاتے۔ وہ خود ہی نمٹ لے گا" ——— تنویر نے کہا۔

"یہ بات نہیں تنویر! ——— یہ بات ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم اگر کسی جرم کی بو سونگھیں تو اس کے متعلق پوری چھان بین کریں ——— مجھے ایکسٹو سے بات کرنی ہو گی" ——— صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔ تنویر بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ خوامخواہ وہ جینی کے کمرے کے چکر میں اُلجھ بیٹھا۔

"ایکسٹو" ——— صفدر کے نمبر گھماتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب تنویر کے فلیٹ سے ——— ایک اطلاع ہے" ——— صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے تنویر کے فلیٹ کا حوالہ اس لئے دیا تھا کہ وہ تنویر کا فون استعمال کر رہا تھا۔

"کیسی اطلاع! ——— کھل کر بات کرو" ——— ایکسٹو نے کہا اور صفدر نے ہوٹل شبستان کے سبزہ زار میں ہونے والی دعوت کا ذکر شروع کر دیا۔ وہ ایکسٹو کو پورا پس منظر بتانا چاہتا تھا۔

"تم تنویر کی اس چیکنگ کے متعلق بتانا چاہتے ہو جو اس نے جینی کے کمرے میں ٹیلی ویژن لگا کر کی ہے" ——— ایکسٹو نے اس کی بات کاٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو صفدر اور ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ایکسٹو ان سب باتوں سے بھی واقف ہو سکتا ہے۔

"ج ——— ج ——— جناب آپ ———" صفدر سے حیرت کی شدت کے باعث بات بھی نہ ہو سکی۔

"ہاں مجھے معلوم ہے ——— میں ایسے معاملات میں بے خبر نہیں رہا کرتا ——— جینی کولینز پہلے ہی میری نظروں میں ہے وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے ——— جینی یہاں کسی خاص چکر میں ہی آئی ہو گی اور دعوت میں جینی کولینز کا خاص طور پر تم لوگوں کے پاس آ کر بیٹھنا قابل غور ہے ——— اور پھر تنویر نے جو کام کیا ہے وہ واقعی خوب تھا ——— گو تنویر کا اصل مقصد کچھ اور تھا۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ مجھے ان کے آئندہ پروگرام کا علم ہو گیا ہے۔ عمران چونکہ آجکل اتفاق سے طورخان ہی گیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر پر اسے ہدایات دے دی ہیں ——— وہ وہاں ان لوگوں کو چیک کرے گا" ——— ایکسٹو نے نرم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تت ——— تو ——— آپ ——— اس دعوت میں شریک ———" صفدر نے اٹکتے اٹکتے پوچھا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو صفدر! ——— میرے فرائض کی جو نوعیت ہے اس کے لئے میرا ہر بات سے باخبر رہنا ضروری ہوتا ہے ——— البتہ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ میں خود موجود رہوں۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مطلب صرف تم لوگوں کی ٹیم ہی نہیں ہے۔ یہ ایک وسیع تنظیم ہے ____ اس لئے باخبر رہنے کے میرے اور بھی ذرائع موجود ہیں۔ بہرحال تم لوگوں نے ابھی کوئی حرکت نہیں کرنی ____ اگر کوئی ہمارے مطلب کا کام نکلا تو میں خود ہی تمہیں آگاہ کر دوں گا" ____ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور صفدر نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یار! ____ مجھے تو اب حقیقت میں اس ایکسٹو سے خوف آنے لگا ہے ____ میں تصور کر رہا ہوں کہ اگر مجھ سے واقعی کوئی غلط کام ہو جاتا تو شاید ایکسٹو مجھے وہیں زندہ دفن کر دیتا ____ اب تو میں اپنے سائے سے بھی ڈرنے لگ گیا ہوں" ____ تنویر نے کندھے سکیڑتے ہوئے کہا وہ واقعی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"ایکسٹو واقعی حیرت انگیز انسان ہے ____ اس بار مجھے خود بھی تصور تک نہ تھا کہ ایکسٹو اس ساری کارروائی کے بارے میں پہلے سے جانتا ہو گا ____ تمہیں کہیں اس کی موجودگی کا احساس ہوا تھا" ____ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قطعی نہیں ____ میں عقبی گلی میں بالکل اکیلا تھا ____ لیکن ایکسٹو کی باتوں سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ رسیونگ سیٹ پر ابھرنے والی ہر تصویر بھی خود دیکھ رہا ہے اور آواز بھی سن رہا ہے جیسے وہ کار کے اندر میرے ساتھ بیٹھا رہا ہو" ____ تنویر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب خود سوچو کہ وہ کیا چیز ہے ____ بہرحال اچھا ہوا کہ میں نے اس سے بات کر لی ____ ورنہ اگر ہم خاموش ہو جاتے تو ہو سکتا ہے ایکسٹو تم پر چڑھ دوڑتا کہ تم نے یہ کارروائی اس سے کیوں چھپائی" ____ صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ____ یہ اچھا ہی ہوا" ____ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں ____ خدا حافظ" ____ صفدر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر کے جانے کے بعد تنویر نے اُٹھ کر فلیٹ کا بیرونی دروازہ اندر سے بند کیا اور اپنے بیڈ روم کی بڑھ گیا۔ اب وہ کپڑے تبدیل کر کے سونا چاہتا تھا۔

ابھی تنویر بیڈ روم میں داخل ہوا ہی تھا کہ بیڈ روم میں موجود ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایک ہی ٹیلیفون کی مختلف ایکسٹینشن ہر کمرے میں موجود تھی تاکہ وہ کہیں بھی ہو ٹیلیفون کو فوری طور پر اٹینڈ کر سکے۔ تنویر نے جلدی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ____ تنویر نے محتاط لہجے میں کہا۔

"تنویر! ____ میں جولیا بول رہی ہوں ____ سو تو نہیں گئے تھے" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی اور جولیا کی آواز سن کر تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ارے نہیں ____ ابھی جاگ رہا ہوں" ____ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں ــــ جینی کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی" ــــ جولیا نے پھبتی کستے ہوئے کہا۔

"ارے لعنت بھیجو جینی پر ــــ وہ خوامخواہ اپنی اہمیت جتا رہی تھی ــــ وہ اتنی حسین نہیں ہے جتنی وہ اپنے آپ کو پوز کر رہی تھی" ــــ تنویر نے کہا۔

"اچھا! ــــ لیکن وہاں تو تمہاری نظریں اس سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں" ــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں جولیا! ــــ میں دراصل اُسے پہچان رہا تھا۔ کیونکہ مجھے اس کی شکل دیکھی ہوئی لگتی تھی ــــ اور وہ یہ سمجھی کہ میں اس کے حسن کی وجہ سے اُسے تاڑ رہا ہوں" ــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھی ہوئی تھی ــــ کیا مطلب ــــ میں سمجھی نہیں ــــ کہاں دیکھا تھا تم نے اسے" ــــ؟ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابھی صفدر میرے پاس سے اُٹھ کر گیا ہے ــــ وہ یہ بات تاڑ گیا تھا اس لئے وہ مجھ سے یہی پوچھنے آیا تھا ــــ گو میں نے اُسے تفصیل بتا دی ہے لیکن اصل بات میں گول کر گیا ــــ بہرحال تم سے تو کوئی بات نہیں چھپائی جا سکتی" ــــ تنویر اپنی اہمیت جولیا پر جتانے کے لئے ساری بات کو ایک نیا زاویہ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں سمجھی نہیں ــــ تفصیل بتاؤ کیا چکر ہے" ــــ جولیا نے کہا اور پھر تنویر نے اُسے بتایا کہ اُسے معلوم ہے کہ جینی سوئٹزرلینڈ

کی کسی سرکاری ایجنسی کی ایجنٹ ہے اور اسی وجہ سے وہ دعوت ختم ہونے سے پہلے اٹھ گیا اور پھر اس نے جینی کے کمرے میں ٹیلی ویو بٹن لگا کر اس کی بات چیت ریکارڈ کی۔ اس طرح اس کے آئندہ پروگرام کے بارے میں علم ہو گیا ــــ اور پھر وہ فلیٹ میں آیا تاکہ یہاں ٹیلیفون پر تم سے بات کرے لیکن صفدر یہاں پہلے ہی موجود تھا ــــ صفدر نے جب تفصیل سُنی تو اس نے ایکسٹو سے بات کی۔ لیکن ایکسٹو پہلے سے ہی اس ساری کارروائی سے واقف تھا۔

"اوہ! ــــ تو تم لوگ بالا بالا ہی سارے کام کر رہے ہو ــــ مجھے کسی نے اشارہ تک نہیں دیا ــــ ایکسٹو کیا سمجھے گا کہ میں اس کی نمبر ٹو ہوں۔ لیکن میں سب سے زیادہ غافل رہتی ہوں" ــــ جولیا کے لہجے میں شدید افسوس تھا۔

"میں تو تم سے ہی بات کرتا ــــ لیکن صفدر درمیان میں ٹپک پڑا ــــ اور پھر اس نے خود ہی ایکسٹو سے بات کی۔ حالانکہ میں نے تو اُسے کہا تھا کہ پہلے تم سے بات کرے" ــــ تنویر نے اپنے نمبر بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ تنویر! ــــ تم واقعی میرے حق میں بے حد مخلص ہو ــــ اسی لئے میں دل سے تمہاری قدر کرتی ہوں۔ اور اب مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ تم کسی صورت بھی عمران سے کم ذہین اور فرض شناس نہیں ہو ــــ باقی میں خود صفدر سے بات کر لوں گی کہ اس نے مجھے اہمیت کیوں نہیں دی" ــــ جولیا نے

کہا تو تنویر کا سینہ خوشی اور فخر سے پھولتا گیا۔

"شکریہ مس جولیانا! ــــ میں تو بس تمہارا خادم ہوں ــــ ہاں! ایک بات کا خیال رکھنا، صفدر سے میرا ذکر نہ کرنا ورنہ وہ خوامخواہ مجھ سے کٹنا شروع ہو جائے گا" ــــ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں خیال رکھوں گی" ــــ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

تنویر نے بڑے مسرت بھرے انداز میں ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کا موڈ بے حد خوشگوار ہو گیا تھا۔ وہ گنگناتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدل سکے۔

بلیک زیرو بھی ہوٹل شبستان کے سبزہ زار کے افتتاح کی دعوت میں شریک تھا۔ اسے سیکرٹ سروس کے ممبران کے وہاں جانے کا علم تھا کیونکہ جولیا نے جانے سے قبل اس سے رسمی اجازت لی تھی۔ جولیا اس معاملے میں بے حد اصول پسند تھی اس لئے ایک عام سے فنکشن میں جانے کے باوجود اس نے اجازت لینی ضروری سمجھی تھی۔ اور ظاہر ہے کوئی کام تو آجکل تھا ہی نہیں اس لئے بلیک زیرو انہیں وہاں جانے سے کیوں روکتا۔ البتہ اس نے خود بھی وہاں جانے کی تیاری کر لی تھی اور پھر وہ بھی اس دعوت میں شریک ہوا۔

وہ ممبران کے ساتھ والی ٹیبل پر تھا لیکن ظاہر ہے ممبران تو اسے پہچانتے ہی نہ تھے۔ البتہ وہ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اور دیکھ بھی رہا تھا۔ پھر جینی کے وہاں آنے کا منظر بھی اس نے دیکھا

اور اس کے بعد تنویر کی وارفتگی اور جیینی کے بے باک فقرے بھی اس نے سُنے۔ اس کے بعد تنویر کو اٹھ کر وہاں سے جاتے بھی اس نے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ تنویر کی اس بات پر کھنچائی کرے گا۔ کیونکہ اُسے خود بھی تنویر کی یہ حرکت پسند نہ آئی تھی۔ یہ واقعی گھٹیا پن تھا۔

دعوت کے اختتام پر وہ سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت باہر آیا اور پھر اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تنویر کی کار موجود نہ ہے چنانچہ وہ وہاں سے دانش منزل آ گیا۔ اور یہاں آتے ہی اس نے تنویر کے فلیٹ پر فون کیا۔ لیکن ادھر سے کسی کے فون نہ اٹھانے پر وہ چونک پڑا۔ فون نہ اٹھانے کا مطلب تھا کہ تنویر فلیٹ پر موجود نہیں ہے۔ حالانکہ تنویر دعوت ختم ہونے سے کافی پہلے اٹھ آیا تھا اس لئے وہ سوچنے لگا کہ تنویر کو لازماً فلیٹ پر ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ فون کیوں اٹنڈ نہیں کر رہا۔ چنانچہ اس نے ممبران کے فلیٹ میں نصب خفیہ چیکنگ نظام آن کیا۔ یہ ایسا نظام تھا جس کی مدد سے وہ دانش منزل میں بیٹھے بیٹھے تمام ممبران کے فلیٹ کا جائزہ بھی لے سکتا تھا۔ اور وہاں ہونے والی تمام کارروائی اور بات چیت بھی سن سکتا تھا۔ عمران نے یہ نظام کسی ایمرجنسی کو ڈیل کرنے کے لئے نصب کیا تھا اور ممبران میں سے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اور ویسے بھی اب تک اس نظام سے کام لینے کا موقع نہ آیا تھا لیکن اب بلیک زیرو نے صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا تنویر فلیٹ میں موجود ہو کر ٹیلیفون اٹنڈ نہیں کر رہا۔ یا وہ ابھی تک وہاں پہنچا ہی نہیں

اور اسی لمحے اُسے تنویر کے فلیٹ میں صفدر داخل ہوتا دکھائی دیا تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک خلافِ معمول بات تھی۔

صفدر نے کچن میں چائے بنائی اور پھر وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا۔ تنویر واقعی فلیٹ میں موجود نہ تھا۔ اب بلیک زیرو اسی اُدھیڑ بُن میں پڑ گیا کہ صفدر اپنے فلیٹ میں جانے کی بجائے تنویر کے فلیٹ میں کیوں آیا ہے۔ عمران نے اُسے ہدایت کی ہوئی تھی کہ وہ ممبران کے متعلق وقتاً فوقتاً چیکنگ کرتا رہا کرے تاکہ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت اور ان کی حرکات سے واقف رہ سکے کیونکہ یہ لوگ کسی بھی وقت ایکسٹو کی نقاب کشائی کا پہلے کی طرح[له] پھر کوئی پلان بنا سکتے تھے اور ویسے بھی ممبران پر ایکسٹو کا رعب قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ان کی ذاتی زندگی سے واقف رہا جائے تاکہ کسی بھی وقت اس کا ریفرنس دے کر انہیں نہ صرف حیران کیا جائے بلکہ نفسیاتی طور پر ان پر یہ خوف بھی غالب رہے کہ ایکسٹو ہر بات سے باخبر رہتا ہے۔

پھر تنویر فلیٹ میں آیا اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت نے واقعی بلیک زیرو کو چونکا دیا تھا۔ تنویر کی بتائی ہوئی تفصیل سے بلیک زیرو کو تنویر کی حرکتوں کا علم ہوا۔ اس کے بعد صفدر نے جب تنویر کو نواب شہریار خان کے متعلق تفصیلات بتائیں تو اُسے احساس ہوا کہ واقعی جیینی کسی خاص چکر میں ہے۔ ورنہ وہ خود بھی نواب شہریار خان کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب صفدر نے اُسے کال کیا تو اس نے ان

له :- اس کے لئے مظہر کلیم ایم اے کا شہرہ آفاق ناول پڑھیئے (ایکسٹو۔ ایکسٹو کون؟)

پر رعب ڈالنے کے لئے ان سے ہی سنی ہوئی تفصیل انہیں واپس
بتادی۔ اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس نے عمران کو کہہ دیا ہے۔ لیکن
ظاہر ہے اسے تو صفدر سے ہی علم ہوا تھا کہ عمران کے والد کی
آبائی زمینیں بھی وہیں ہیں جہاں نواب شہریار خان رہتا ہے چنانچہ
اس نے صفدر کی کال سننے کے بعد وہ سسٹم آف کیا اور اٹھ کر
ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب پہلی فرصت میں عمران سے
بات کرنا چاہتا تھا۔

عمران جاتے ہوئے اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر لے گیا تھا۔ اور بلیک زیرو
کو کہہ گیا تھا کہ اگر کوئی اہم بات سامنے آئے تو وہ اسے ضرور اطلاع
دے۔ چند لمحوں کی کوششوں کے بعد عمران سے اس کا رابطہ قائم
ہو گیا۔ عمران نے اس کی کال کیچ کر لی تھی۔

"ہیلو! ___ عمران بول رہا ہوں ___ خیریت ہے۔ اوور"۔
رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو نے
شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل عمران کو بتادی۔

"اوہ جینی کولینیز ___ تم نے اسے دیکھا ہے۔ اس کا حلیہ بتاؤ۔
اوور" ___ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو بلیک زیرو نے اس کا
حلیہ بتادیا۔

"تم نے تو ویسے ہی رعب جھاڑنے کے لئے اسے سیکرٹ ایجنٹ
کہا تھا بلیک زیرو! ___ لیکن درحقیقت بات درست ہے اور جینی
سوئٹزرلینڈ کی معروف سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ لائبریری میں اس کی فائل
موجود ہے ___ اور شائد تمہیں یاد نہیں رہا ___ ایک بار وہ

وائٹ سرکل والے کیس میں یہاں پاکیشیا آ بھی چکی ہے۔ اوور" ___
عمران نے اسے بتایا۔

"اوہ! ___ آپ کا مطلب ہے وہ وائٹ سرکل کے چیف کی
سیکرٹری رہی تھی! ___ وہ بھی جینی تھی ___ ہاں بالکل ___ اب
مجھے اچھی طرح یاد آرہا ہے ___ بالکل یہی تھی۔ اور وائٹ سرکل
کا چیف تو مارا گیا تھا ___ لیکن یہ اچانک ہی غائب ہو گئی تھی۔
اس کے بعد اب وہ دوبارہ پاکیشیا آئی ہے۔ اوور" ___ بلیک زیرو
نے کہا۔

"بالکل بالکل! ___ تمہاری یادداشت بھی واقعی غضب کی ہے
بلیک زیرو! ___ ورنہ اتنی جلدی بھلا تمہیں کیسے یاد آجاتا۔ اوور"۔
عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو
اس کی طنز پر کٹ کر رہ گیا۔

"عمران صاحب! ___ اب آپ جیسے سپر مائنڈ کا تو میں مقابلہ
نہیں کر سکتا۔ اوور" ___ بلیک زیرو نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے
کہا۔ لہجہ بھی کھسیانہ سا تھا۔

"سپر مائنڈ! ___ واہ اچھا نام ہے کسی جاسوسی ناول کا ___
بہرحال تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی ہے ___ میں
تو کل صبح واپس آنے والا تھا۔ کیونکہ یہاں شادی کی تقریب ختم ہو
گئی ہے ___ لیکن اب مجھے یہاں مزید رہنا پڑے گا ___
ٹھیک ہے میں ان لوگوں کو چیک کر لوں گا ___ اور اگر ضرورت
پڑی تو تم سے بات بھی کر لوں گا ___ اوور اینڈ آل" ___ عمران

نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ جینی کولینز کی فائل دیکھ سکے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں ابھی تک سخت شرمندہ تھا کہ اس کے ذہن میں پہلے یہ بات کیوں نہیں آئی کہ وہ جینی کو وائٹ سرکل میں دیکھ چکا ہے۔ حالانکہ اس نے اُسے اپنی آنکھوں سے یہاں دعوت میں دیکھا تھا۔ جب کہ عمران صرف حلیہ اور نام سن کر ہی پہچان گیا تھا۔

لائبریری کی طرف بڑھتے ہوئے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ عمران کا دماغ واقعی سپر مائنڈ ہے جس کا مقابلہ کرنا اس کے تو کیا کسی کے بس کا بھی روگ نہیں ہے۔

بلیک زیرو کی کال ملنے کے بعد عمران نے اپنے طور پر نواب شہریار خان اور اس کی اکلوتی بیٹی بانو کے متعلق اس انداز میں انکوائری کی کہ جینی نواب شہریار خان اور اس کی بیٹی کا روپ دھار کر آخر کونسا مشن مکمل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اُسے ایسا کوئی کلیو نہ مل سکا۔

نواب شہریار خان ایک سنکی بوڑھا تھا۔ اور شاذ و نادر ہی اپنی حویلی سے باہر جاتا تھا۔ البتہ ہوٹل شبستان کے سبزہ زار کی افتتاحی دعوت میں وہ شریک تھا۔ جب کہ اس کی بیٹی بانو وہاں نہ گئی تھی۔ بانو بھی ایک لاڈلی اور تنک چڑھی لڑکی تھی جو اپنے مقابلے میں کسی کو کچھ نہ سمجھتی تھی اور ارد گرد کی آبادیوں میں اُسے ظالم حسینہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ویسے وہ مردانہ فنون میں ماہر تھی لیکن نہ اس کی کوئی سوسائٹی تھی اور نہ ہی وہ کہیں آتی جاتی تھی۔ البتہ سال میں

ایک بار وہ ضرور نواب شہریار خان کے ساتھ غیر ممالک کا چکر لگا آئی
تھی اور بس۔ اس کے علاوہ اس کے شغل صرف گھوڑا سواری
اور شکار تھے۔ آج تک چونکہ کسی مرد نے اس کی طرف بڑھنے کی
کوشش ہی نہ کی تھی۔ اس لئے وہ کسی سے متاثر نہ ہوئی تھی اور
سب لوگ اس کی تنک مزاجی سے خائف رہتے تھے اس لئے
جب بھی وہ گھوڑا لے کر حویلی اور باغ سے باہر آتی تو ارد گرد کے
علاقہ میں موجود نوجوان بجائے اس کے سامنے آنے کے الٹا چھپ
جایا کرتے تھے۔

سر رحمان اور نواب شہریار خان کے درمیان بڑی گہری دوستی
تھی۔ لیکن اب یہ دوستی اور تعلقات صرف اس قدر رہ گئے تھے
کہ جب سر رحمان اپنی آبائی زمینوں پر آتے تو وہ نواب شہریار خان
سے ملنے ضرور جاتے۔ اور پھر دو تین گھنٹے وہاں لگا کر واپس
آجاتے۔ اور اس کے بعد اسی طرح نواب شہریار خان بھی اپنی
حویلی سے نکل کر ان کی حویلی میں آتے اور سر رحمان کے پاس دو تین
گھنٹے بیٹھ کر واپس چلے جاتے۔

عمران چونکہ ایک طویل عرصے کے بعد زمینوں پر آیا تھا اس
لئے نہ ہی نواب شہریار خان اس کی شکل سے شناسا تھے اور
نہ ہی اس کی بیٹی بانو اسے جانتی تھی۔ البتہ عمران نے بانو کو اکثر
گھوڑے پر سیر کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن اس نے اس میں کوئی
دلچسپی نہ لی تھی۔ لیکن بلیک زیرو کی کال ملنے کے بعد ——— یہ
دلچسپی قائم ہو گئی تھی۔

بلیک زیرو کی کال کے مطابق آج جیمی کو اپنے ساتھیوں سمیت
حویلی میں پہنچنا تھا۔ اس لئے عمران نے آج حویلی میں جانے کا پروگرام
بنا لیا تھا اور پھر اسی پروگرام کے تحت وہ جان بوجھ کر بانو کے گھوڑے
کے سامنے آیا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ عمران کی توقع اور پروگرام
کے عین مطابق تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب بانو کا پارہ انتہا پر ہو گا اور
اس طرح وہ کم از کم آسانی سے حویلی میں پہنچ سکے گا۔ ورنہ وہ سنکی
نواب شہریار خان تو ایک ایک ہفتہ ملاقات کا وقت ہی نہ دیتا تھا
اور ظاہر ہے اس کی اجازت کے بغیر اس باغ میں سے گذر کر حویلی
تک پہنچنا ناممکن تھا۔

چنانچہ جب بانو کا گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا واپس حویلی کی طرف
چلا گیا تو عمران نے بندوق کاندھے سے لٹکائی اور ہاتھ میں کوڑا
اٹھائے بڑے اطمینان سے نواب شہریار خان کی حویلی کی طرف
چل پڑا۔

ابھی اس نے آدھا ہی راستہ طے کیا ہو گا کہ باغ کے پھاٹک
سے دس گھوڑ سوار افراد کا دستہ برآمد ہوا۔ وہ سب مسلح تھے
پھاٹک سے باہر آ کر انہوں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسی لمحے
ایک آدمی نے دور سے عمران کی طرف اشارہ کیا تو وہ سب گھوڑے
دوڑاتے ہوئے عمران کی طرف بڑھے۔ ان کے آنے کا انداز ایسا
تھا جیسے وہ عمران کو گھیرنا چاہتے ہوں۔ لیکن عمران اسی طرح
بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا رہا۔ چند لمحوں میں ہی گھوڑوں نے
اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

"تم ہی وہ نوجوان ہو جس نے نواب زادی بانو سے گستاخی کی ہے" ــــــ ایک گھوڑے سوار نے انتہائی کڑکدار لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نواب زادی! ــــــ اوہ تو وہ نواب زادی تھی ــــــ یعنی نواب شہر یار خاں کی صاحب زادی ــــــ لاحول ولا قوۃ ــــــ میں نے تو اس کی بڑی شہرت سن رکھی تھی ــــــ لیکن یہ نواب زادی تو بالکل ہی بچی ہے ــــــ یہ کوڑا اور بندوق وہ چھوڑ کر بھاگ پڑی تھی ــــــ یہ لے جاؤ اور اُسے جا کر کہہ دو کہ اس طرح راہِ فرار اختیار کرنا نواب زادیوں کی شان نہیں ہوتی" ــــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کندھے سے بندوق اتار کر اس آدمی کی طرف اچھال دی جسے اس نے پکڑ لیا اور ساتھ ہی اس نے کوڑا بھی دوسرے ہاتھ سے پھینک دیا اور پھر اس طرح کندھے اُچکا کر واپس مڑنے لگا جیسے اُسے بڑی مایوسی ہوئی ہو۔

"ٹھہرو! ــــــ تم کہاں جا رہے ہو ــــــ نواب صاحب نے تمہیں اپنے حضور طلب فرمایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر تم رضامندی سے نہ آؤ تو تمہیں زبردستی اٹھا کر لے آئیں اور اگر تم مزاحمت کرو تو تمہیں گولی بھی ماری جا سکتی ہے" ــــــ بندوق پھینکنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے لئے گھوڑا لائے ہو" ــــــ عمران نے یکلخت رُک کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر موجود حماقت کے آثار یکلخت غائب ہو گئے تھے۔

"علیحدہ گھوڑا ــــــ وہ کیوں ــــــ ؟ ہم تمہیں پیدل چلا کر بھی لے جا سکتے ہیں ــــــ اور گھوڑے سے باندھ کر بھی لے جایا جا سکتا ہے" اس آدمی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر رحمان کو جانتے ہو ــــــ ان میں چنگیزی خون ہے۔ اور میں انہی کا بیٹا ہوں۔ سمجھے! ــــــ اب اگر اس قسم کی زبان استعمال کی تو ــــــ" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــــ اوہ ــــــ آپ سر رحمان کے صاحبزادے علی عمران ہیں اوہ! ــــــ واقعی آپ ــــــ" اس آدمی کے چہرے پر یکلخت ہوائیاں سی اُڑنے لگیں۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوڑے سے اترا اور عمران کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

"اوہ جناب صاحبزادہ صاحب! ــــــ مجھے معاف فرما دیجئے ــــــ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا ــــــ میں نواب شہر یار خان کے پاس آنے سے پہلے آپ کے ڈیڈی کا ہی ملازم تھا ــــــ میں نے بچپن میں آپ کو گود کھلایا ہے ــــــ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی گستاخی کی جرأت نہ کرتا" ــــــ اس آدمی کا لہجہ یکلخت انتہائی فدویانہ ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ــــــ معاف کر دیا" ــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر حماقت کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

"جناب! ــــــ نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی انتہائی غصے میں ہیں ــــــ آپ برائے کرم واپس چلے جائیں ــــــ میں ان سے

کہہ دوں گا کہ آپ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ نہیں ملے۔ اسی میں آپ کی بہتری ہے" ۔۔۔۔ اس آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"اگر وہ غصے میں آسکتے ہیں ۔۔۔ تو میں غصے میں کیوں نہیں آسکتا ۔۔۔ وہ تو خالی خولی نواب ہیں جب کہ میرے جسم میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے ۔۔۔ جاؤ ان دونوں سے کہہ دو کہ میں بھی غصے میں ہوں اس لئے وہ کہیں چھپ جائیں اسی میں ان کی بہتری ہے ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اب وہ واقعی ایک احمق سا نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔

"جناب! ۔۔۔ میں آپ کو کیسے سمجھاؤں" ۔۔۔ اس آدمی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ پہلے ہی میں نے بہت سمجھ لیا ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے تو اسکول، کالج اور یونیورسٹی والوں کے سمجھانے سے جان چھڑائی ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔ آپ چلیں ۔۔۔ مجھے خود ہی کچھ کرنا ہوگا ۔۔۔ اسلم" ۔۔۔ اس آدمی نے مڑ کر ایک گھوڑے سوار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حکم کاردار صاحب" ۔۔۔ اسلم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"گھوڑا صاحبزادہ صاحب کے لئے خالی کر دو اور تم پیدل حویلی آؤ" ۔۔۔ کاردار نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اسلم جلدی سے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔

"تشریف رکھئے صاحبزادہ صاحب! ۔۔۔ گھوڑا حاضر ہے" ۔ کاردار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ گھوڑا! ۔۔۔ یہ تو مجھے کوئی خطرناک قسم کا گھوڑا لگ رہا ہے دیکھا نہیں اس کی آنکھوں میں کتنی چمک ہے ۔۔۔ اور پھر یہ مجھے گھور بھی رہا ہے جیسے کہہ رہا ہو کہ تم میری پشت پر بیٹھو تو سہی۔ پھر دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے خوفزدہ سے انداز میں اور سہمے ہوئے لہجے میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور کاردار اور اس کے ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! ۔۔۔ یہ اصیل گھوڑا ہے۔ اسلم! صاحبزادہ صاحب کو بٹھانے میں مدد کرو" ۔۔۔ کاردار نے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے کمال ہے ۔۔۔ مجھے بٹھانے میں اس نے کیا مدد کرنی ہے ۔۔۔ میں خود ہی بیٹھ جاتا ہوں ۔۔۔ اب میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں کہ کسی کی مدد کے بغیر بیٹھ بھی نہ سکوں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بڑے اطمینان سے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔

کاردار تو خاموش رہا۔ البتہ باقی ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ کاردار عمران کی اس حرکت سے سخت پریشان لگ رہا تھا۔

"ارے ۔ جناب! ۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ آپ گھوڑے پر بیٹھیں ۔ اسلم! ۔۔۔ گھوڑا صاحب کے قریب لے آؤ" ۔۔۔ کاردار نے زچ

ہوتے ہوئے کہا اور اسلم مسکراتا ہوا گھوڑے کو لے کر عمران کے قریب آ گیا۔

"لیکن یہ گھوڑا تو مجھ سے اونچا ہے ۔۔۔۔ اسے بٹھاؤ گے تو میں اس پر بیٹھوں گا ۔۔۔۔ یا پھر کوئی سیڑھی لے آؤ" ۔۔۔۔ عمران شاید جان بوجھ کر انہیں زچ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"صاحبزادہ صاحب! ۔۔۔۔ خدا کے واسطے مجھ غریب پر رحم فرمائیے میں آپ کے والد کا نمک خوار ہوں" ۔۔۔۔ کاردار نے اس بار باقاعدہ عمران کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"اچھا! ۔۔۔ نمک بھی کھایا تھا تم نے ۔۔۔۔ واہ! اس کا تو مجھے علم ہی نہ تھا ۔۔۔۔ اس لئے ڈیڈی آجکل نمک کھاتے ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بلڈ پریشر میں نمک نہیں کھایا جاتا ۔۔۔۔ یہ تو مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ نمک تو سارا تم کھا گئے تھے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر گھوڑے کی پشت پر بیٹھ گیا۔ کاردار نے اس طرح آسمان کی طرف دیکھا جیسے اللہ تعالٰی کا شکر ادا کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے وہ پھرتی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر اس نے گھوڑے کو حویلی کی طرف موڑ دیا۔ عمران بھی خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔

"یہ بتاؤ نمک خوار صاحب! ۔۔۔۔ یہ نواب کیسا آدمی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بڑا سنکی سا بوڑھا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔

"اوہ جناب! ۔۔۔ خدا کے لئے یہ الفاظ ان کے سامنے نہ کہہ دیجئے ۔۔۔۔ وہ ایک لمحہ توقف کئے بغیر گولی مار دیں گے" ۔۔۔ کاردار

نے بری طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واہ! ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ میں انہیں ایک لمحہ تو لازماً توقف کرنے پر مجبور کر دوں گا ۔۔۔۔ آخر میرے اندر چنگیزی خون ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھیے! ۔۔۔ آپ کو شاید علم نہ ہو ۔۔۔ نواب صاحب سر رحمان کے بڑے گہرے دوست ہیں۔ اس لئے آپ بھی ان کا اسی طرح ادب کیجئے گا جس طرح اپنے والد کا کرتے ہیں" ۔۔۔۔ کاردار نے ایک دوسرے زاویے سے عمران کو سمجھانا شروع کیا۔ تو عمران اس کی بات سن کر دل ہی دل میں بے اختیار مسکرا دیا۔ اب وہ اس کاردار کو کیا بتاتا کہ وہ سر رحمان کا کتنا ادب کرتا ہے۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں نواب کے ساتھ بالکل وہی سلوک کروں گا جو میں ڈیڈی کے ساتھ کرتا ہوں ۔۔۔۔ لیکن ایک بات ہے کہ کہیں نواب صاحب تو میرے ساتھ وہ سلوک نہ کرنا شروع کر دیں گے جو ڈیڈی میرے ساتھ کرتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے جناب! ۔۔۔ جب آپ ان کو اپنے والد کی جگہ سمجھیں گے ۔۔۔ تو وہ بھی آپ کو بیٹے کی طرح ہی سمجھیں گے" ۔۔۔۔ کاردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔ اور پھر گھوڑے پھاٹک میں داخل ہوتے اور درمیانی سڑک سے گذر کر وہ حویلی کے صحن میں داخل ہو گئے۔

صحن میں داخل ہونے سے قبل ہی کاردار اور اس کے سالے

سامنے گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔ لیکن عمران اسی طرح گھوڑے پر بیٹھا رہا۔

"نیچے تشریف لے آیئے جناب! ___ حویلی آگئی ہے" ___ کاروار نے آگے بڑھ کر عمران کے گھوڑے کی راس پکڑتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یار! ___ تم بھی عجیب آدمی ہو ___ کبھی کہتے ہو اوپر بیٹھ جاؤ اور کبھی کہتے ہو نیچے اتر آؤ ___ ایک بات پر تو قائم رہا کرو" ___ عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔

"آیئے" ___ کاروار نے کہا اور پھر عمران کو ساتھ لئے حویلی کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

حویلی کے وسیع و عریض صحن کے سامنے اصل عمارت کا کھلا اور فراخ برآمدہ تھا۔ جس کے سامنے ایک طویل شیڈ تھا۔ جس کے نیچے اونچی نشست کی کرسیوں پر بوڑھا نواب شہریار خان اور ساتھ ہی اس کی بیٹی بانو بیٹھی ہوئی تھی۔ بانو نے لباس بدلا ہوا تھا۔ عمران کو کاروار کے ساتھ اندر داخل ہوتے دیکھ کر بانو یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"یہی ہے ___ ابا جان! ___ یہی ہے وہ جس نے میری توہین کی ہے" ___ بانو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہوں! ___ تو یہ ہے وہ" ___ نواب شہریار خان نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جو بڑا معصوم سا چہرہ لئے بڑے اطمینان سے ان کی طرف

بڑھا چلا آ رہا تھا۔

"یہ تو مجھے شکل سے بالکل احمق نظر آ رہا ہے جب کہ تم کہہ رہی ہو کہ یہ بڑا ہوشیار اور پھرتیلا آدمی ہے" ___ نواب شہریار خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اس کی شکل پر نہ جایئے ___ یہ دیکھنے میں ایسا ہی لگتا ہے لیکن ___" بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے عمران ان کے سامنے پہنچ گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا نواب عالم تاب ___ آفتاب ماہتاب ___ آب و تاب ___ پر سرخاب نہیں نہیں جس کا جواب ___ ہمیشہ رہتے ہیں ___ شائد آپ پا بہ رکاب مجھ سے ملنے کے لئے شائد آپ سخت بے تاب ___" عمران کی گردان شروع ہو گئی۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو ___ شٹ اپ" ___ نواب شہریار خان سے اپنے لئے جب مزید القاب برداشت نہ ہو سکے تو وہ بری طرح چیخ پڑے۔

"جناب! ___ آپ کا نہ ہو خانہ خراب ___ نیکی کریں گے تو ملے گا ثواب ___ نہ کریں گے تو اڑ جائے گا سرخاب ___ اور آپ رہ جائیں گے خالی نواب کے نواب" ___ عمران کی زبان ایک نئے انداز میں شروع ہو گئی۔

نواب شہریار خان کا چہرہ غصے کی شدت سے اس قدر تپ گیا جیسے اس کے چہرے سے خون ٹپکنے ہی والا ہو۔

"جناب! ___ یہ سر رحمان کے صاحبزادے علی عمران ہیں" ___ پیچھے کھڑے کاردار نے فوراً ہی لقمہ دیتے ہوئے کہا اور کاردار کی بات سن کر نواب شہریار خان کا چہرہ یکلخت نارمل ہو گیا اور ان کی آنکھوں سے حیرت کے آثار جھلکنے لگے۔

"تو ___ تو ___ تم علی عمران ہو ___ سر رحمان کے بیٹے ___ اوہ! ___ تو تم ہو وہ ناہنجار جس سے سر رحمان ہمیشہ تنگ رہتے ہیں" ___ نواب شہریار خان نے کہا۔

"معاف کیجئے ___ ناہنجار کا قافیہ ہے بے برگ و بار ___ شہریار" ___ عمران نے کہا اور نواب شہریار خان یا غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا ___ یا عمران کا یہ کاٹ دار فقرہ سن کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب! ___ بڑے خوبصورت انداز میں طنز کیا ہے تم نے ___ خاصے ذہین لگتے ہو ___ آؤ بیٹھو ___ مجھے تو تم سے ویسے بھی ملنے کا بڑا اشتیاق تھا" ___ نواب نے ہنستے ہوئے ایک طرف پڑی خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نواب کی ذہنی رو بدلتے دیکھ کر بانو نے بڑے برے منہ بنانے شروع کر دیئے۔

"ان کو شاید ملیریا ہو گیا ہے" ___ عمران نے کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے بانو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ملیریا! ___ کیا مطلب" ___؟ نواب شہریار خان نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کونین جو چبا رہی ہیں" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور نواب شہریار خان کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"مجھے اجازت دیجئے ابا جان! ___ میں اندر جانا چاہتی ہوں" ___ بانو نے عمران کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے والد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور مجھے بھی اجازت دیجئے چچا جان! ___ میں باہر جانا چاہتا ہوں" ___ عمران نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

"تم دونوں بیٹھو! ___ اور بیٹی بانو! ___ یہ ہمارے عزیز ترین دوست سر رحمان کے صاحبزادے ہیں ___ اور آج پہلی بار ہماری حویلی میں آئے ہیں ___ کیا تم انہیں ریسیو نہ کرو گی ___ اور سنو! ___ تم گذشتہ باتوں کو بھول جاؤ ___ اب مجھے تمہاری باتوں کا یقین آ گیا ہے۔ سر رحمان کے بیٹے کو اسی طرح کا ہونا چاہئے ___ سر رحمان بھی اس عمر میں ایسا ہی تھا ___ البتہ یہ شکل سے احمق لگتا ہے اور وہ ایسا نہ لگتا تھا" ___ نواب شہریار خان نے ہنستے ہوئے بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا کیا جائے انکل! ___ یہ کمی میں نے سنا ہے کہ آپ پوری کر دیا کرتے تھے" ___ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور نواب شہریار خان اس براہ راست توہین کے باوجود کھل کھلا کر ہنس پڑے اور بانو حیرت سے انہیں دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ نواب شہریار خان ایسی بات پر ہنس بھی سکتے ہیں۔

"دیکھو صاحبزادے! ___ حدِ ادب سے باہر نہ نکلو ___ اچھا یہ

"بتاؤ کہ تم آجکل کر کیا رہے ہو" ---- نواب شہر یار خان نے
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شاید رپورٹ تو مل چکی ہو گی ---- یہ محترمہ پہلے مجھے اپنے
گھوڑے سے کچلنے لگیں ---- جب اتفاق سے میں وہاں سے
بچ گیا تو انہوں نے کوڑے مار مار کر میری کھال اتارنے کی کوشش
کی ---- لیکن کوڑا شاید بہت بھاری تھا اس لئے اٹھ ہی نہ سکا۔
پھر انہوں نے بندوق استعمال کی ---- لیکن نشانہ بے حد کچا تھا۔
اس لئے خطا ہو گیا ---- اس کے بعد انہوں نے راہِ فرار اختیار
کر لی ---- تو جناب! آجکل تو میں یہ کر رہا ہوں ---- باقی رہا
کل ---- تو کل آنے گی تو پتہ چلے گا" ---- عمران نے بڑے
سنجیدہ انداز میں نواب شہر یار خان کے آجکل کا جواب دیتے ہوئے کہا

"مجھے تو اب تک سمجھ نہیں آ رہی کہ تم بچ کیسے گئے ---- ورنہ
میرا نشانہ خطا ہو جاتے۔ یہ ناممکن ہے" ---- بانو نے دانت
پیستے ہوتے کہا۔

"کہاں بچ گیا ہوں بانو صاحبہ! ---- بچ گیا ہوتا تو اپنے گھر
نہ چلا جاتا" ---- عمران نے کہا اور بانو نے یکلخت منہ پھیر لیا۔ وہ
عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گئی تھی۔ نواب شہر یار خان بے اختیار
مسکرانے لگے۔

"اچھا تم لوگ باتیں کرو ---- میں آنے والے مہمانوں کے بارے
میں ملازموں کو ہدایات دے دوں ---- وہ لوگ بس اب پہنچنے
ہی والے ہوں گے" ---- نواب نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا
اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ بات آپ نے کیسے کہی ---- آپ سخت بدتمیز انسان ہیں"
نواب کے جانے کے بعد بانو نے عمران کو گھورتے ہوتے کہا۔ اس
کے چہرے پر ہلکا سا غصہ تھا۔

"اگر سچ کہنا بدتمیزی ہے ---- تو پھر مجھے یہ لقب تسلیم ہے"
عمران نے ٹھیٹھ عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ! ---- تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو ---- سنو! میں ایسی
باتوں کی عادی نہیں ہوں" ---- بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوتے
کہا۔ لیکن عمران اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی پہچان گیا تھا
کہ بانو بظاہر غصہ دکھا رہی ہے۔ لیکن دراصل اُسے یہ باتیں
پسند آ رہی ہیں اور عمران اس کی نفسیاتی وجہ بھی جانتا تھا کہ بانو جس
ماحول میں پلی ہے اس میں سب اس کے سامنے جی حضوری ہی کر
سکتے ہیں۔ منہ پر بات کرنے اور خاص طور پر اس کے حسن کی
تعریف کرنے کی اب تک کسی نے بھی جرأت نہ کی تھی۔

"حد! ---- اچھا تو تمہاری کوئی حد بھی ہے ---- واہ! میں
نے تو سنا تھا کہ تمہاری حویلی اور باغ کی حد ہے۔ مگر نواب زادی
بانو بھی حد رکھتی ہے" ---- عمران نے جان بوجھ کر اس کا
مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ! ---- نانسنس! ---- تمہیں بات کرنے کی بھی
تمیز نہیں ہے" ---- بانو غصے سے پھنکارتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے بانو بیٹی! ---- کیا ہوا ---- عمران! ---- تم نے کوئی

گستاخی تو نہیں کی" ۔۔۔ اسی لمحے نواب شہریار خان نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔ ان کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"ابا جان! ۔۔۔ یہ انتہائی بدتمیز اور گھٹیا آدمی ہے ۔۔۔ میں صرف آپ کی وجہ سے اسے برداشت کر رہی تھی۔ لیکن ۔۔۔" بانو نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

"دیکھو عمران! ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے گہرے دوست کے بیٹے ہو ۔۔۔ لیکن میں کسی گھٹیا آدمی کو اپنی حویلی میں برداشت نہیں کر سکتا" ۔۔۔ سکی نواب کی دماغی رو پلٹ گئی تھی۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ دونوں چلے جائیں ۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کک ۔۔۔ کیا مطلب! ۔۔۔ کیا تم ہم دونوں کو یعنی نواب شہریار خان اور اس کی بیٹی کو گھٹیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔ نواب شہریار خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"میں نے تو یہ لفظ آپ کی شان میں نہیں کہا ۔۔۔ آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ حویلی میں گھٹیا آدمی نہیں رہ سکتا ۔۔۔ اب فیصلہ آپ خود کر لیجئے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تمہاری یہ جرأت" ۔۔۔ نواب شہریار خان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ خود تیزی سے حویلی کے اندر

کی طرف دوڑ پڑے۔

"وہ تمہیں گولی مار دیں گے ۔۔۔ تم چلے جاؤ یہاں سے"۔ نواب شہریار خان کے اس طرح اندر دوڑنے سے بانو بھی گھبرا گئی۔ لہذا اس نے عمران کو ہمدردی کرتے ہوئے وہاں سے بھگانا چاہا۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کی عادت اور اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی۔

"میں کیوں جاؤں ۔۔۔ میں کوئی گھٹیا ہوں ۔۔۔ میرے اندر تو چنگیزی خون ہے ۔۔۔ فاتح عالم کا خون" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور بانو بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگی۔

اسی لمحے نواب شہریار خان اندر سے بندوق اٹھائے نمودار ہوئے غصے کی شدت سے ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور سرخ و سفید چہرہ تپ کر شنگرفی ہو رہا تھا۔

"تمہاری یہ جرأت ۔۔۔ کہ تم گستاخی کر سکو" ۔۔۔ نواب شہریار خان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر بندوق کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

"سوچ لیجئے! ۔۔۔ ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں اب بھی بہت بڑا اسٹاک برآمد ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔ عمران کا فقرہ سن کر نواب شہریار خان کا اٹھا ہوا ہاتھ بے اختیار جھک گیا اور ٹریگر پر حرکت کرنے والی انگلی اپنی جگہ پر ایسے رک گئی جیسے پتھر کی ہو گئی

ہو۔ نواب شہریار خان کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلنے لگا۔

بانو انتہائی حیرت بھرے انداز میں اپنے والد کی اس حالت کو دیکھ رہی تھی۔ اُسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ آخر ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں ایسی کیا چیز ہے جس نے نواب کی حالت بدل دی ہے۔

"میں یہ کہہ رہا تھا انکل! ۔۔۔ کہ ڈیڈی کے دوست تو میرے بزرگ ہوئے ۔۔۔ اور خطائے بزرگاں گرفتن خطا است" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ ہاں! ۔۔۔ بالکل! ۔۔۔ تم واقعی انتہائی فرمانبردار بچے ہو ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ میرے خیال میں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی" ۔۔۔ نواب شہریار خان نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا۔ اور بندوق کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے عمران کی طرف بڑھا۔

"اباجان" ۔۔۔ بانو کے لہجے میں بے پناہ حیرت نمایاں تھی۔ یہ شاید اس کی زندگی کا سب سے بڑا حیرت انگیز واقعہ تھا۔

"بیٹی! ۔۔۔ یہ واقعی بہت فرمانبردار بچہ ہے ۔۔۔ سر رحمان کا لڑکا ہے ۔۔۔ اور سر رحمان میرا بے حد قریبی دوست ہے۔ ٹھیک ہے بیٹی! ۔۔۔ تم جاؤ ۔۔۔ میں ذرا اس سے سر رحمان کا حال چال پوچھوں گا ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ وہ مہمان آنے والے ہیں۔ کاردار سے کہہ دو کہ ان کے لئے حویلی کا عقبی حصہ کھلوا دے ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ کھانے کا وقت ہونے والا ہے۔ تم میز لگواؤ ۔۔۔ آج ہم اپنے بھتیجے کے ساتھ کھانا کھائیں گے" ۔۔۔ نواب شہریار خان کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔

"جی بہتر اباجان" ۔۔۔ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیزی سے حویلی کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران بیٹے! ۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے تھے ۔۔۔ ہوٹل شبستان تو میری ملکیت ہے ۔۔۔ اس کے تہہ خانوں میں کیا ہے" ۔۔۔ نواب شہریار خان نے قریبی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

عمران چونک کر انہیں دیکھنے لگا جیسے اندازہ کر رہا ہو کہ کیا نواب شہریار خان واقعی معصوم ہے یا ایسا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اپنے تجربے کی بنا پر وہ اسی نتیجے پر پہنچا تھا کہ نواب شہریار خان کو واقعی اصل حالات کا علم نہ ہے۔ لیکن پھر اس کے چہرے کے رنگ بدلنے، غصے پر یکلخت کنٹرول کرنے اور پھر اس کی بوکھلاہٹ ان چیزوں سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اُسے سب معلوم ہے۔ ویسے یہ بات دوسری تھی کہ اُسے خود بھی معلوم نہ تھا کہ ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں کیا ہوتا ہے۔ البتہ اُسے یہ معلوم تھا کہ سوپر فیاض وہاں سے ڈبل بھتہ وصول کرتا ہے اسی سے اس نے اندازہ لگایا تھا کہ گڑبڑ ضرور ہے۔

"لیکن تمہارا انداز بتا رہا تھا کہ تہہ خانوں میں کوئی ایسی چیز ضرور موجود ہے جو غیر قانونی ہے ۔۔۔ حالانکہ میں انتہائی صاف ستھرا کام کرنے کا عادی ہوں ۔۔۔ میری عزت ہے اور پھر مجھے پیسے کی پرواہ نہیں ہے ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ تمہاری بات کرنے کے انداز نے میرا دماغ پلٹ دیا ہے ۔۔۔ مجھے ہوٹل کا کاروبار کرتے ہوئے عرصہ گذر گیا ہے۔ لیکن آج تک کسی نے میرے اس کاروبار

پر انگلی اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کی ـــــ تم پہلے شخص ہو جس نے ایسی بات کی ہے ـــــ اس لئے مجبوراً مجھے اپنے غصے پر کنٹرول کرنا پڑا ہے ـــــ اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے ایسی بات کیوں کی" ـــــ نواب شہریار خان نے کرسی کے ہتھے پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"جب آپ نے کوئی غیر قانونی حرکت ہی نہیں کی تو پھر میں آپ کو کیا بتا سکتا ہوں" ـــــ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب! ـــ کیا تم مجھے بے وقوف بنا رہے تھے" ـــــ نواب شہریار خان ایک بار پھر غصے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس دیوار کی طرف لپکنے لگا جہاں بندوق موجود تھی۔

"اطمینان سے بیٹھیں نواب صاحب! ـــ اور میری بات سُن لیں ـــ آپ ڈیڈی کے دوست ہیں۔ اس لئے میں آپ کی ان حرکتوں کو برداشت کر رہا ہوں۔ ورنہ میں ایسی باتوں کا عادی نہیں ہوں ـــ مجھ پر آپ کی نوابی کا رعب بھی نہیں چل سکتا۔ میں ذرا دوسری قسم کا آدمی ہوں ـــ اور پھر میں نے قصور کیا کیا ہے ـــ آپ کی بیٹی نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا ـــ اس کے بعد آپ نے مجھے زبردستی اغوا کرا لیا" ـــــ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔ اس کے چہرے پر موجود حماقت کا نقاب اس طرح اترا تھا کہ نواب شہریار خان پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھتا

رہ گیا۔ نواب شہریار خان کے کاندھے عمران کی بات سُن کر یکلخت سمٹ سے گئے۔ شائد وہ عمران کے لہجے میں موجود ہلکی سی غراہٹ کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

"سوری! ـــ آئی ایم سوری! ـــ ٹھیک ہے ـــ اب تم جا سکتے ہو" ـــ نواب شہریار خان نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے ارے ـــ آپ ناراض ہو گئے انکل! ـــ ارے میں تو آپ کا بھتیجا ہوں ـــ اور ہاں انکل! ـــ کیا آپ مجھے اس پروفیسر کا شو نہیں دکھائیں گے ـــ میں نے سُنا ہے کہ وہ بہت بڑا میجک ماسٹر ہے" ـــــ عمران نے کہا تو نواب کے جسم کو ایک بار پھر جھٹکا لگا۔

"تم آخر ہو کیا بلا ـــ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں نے میجک پروفیسر کو بلایا ہے اور میں اس کا شو کرانا چاہتا ہوں" ـــ نواب شہریار خان کی حالت اب واقعی دیدنی ہو رہی تھی۔ وہ اب اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی مافوق الفطرت چیز ہو۔

"کمال ہے نواب صاحب! ـــ سارے دارالحکومت کو معلوم ہے ـــ رات میرے ایک دوست کا فون آیا تھا کہ میجک پروفیسر نواب شہریار خان کی حویلی میں ایک خصوصی شو کرنے والا ہے ـــ اس نے کہا تھا کہ وہ بھی یہ شو دیکھنا چاہتا ہے ـــ وہ میجک کا بڑا دلدادہ ہے ـــ لیکن میں نے اس سے معذرت کر لی تھی کیونکہ میری آپ سے براہ راست تو ہیلو ہیلو نہ تھی ـــ لیکن اب

کم از کم اب مجھے تو یہ شو دیکھنے کا موقع ضرور دیں گے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ! ___ تو پبلسٹی اس پروفیسر نے اپنی اہمیت جتانے کے لئے کی ہوگی ___ بہرحال ٹھیک ہے ___ تم اب آ گئے ہو تو ٹھیک ہے۔ تم بھی یہ شو دیکھ لو" ___ نواب شہریار خان نے کہا۔

" اباجان! ___ پروفیسر اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں۔ اور کھانا بھی لگ گیا ہے" ___ بانو نے اس دوران حویلی سے آکر کہا۔ وہ عمران کی طرف دیکھ ہی نہ رہی تھی۔

" اوہ ٹھیک ہے ___ تم باتیں کرو ___ میں رسماً ان سے مل آؤں" ___ نواب شہریار خان نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

" آپ کھانے میں کوئی خاص ڈش پسند کرتے ہوں تو بتا دیجئے تاکہ میں وہ بھی لگوا دوں" ___ بانو نے اکھڑے اکھڑے لہجے میں عمران سے کہا۔

" مجھے انسانی گوشت بے حد پسند ہے۔ بشرطیکہ نرم و نازک ہو" ___ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا ___ کیا تم آدم خور ہو" ___؟ بانو نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

" آدم خور! ___ لاحول ولاقوۃ ___ میں آدم خور کیسے ہو سکتا ہوں۔ البتہ ایک لحاظ سے تم مجھے حوا خور ___ ارے نہیں۔ یہ خوری تو بڑی ظالم چیز ہے ___ حوا خوار کہو ___ اس کی

بیٹیوں نے مجھے خوار کر رکھا ہے ___ لیکن یہ آدم خوری کہاں سے ٹپک پڑی ___ میں نے تو صرف پسند کی بات کی تھی کہ نرم گوشت پسند ہے اور نرم گوشت ظاہر ہے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" یو نانسنس ___ پتہ نہیں تم کن لوگوں میں اٹھتے بیٹھتے ہو ___ بات کرنا بھی نہیں آتا ___ اور ہاں! ___ یہ تم ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے" ___ بانو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہیں نہیں معلوم" ___ عمران نے اس طرح چونک کر کہا کہ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ بانو تہہ خانوں کے معاملات سے ناواقف ہو سکتی ہے۔

" نہیں! ___ مجھے معلوم ہوتا تو میں تم سے پوچھتی" ___؟ بانو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تو سنو ___ ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں میں گوشت کی بہت بڑی مارکیٹ قائم ہے" ___ عمران نے کہا۔

" کک ___ کیا کہہ رہے ہو ___ گوشت کی مارکیٹ ___ کیا تم پاگل ہو" ___ بانو نے خوفزدہ لہجے میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

" یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو ___ میں دکھا دیتا ہوں۔ ایک طرف بوڑھے بیلوں کا گوشت پڑا ہوتا ہے ___ دوسری طرف جوان بھینسوں کا ___ تیسری طرف باسی مچھلیوں کا۔ اور

ایک کاؤنٹر مُردہ مرغیوں کے گوشت کا بھی ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ——— تمہارا دماغ یقیناً خراب ہے ——— نجانے آج میں نے صبح کس کا منہ دیکھا تھا کہ تم سے ٹکراؤ ہو گیا" ——— بانو نے غصیلے لہجے میں کہا وہ شاید بُری طرح بور ہو رہی تھی۔

"آئینہ دیکھا ہو گا" ——— عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— دیکھا تو تھا ——— مگ ——— کیا کہہ رہے ہو تم ——— بانو روانی میں کہہ گئی پھر یکلخت چونک پڑی۔

"بس ٹھیک ہے ——— جب کوئی حسینہ صبح صبح آئینہ دیکھے تو غور سے ضرور واسطہ پڑ جاتا ہے ——— لیکن بانو! ایک بات پوچھوں ——— یہ آخر تمہیں آدم خوری بلکہ مرد خوری کی عادت کیسے پڑ گئی" ——— ؟ عمران نے کہا۔

"مرد خوری! ——— کیا مطلب ——— آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو" ——— ؟ بانو کے چہرے پر ایسے آثار نمودار ہو گئے جیسے وہ اس قطعی نتیجے پر پہنچ چکی ہو کہ عمران ذہنی طور پر عدم توازن کا شکار ہے۔

"مردوں کو کوٹھے سے پٹینا ——— پھر انہیں بندوق سے گولی مارنا ——— یہ مرد خوری نہیں تو اور کیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مرد ہوتے ہی اس قابل ہیں" ——— بانو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو شکر ہے ——— تم نے مردوں کو قابل تو کیا ——— ورنہ جولیا تو

مردوں کو اتنی لفٹ بھی دینے کی قائل نہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جولیا! ——— کون جولیا ——— ؟ کیا وہ تمہاری بیوی ہے" ——— ؟ بانو نے اس بار بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"بیوی ——— ارے نہیں ——— میں نے ابھی عورتوں کی یہ قسم نہیں پالی ——— مجھے دراصل شوہر بننا بالکل پسند نہیں" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں ——— کیا شوہر بننا کوئی جرم ہے" ——— ؟ بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جرم ——— ارے تم اسے جُرم کہہ رہی ہو ——— پورا جرائم کا دفتر کہو اسے ——— جسے شوہر کا لقب دیا جاتا ہے وہ دراصل اپنی بیوی کا ڈرائیور ——— اس کی روزانہ اور نہ ختم ہونے والی شاپنگ کا فنانسر ——— اس کے بچوں کا مفت ٹیوٹر ——— بے تنخواہ خانساماں ——— بیوی کے رشتہ داروں کا جھک جھک کر استقبال کرنے والا ——— محفلوں میں اس کی سلیقہ شعاری اور گھرداری چلانے کی اعلیٰ مہارت کا زبردستی پروپیگنڈا کرنے والا ——— اسے قلوپطرہ سے زیادہ حسین کہنے اور سمجھنے کا پابند ——— ساری کمائی اس کی ہتھیلی پر رکھنے کے باوجود جھڑکیاں سُن کر سہم جانے والا ——— اعلیٰ ترین اخلاق برتنے کے باوجود ادب و اخلاق سے عاری کہلانے والا اور ——— " عمران کی زبان ظاہر ہے جب چل پڑے تو آسانی سے بھلا کہاں رُکنے والی تھی۔

"بس بس ____ اتنی ہی ڈگریاں کافی ہیں" ____ بانو نے بے اختیار ہنستے ہوتے کہا۔

"تمہاری مرضی ____ نہ سنو ____ ابھی تو میں نے شوہر کے صرف پہلے حرف کے معنی بتائے ہیں" ____ عمران نے کہا اور بانو ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"تم بے حد دلچسپ آدمی ہو ____ بہرحال اتنا مجھے یقین آگیا ہے کہ تم میں بہترین شوہر بننے کی ساری صلاحیتیں موجود ہیں"۔ بانو نے مسکراتے ہوتے کہا۔

"تو پھر انکل سے بات کروں ____ یا خود ہی فیصلہ کرو گی" ____ عمران نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"اچھا تو یہ ارادے ہیں ____ منہ دھو رکھو ____ اور سنو! اگر تم نے اباجان سے اس بارے میں اشارہ بھی کر دیا تو پھر ہوٹل شبستان کے تہہ خانوں کی بات بھی انہیں گولی چلانے سے باز نہ رکھ سکے گی" ____ بانو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ایک گولی کی بات کر رہے ہو ____ بیچارے داماد کو تو ساری زندگی سسر کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں ____ تب جا کر دامادی کے عہدہ پر وہ فائز رہ سکتا ہے" ____ عمران نے کہا۔

"نواب زادی صاحبہ! ____ نواب صاحب کھانے کی میز پر آپ کا انتظار فرما رہے ہیں ____ مہمان بھی کھانے پر پہنچ گئے ہیں" ____ اسی لمحے ایک ملازم نے قریب آ کر بے حد مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ____ مجھے تو باتوں باتوں میں خیال ہی نہ رہا ____ آؤ عمران! ____ اور سنو! ____ پلیز وہاں سنجیدہ رہنا ____ اباجان کھانے کی میز پر معمولی سی بدتمیزی بھی برداشت نہیں کرتے"۔ بانو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل ____ نواب ہونے کے بعد آدمی کو معمولی چیزیں برداشت بھی نہیں کرنی چاہئیں" ____ عمران نے بڑے خلوص سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر بانو کے ساتھ چلتا ہوا حویلی کی اندرونی عمارت کی طرف چل پڑا۔

جوانا نے آٹھ سلنڈر والی دیو ہیکل کار کا غراتا ہوا انجن بند کیا اور پھر ساتھ بیٹھے ہوئے جوزف سے مخاطب ہوا۔

"چلو جوزف!۔۔۔ نیچے اترو ۔۔۔ سی ویو کلب آگیا ہے"۔۔۔ جوانا کے لہجے میں ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ارے اتنی جلدی آگیا ہے ۔۔۔ تم تو کہہ رہے تھے بہت دور ہے"۔۔۔ جوزف نے منہ سے بوتل علیحدہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک تو آٹھ سلنڈر کار کی رفتار ۔۔۔ اور پھر تم بھی تو مسلسل بوتلیں پینے میں مصروف رہے ہو ۔۔۔ تمہیں تو شائد پتہ بھی نہ ہو گا کہ ہم نے کتنا فاصلہ طے کیا ہے"۔۔۔ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں پتہ نہیں چلا ۔۔۔ صرف چار بوتلیں ختم ہوئی ہیں۔ اور

چار بوتلیں زیادہ سے زیادہ دس پندرہ میل چل سکتی ہیں"۔۔۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دس پندرہ میل نہیں ڈیڑھ سو میل کہو ۔۔۔ کار کی رفتار تمہاری بوتلوں سے کہیں زیادہ تیز ہے"۔۔۔ جوانا نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

دوسری طرف جوزف بھی کار سے نیچے اتر آیا۔ وہ اب یوں حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار اس طرف آیا ہو۔ حالانکہ یہ دارالحکومت سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے ایک بڑا شہر جام نگر تھا اور جوانا کئی بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا۔

سامنے ایک منزلہ عمارت کے اوپر سی ویو کلب کا ایک پرانا سا بورڈ لگا ہوا تھا۔ سی ویو کا صدر دروازہ ایسا تھا کہ جسے دیکھتے ہی آدمی سمجھ سکتا تھا کہ یہ کلب انتہائی گھٹیا قسم کے کلبوں میں سے ایک ہے جہاں صرف تھرڈ کلاس ٹائپ لوگ ہی آتے ہوں گے۔

"تم تو اس کلب کی بڑی تعریفیں کر رہے تھے ۔۔۔ لیکن یہ تو مجھے بڑا گھٹیا سا کلب لگ رہا ہے"۔۔۔ جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بظاہر ایسا ہی ہے ۔۔۔ اندر سے اسے ونڈر لینڈ سمجھ لو"۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے جوزف نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔ جوزف اور جوانا رانا ہاؤس میں بے کار پڑے

پڑے بری طرح اکتا گئے تھے۔ عمران بھی اِدھر کم ہی چکر لگاتا تھا
جوزف کو تو شاید اتنی پرواہ نہ ہوتی۔ لیکن جوانا درحقیقت اس
بے کاری سے اب مرنے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔ اُسے یوں محسوس
ہوتا جیسے وہ کسی نادیدہ قید میں آ گیا ہو یا پھر بیمار ہو گیا ہو۔ اس لئے
کافی دنوں سے اس نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا تھا کہ دن چڑھتے
ہی وہ کار لے کر رانا ہاؤس سے نکل جاتا اور پھر رات گئے ہی اس
کی واپسی ہوتی۔

جوزف کافی دنوں تک جوانا کی غیر حاضری پر نہ بولا لیکن آج
جب جوانا رانا ہاؤس سے نکلنے لگا تو جوزف نے اس کا راستہ
روک لیا کہ جب تک وہ یہ نہیں بتائے گا کہ وہ کہاں جاتا ہے اور
کیا کرتا ہے۔ وہ اسے نہ جانے دیگا۔ تب جوانا نے اُسے بتایا
کہ بے کاری سے تنگ آ کر اس نے اب مختلف کلبوں میں اُٹھنا
بیٹھنا شروع کر دیا ہے۔ خاص طور پر ایسے کلبوں میں جہاں
زیر زمین دنیا کے افراد اٹھتے بیٹھتے ہیں اور پھر جب وہاں اس
کی ملاقات کسی ایسے غنڈے سے ہو جاتی ہے جو اپنے آپ کو
کچھ سمجھتا ہے تو جوانا دی گریٹ کے بازوؤں کی ورزش ہو جاتی
ہے۔ اس طرح جوانا دی گریٹ کا نام اب پاکیشیا کی زیر زمین دنیا
میں احترام سے لیا جانے لگا ہے۔ اور آج تو وہ ایک چیلنج مقابلے
پر جا رہا ہے جس کی تفصیل اس نے یہ بتائی تھی کہ کل وہ نزدیکی
شہر جام نگر کے بدنام ترین کلب سی ویو کلب میں گیا تو وہاں اس
نے ڈینی کے متعلق سنا۔ ڈینی جو زیر زمین دنیا میں ٹارزن کے

نام سے مشہور ہے کہ ڈینی کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ
وہ صرف انگلیوں سے کسی انسان کی کھوپڑی اس طرح توڑ دیتا
ہے جس طرح وہ کھوپڑی ہڈی کی بجائے موم کی بنی ہوئی ہو۔ اس
کے ساتھ ساتھ وہ مارشل آرٹ کا بھی ماہر ہے۔ وہ حال ہی میں
کسی غیر ملک سے یہاں آیا ہے اور یہاں آتے ہی اس نے اپنی
طاقت۔ شہ زوری اور مارشل آرٹ میں مہارت کی ایسی دھاک
بٹھا دی ہے کہ زیر زمین دنیا میں اُسے طاقت کا دیوتا سمجھا جانے
لگا ہے۔

جوانا نے جب یہ سنا تو اس نے وہاں کھلے عام ڈینی کو چیلنج کر
دیا۔ اور چونکہ ڈینی وہاں موجود نہ تھا اس لئے جوانا آج کے لئے
چیلنج دے کر چلا آیا تھا۔ پہلے تو جوزف نے اُسے اس قسم کے
فضول اور بے مقصد مقابلوں سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن
جوانا نے یہ کہہ کر اُسے خاموش کر دیا کہ چیلنج دینے کے بعد جوانا
کا پیچھے ہٹ جانا ناممکن ہے۔ اس پر جوزف بھی ساتھ چلنے پر
تیار ہو گیا۔ اور اس طرح وہ دونوں اس وقت یہاں تھے۔ جوانا
نے ابھی حال میں ہی یہ آٹھ سلنڈر کار ایک شو روم سے خریدی
تھی۔ اُسے دیوہیکل اور انتہائی طاقت ور انجن کی کاروں کا بے حد
شوق تھا۔ چھوٹی اور کم پاور کی کاروں کو وہ چار پہیوں والی سائیکل
کا نام دیا کرتا تھا اور پھر جوانا کی ڈرائیونگ خدا کی پناہ۔ یوں لگتا
تھا جیسے کوئی وحشی سانڈ پھنکارتا ہوا آگے بڑھا جا رہا ہو۔ ایک
تو آٹھ سلنڈر کار کے انجن کا شور۔ پھر اس کی بے پناہ رفتار۔ یہ

دونوں مل کر ایسا سماں باندھتے تھے کہ سڑکوں پر ٹریفک اس طرح خود بخود چھٹ جایا کرتی تھی کہ جیسے قیامت آ رہی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ جوزف نے ابھی چار بوتلیں ہی خالی کی تھیں کہ جوانا نے ڈیڑھ سو میل کا سفر مکمل کر لیا تھا۔

سی ڈیو کلب کے صدر دروازے پر کھڑا ایک نوجوان ان دونوں کو اندر آتے دیکھ کر بجلی کی سی تیزی سے اندر گھس کر غائب ہو گیا۔ اور جوانا کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈینی نے اسے یہاں اسی مقصد کے لئے کھڑا کیا ہوگا کہ ان کے آنے کی اطلاع کر دے۔

اور وہی ہوا۔ جیسے ہی وہ دونوں سی ڈیو کے ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود ہر شخص انہیں اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں۔

آج ہال میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی رش تھا۔ شاید ڈینی اور جوانا کے درمیان چیلنج مقابلے کی ہوا دُور دُور تک اُڑ گئی تھی کیونکہ ہال میں دارالحکومت میں رہنے والے افراد کے چہرے جوانا کو کچھ زیادہ ہی نظر آ رہے تھے۔

جوانا نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

"کہاں ہے وہ چڑیا کا بچہ ——— کیا نام بتایا تھا تم نے جوانا اس کا" ——— جوزف نے جیب سے شراب کی بوتل نکالتے ہوئے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا اس کی آواز خاصی اونچی تھی۔

"ڈینی" ——— جوانا نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنستے

ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ایک سائیڈ میں موجود راہداری سے کسی کے ڈکرانے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک قوی ہیکل اور ٹھوس جسم کا مالک نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے سُرخ رنگ کی چُست بنیان اور گہرے نیلے رنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی۔ وہ واقعی طاقتور نظر آ رہا تھا۔ اس کے بازوؤں کی مچھلیاں بُری طرح تڑپ رہی تھیں۔ اس کی سُرخ بنیان کے اوپر موت کا نشان یعنی درمیان میں انسانی کھوپڑی اور سائیڈ میں دو ہڈیاں بنی ہوئی تھیں یہ ڈینی تھا سی ڈیو کلب کا مالک۔ گورا چٹا رنگ اور قومیت سے وہ یورپی لگ رہا تھا۔ چہرے پر زخموں کے خاصے نشان صاف نظر آ رہے تھے۔

"کون ہے وہ چوہے کا بچہ ——— جس نے اپنی موت کو آواز دی ہے" ——— ڈینی نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اس کی آنکھیں خونِ کبوتر کی طرح سُرخ ہو رہی تھیں۔ وہ شاید بے تحاشا پینے کا عادی تھا۔

"ہونہہ ——— تو یہ ہے ڈینی ——— جوانا! یہ پدی بے چاری بھی ہم جیسے سانڈوں کا مقابلہ کر سکتی ہے ——— اوہ جوانا! ——— تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے" ——— جوزف نے انتہائی حقارت آمیز لہجے میں بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو جوزف! ——— اس کا چیلنج میرے ساتھ ہے" جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسے جوزف کی گفتگو سے

اب یہ محسوس ہونے لگ گیا تھا کہ جوزف نے اس کی بجائے خود ڈینی سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

"تم اس سے مقابلہ کرو گے جوانا ——— یعنی اس سے ——— کمال ہے جوانا! ——— میں تو تمہیں بڑا بہادر سمجھ رہا تھا لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بچوں سے مقابلے پر اُتر آؤ گے" ——— جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ——— تو تم دونوں کی موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے"۔ ان دونوں کے فقرے سن کر ڈینی بُری طرح تپ اٹھا تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ان دونوں سے دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

"ہونہہ! ——— تم نے ڈینی کو چیلنج کیا ہے ——— تم نے ——— یہ ٹھیک ہے کہ تمہارا قد و قامت اور جسم مضبوط ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے کہ ڈینی کا مکہ پہاڑوں کو پاش پاش کر دیتا ہے ——— جاؤ اپنی جانیں بچا کر بھاگ جاؤ ——— ڈینی کو تم پر رحم آ رہا ہے"۔ ڈینی نے اس طرح کہا جیسے اُسے ان دونوں پر بے حد رحم آ رہا ہو۔

"بہت خوب! ——— اچھے ڈائلاگ بول لیتے ہو ——— لو لو مقابلے کے لئے تیار ہو ——— یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میرے پیر چاٹنا شروع کر دو ——— ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں معاف کر دوں" ——— جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھہرو! ——— یہاں کیا ہو رہا ہے ——— یہ کیسا مقابلہ ہے"

اچانک صدر دروازے سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور جوزف اور جوانا نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا تو ایک اُدھیڑ عمر آدمی ہاتھ میں سونے کی مُٹھ والی چھڑی اٹھائے اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے کریم رنگ کا سلکی سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ شکل، لباس اور چال ڈھال سے خاصا متمول آدمی لگ رہا تھا۔

"اوہ مسٹر براؤن آپ" ——— ڈینی نے حیرت بھرے انداز میں آنے والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— میں ایک ضروری کام سے ملنے تمہارے پاس آیا ہوں ——— لیکن یہ حبشی کون ہیں ——— اور یہ تم کس مقابلے کی بات کر رہے ہو" ——— براؤن نے حیرت بھرے انداز میں جوانا اور جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جوزف بڑے اطمینان بھرے انداز میں شراب پینے میں مصروف تھا۔

"مسٹر براؤن! ——— یہ چوہے کا بچہ کل یہاں میری عدم موجودگی میں آیا اور مجھے آج کے لئے چیلنج کر گیا ——— اب تم بتاؤ میں کیا کروں ——— جب ایک احمق اس طرح خودکشی کرنے کا سوچ لے تو میں اسے کیسے روک سکتا ہوں" ——— ڈینی نے کہا۔

"اوہ! ——— یہ تمہیں نہیں جانتا ہو گا ——— اوہ مسٹر! ——— یہ ڈینی ہے ڈینی ——— اس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کسی بھی انداز میں ——— پلیز ختم کرو ——— ڈینی! ——— تم اپنے دفتر میں جاؤ۔ میں انہیں سمجھا لوں گا" ——— براؤن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مسٹر براؤن! ـــ بہتر یہی ہے کہ تم ایک طرف کھڑے ہو کر
تماشہ دیکھو ـــ درمیان میں مت آؤ ـــ میرا نام جوانا دی گریٹ
ہے اور یہ میرا ساتھی جوزف ہے ـــ مجھے افسوس ہے کہ تمہارا
ضروری کام اب کسی اور سے ہی پورا ہو سکے گا ـــ اس بیچارے
کے سر پر تو موت منڈلا رہی ہے" ـــ جوانا نے براؤن سے
مخاطب ہو کر بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"جوانا ـــ اوہ جوانا ـــ اوہ کہیں تم ماسٹر کلب کے جوانا تو نہیں
ہو" ـــ براؤن نے بری طرح چونک کر جوانا کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ میں ماسٹر کلب کا جوانا ہوں" ـــ جوانا نے اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اوہ ڈینی! ـــ پلیز تم اس مقابلے سے باز آجاؤ۔
یہ تو بات ہی اور نکل آئی ہے" ـــ براؤن نے اس بار
ڈینی سے مخاطب ہو کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر براؤن! ـــ یہ کیسے ممکن ہے کہ
ایک آدمی مجھے میرے کلب میں آکر چیلنج کرے اور میں پیچھے
ہٹ جاؤں" ـــ ڈینی نے بری طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"لیکن آخر یہ مقابلہ کیوں ہو رہا ہے ـــ اس مقابلے کا مقصد
کیا ہے" ـــ براؤن نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے
میں پوچھا۔

"مقصد اسی سے پوچھیں ـــ ہو گا کوئی اس کا مقصد" ـــ

ڈینی نے جواب دیا۔

"مقصد صرف اتنا ہے کہ جوانا دی گریٹ کے مقابلے میں چڑیا
کے بچے سینہ تان کر نہیں چل سکتے" ـــ جوانا نے کہا اور دوسرے
لمحے اس نے ہاتھ سے براؤن کو ایک طرف دھکیلا اور براؤن
بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"بولو ڈینی! ـــ کس طرح مقابلہ پسند کرو گے ـــ میں نے
تمہاری بہت ڈینگیں سن لی ہیں" ـــ جوانا نے کہا۔

"کس طرح کا کیا مطلب ـــ میرے ہاتھوں میں اتنا دم موجود
ہے کہ میں تمہاری چٹنی بنا دوں" ـــ ڈینی نے بھی اسی لہجے میں
جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے حملہ کرو ـــ میں پہلا موقع تمہیں دینا چاہتا
ہوں ـــ کم آن" ـــ جوانا نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے
کہا۔ اور اسی لمحے ڈینی یکلخت اپنی جگہ سے فضا میں اچھلا اس کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ جوانا کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا
ہو۔ چنانچہ جوانا اچھل کر ایک سائیڈ پر ہٹا۔ لیکن ڈینی کا جسم
یکلخت فضا میں ہی گھوم گیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری
قوت سے اپنے سر کی ٹکر جوانا کی ناک پر ماری اور بجلی کی تیزی
سے قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ وہ واقعی انتہائی پھرتیلا اور لڑائی
بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔

جوانا کی ناک پر پڑنے والی ٹکر واقعی انتہائی زوردار تھی اور جوانا
جیسا دیو ہیکل آدمی بھی ٹکر کھا کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹنے پر

مجبور ہو گیا۔ اس کی ناک سے خون کی ایک لکیر بہہ نکلی لیکن وہ بولا کچھ نہیں۔

جوزف خود بخود ایک سائیڈ پر ہٹ گیا تھا۔ کیونکہ اب اتنا تو وہ جانتا تھا کہ جب مقابلہ شروع ہو جائے تو پھر اس کی مداخلت جوانا کو ہی نقصان پہنچانے کا سبب بنے گی۔

ڈینی قلابازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی صرف پلک جھپکنے کے عرصہ میں اپنی جگہ رکا۔ دوسرے لمحے اس نے یکلخت اچھل کر ایک اور قلابازی کھائی۔ اس بار اس کا جسم کمان کی طرح پشت کے بل جھکا۔ اس کے ہاتھ اور سر جھک کر زمین سے لگے اور دوسرے لمحے اس کا نچلا جسم اڑتا ہوا قوس کی صورت میں جوانا کی طرف لپکا ڈینی کی حرکت اس قدر تیز تھی کہ جوانا ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہو سکا۔ اور ڈینی کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑیں ایک دھماکہ سا ہوا اور جوانا ایک بار پھر لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

ڈینی کی ٹانگیں زوردار ضرب لگا کر پھر واپس گئیں اور دوسرے لمحے ڈینی یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ جبکہ جوانا کسی بت کی طرح خاموش کھڑا تھا۔

"بس یہی بچوں جیسے داؤ آتے ہیں تمہیں ۔۔۔ یا کچھ اور بھی آتا ہے" ۔۔۔ ڈینی کے سیدھا ہوتے ہی جوانا نے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کا یہ فقرہ سن کر ڈینی ایک بار پھر بجلی کی طرح اپنی جگہ سے تڑپا۔ اس بار وہ سیدھا اچھل کر جوانا کی طرف آیا۔ لیکن دوسرے

لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ یوں فضا میں اچھلتا چلا گیا جیسے کسی نے گیند کو چھت کی طرف اچھال دیا ہو۔ جوانا کا صرف بازو حرکت میں آیا تھا اور اس نے اپنے پر آتے ہوئے ڈینی کے جسم کو تھپکی دے کر اوپر فضا میں اچھال دیا تھا۔ لیکن یہ تھپکی اس قدر زوردار تھی کہ ڈینی جیسے آدمی کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔

ڈینی کا جسم فضا میں اچھلتے ہی تیزی سے گھوما اور اس نے سیدھا نیچے گرنے کی بجائے یکلخت ایک نیم دائرے کی صورت میں اپنے جسم کو پھیلایا اور پھر جس طرح افریقی ہتھیار نیم دائرے کی صورت میں گھوم کر مخالفوں کے گلے کاٹ دیا کرتا ہے اسی طرح اس کے جسم نے گھومتے ہوئے جوانا کے پہلو پر ضرب لگائی۔ لیکن جوانا بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور پھر ڈینی اس بار الٹ کر ایک زوردار دھماکے سے خاصے فاصلے پر موجود کاؤنٹر کے اوپر جا گرا اور کاؤنٹر اس کے اس طرح گرنے سے ٹوٹ گیا اور ڈینی کا جسم اس ٹوٹے ہوئے کاؤنٹر میں پھنس کر رہ گیا۔

"بس یہی کافی ہو گیا ہے ۔۔۔ کسی مقصد کے بغیر لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں ۔۔۔ تم دونوں برابر ہو ۔۔۔ یہ میرا فیصلہ ہے" ۔۔۔ براؤن نے ایک بار پھر چیختے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

"رک جاؤ ۔۔۔ برابری کا لفظ جوانا کے لئے توہین ہے" ۔۔۔ جوزف نے کہا۔

جوانا بڑے اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا تھا۔ ڈینی بڑی مشکل سے لڑکھڑاتے ہوئے کاؤنٹر سے باہر نکلا۔ ہال میں موجود ہر شخص بت کی طرح خاموش تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ہال پر موت کی سی خاموشی طاری ہو۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا" ——— اچانک ڈینی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر اپنی پتلون کی پچھلی سائیڈ سے ریوالور نکال لیا۔

دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ریوالور ڈینی کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا۔

"یہ فاؤل پلے ہے مسٹر ڈینی" ——— جوزف کی آواز سنائی دی اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور کی نال سے دھوئیں کی لکیر نکلتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ظاہر ہے ڈینی کا ریوالور اسی نے اڑایا تھا۔ ڈینی ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ مگر دوسرے لمحے وہ کسی وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا جوانا کی طرف بڑھا۔ جوانا اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ لیکن اس بار جوانا مات کھا گیا۔ کیونکہ اس نے یہی سمجھا تھا کہ ڈینی غصے کی شدت سے براہِ راست اس پر حملہ آور ہوگا۔ لیکن قریب پہنچنے سے پہلے ہی ڈینی یکلخت گھوما اور پھر اس کا بازو لہراتا ہوا پوری قوت سے جوانا کی پسلیوں سے ٹکرایا۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ جوانا اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ اور اسی لمحے ڈینی نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ واقعی مارشل آرٹ میں ماہر تھا۔ کیونکہ وہ براہِ راست پہلو کے بل

فرش پر گر کر پشت کے بل سیدھا ہوتے ہوئے جوانا کے جسم پر جا کر گرنے کی بجائے اس کی ٹانگوں کے قریب جا کر یکلخت جھکا اور جوانا جس نے بے اختیار اسے سر سے پیچھے اچھالنے کے لئے گھٹنے جوڑ کر دونوں ٹانگیں اوپر کو اٹھالی تھیں۔ ایک خوفناک داؤ میں پھنس گیا۔

ڈینی نے جھکتے ہی جوانا کے جڑے ہوئے اور اٹھے ہوئے گھٹنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے اپنے جسم کو آگے کی طرف لیتا گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ جوانا کا جسم کمان کی طرح مڑنے پر مجبور ہو گیا اور اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سر کے پیچھے جا لگیں۔ اور ڈینی کے پورے جسم کا بوجھ اس کی ٹانگوں پر آ پڑا یہ انتہائی خطرناک داؤ تھا جس میں پھنسنے کے بعد آدمی چاہے وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، لازماً ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بے کار ہو سکتا تھا اور ڈینی، جوانا جیسے آدمی کو اس خوفناک داؤ میں پھنسانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن جوانا نے اپنے حواس بحال رکھے تھے۔

چنانچہ جیسے ہی وہ اس داؤ میں پھنسا، اس سے پہلے کہ ڈینی زوردار جھٹکا دے کر اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتا، جوانا نے یکلخت اپنے نچلے جسم کو اوپر کو اٹھایا، حالانکہ ڈینی جیسے وزنی آدمی کو اس طرح اوپر اٹھانا تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن جوانا نے اپنی بے پناہ طاقت کے بل پر جسم کو فوری طور پر اوپر کو اٹھا کر اپنے آپ کو فوری خطرے سے نکال لیا اور پھر ڈینی سے وہی حماقت

ہوئی جو عام طور پر ایسے موقعوں پر ہو جاتی ہے۔ اگر ڈینی آگے جانے
کی بجائے پیچھے کی طرف کھسک جاتا تو پھر جوانا لازماً ختم ہو جاتا،
لیکن جوانا کے نچلے جسم کو اوپر اٹھاتے ہی جوش میں ڈینی نے
آگے کی طرف کھسکتے ہوئے اپنا پورا وزن ڈال کر جھٹکا دینا چاہا لیکن
اس کے اسی آگے کھسکنے کی وجہ سے جوانا ایک اور جھٹکا دینے
میں کامیاب ہو گیا اور دوسرے لمحے ڈینی اس کے جسم کے اوپر
سے پھسلتا ہوا الٹ کر جوانا کے سر کے پیچھے فرش پر پشت کے
بل جا گرا اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جوانا! یہ کیا ہو رہا ہے" ——— اسی لمحے ایک طرف
کھڑے جوزف کی طنز بھری آواز سنائی دی۔

"میں اسے صرف موقع دے رہا تھا ——— تاکہ یہ نہ کہہ سکے کہ
مجھے لڑنے کا موقع نہیں ملا ——— اب دیکھو" ——— جوانا نے
اس خوفناک داؤ سے نکلنے کے باوجود انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور
اس بار جیسے ہی ڈینی اچھل کر کھڑا ہوا، جوانا کا جسم بجلی سے بھی
زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے ڈینی کا بازو ایک
ہاتھ سے پکڑ کر یکلخت دائیں طرف کو جھٹکا دیا اور پھر جیسے ہی
ڈینی کا جسم دائیں طرف کو کھنچا، جوانا نے دوسرے ہاتھ سے پلک
جھپکنے میں ڈینی کا دوسرا بازو پکڑا اور اسے پوری قوت سے بائیں
طرف کو جھٹکا دیا۔ جوانا کے ان طاقتور جھٹکوں کا جو نتیجہ نکلنا تھا وہ
نکلا۔ ڈینی کے حلق سے ذبح ہونے والے بکرے جیسی خرخراہٹ
نکلی اور اس کے دونوں بازو شانوں سے اکھڑ گئے اور جوانا نے

اسے یوں پشت کے بل نیچے فرش پر دھکیل دیا جیسے وہ کوئی قابلِ
نفرت شے ہو۔

پھر جیسے ہی ڈینی پشت کے بل فرش پر گرا جوانا بجلی کی سی
تیزی سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر ڈینی کی دونوں پنڈلیوں
پر پوری قوت سے پڑے اور کڑک کی تیز آوازوں کے ساتھ
ہی ڈینی کے حلق سے اس قدر بھیانک چیخ نکلی کہ کلب کا پورا
ہال گونج اٹھا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں
اور جوانا اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ یہ سب کچھ صرف ایک لمحے میں
مکمل ہو گیا اور اب ڈینی فرش پر گرا اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے
اس کی روح کو خاردار تار میں لپیٹ کر زبردستی کھینچا جا رہا ہو۔
چیخوں کا ایک طوفان سا اس کے حلق سے ابل رہا تھا۔ لیکن وہ
قطعی طور پر بےکار ہو چکا تھا۔ اس کی پنڈلیوں کی دونوں ہڈیاں
ٹوٹ چکی تھیں اور دونوں بازو شانوں سے اکھڑ چکے تھے۔ نتیجہ یہ
کہ طاقت کا دیوتا کہلانے والا ڈینی بےکار اور معذور ہو کر جوانا
کے سامنے پڑا تڑپ رہا تھا۔

"تم نے ڈینی کو بالکل ہی ختم کر دیا" ——— براؤن نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"جوانا دی گریٹ کے مقابلے میں جو آئے گا ——— اس کا یہی
حشر ہو گا ——— آؤ جوزف چلیں ——— اب اسے جوانا کا نام باقی تمام
عمر یاد رہے گا" ——— جوانا نے دروازے کی طرف پلٹتے ہوئے
کہا۔ ہال میں موجود ہر شخص حیرت اور خوف سے بت بنا کھڑا تھا۔

"انہیں گولی مار دو ——— یہ زندہ نہ جائیں" ——— اچانک تڑپتے ہوئے ڈینی نے یکلخت چیخ کر کہا اور کلب میں پھیلے ہوئے اس کے ساتھیوں کے ہاتھ تیزی سے اپنی جیبوں کی طرف بڑھے انہیں چونکہ یقین تھا کہ جیت بہرحال ڈینی کی ہونی ہے اس لئے انہوں نے ریوالور نکالنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی اور پھر اس خوفناک اور حیرت انگیز لڑائی نے انہیں حیرت سے بت بنا دیا تھا لیکن ڈینی کی آواز سنتے ہی انہیں جیسے ہوش آگیا اور انہوں نے جلدی سے اپنی جیبوں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔

"خبردار" ——— جوزف نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر کھڑے آدمی پر فائر کھول دیا۔ وہ آدمی تیزی سے لوٹتے ہوتے کاؤنٹر کے پیچھے جھک گیا اس طرح وہ گولی سے بچ گیا۔ ویسے جوزف نے جس انداز میں گولی چلائی تھی اس سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے صرف ڈرانے کے لئے ریوالور چلایا ہے۔

جوانا نے بھی ریوالور نکال لیا تھا اور پھر ڈینی کے ساتھیوں کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رک گئے تھے۔

"سنو! ——— میں براؤن تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کوئی ان پر گولی نہ چلائے ورنہ" ——— اچانک براؤن نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی بغل سے ہلکی مشین گن نکال لی۔ ڈینی اب بیہوش ہو چکا تھا۔

جوزف اور جوانا ریوالور سنبھالے الٹے قدموں گیٹ کی طرف

بڑھے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئے دوسرے لمحے وہ دوڑتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھے۔

"رک جاؤ جوانا! ——— میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" ——— اچانک دروازے سے براؤن کی تیز آواز سنائی دی لیکن جوانا نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور دوسرے لمحے اس کی آٹھ سلنڈر کار کا انجن غرایا اور پھر جیسے بندوق سے گولی نکلتی ہے اس طرح کار ایک جھٹکا کھا کر آگے دوڑتی چلی گئی۔

"یہ کون ہے ——— یہ اب اپنی کار کی طرف دوڑا جا رہا ہے"۔ جوزف نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈینی کا ہی کوئی ساتھی ہوگا" ——— جوانا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اگلے چوک سے کار اس نے دارالحکومت کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔

"وہ پیچھے آ رہا ہے ——— اور ہیڈ لائٹس جلا کر ہمیں رکنے کا کاشن دے رہا ہے" ——— جوزف نے کہا۔

"ہاں! ——— میں دیکھ رہا ہوں ——— ٹھیک ہے اس سے بھی بات کر لیتے ہیں" ——— جوانا نے کار کو آہستہ کرتے ہوئے کہا اور پھر کار ایک سائیڈ پر روک دی اور خود اچھل کر کار سے باہر آگیا۔ دوسری طرف سے جوزف بھی باہر نکل آیا تھا اسی لمحے براؤن کی نیلے رنگ کی بڑی کار ان کے پیچھے آ کر رک گئی اور براؤن جلدی سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

"بہت شکریہ جوانا! ——— ورنہ آپ کے اس جیٹ جہاز نما

کار کو میں کبھی نہ پکڑ سکتا" ـــــ براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا
اور تیز تیز قدم اٹھاتا جوانا کی طرف بڑھ آیا۔

"بولو کیا مسئلہ ہے" ـــــ؟ جوانا نے سخت لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوانا! ـــــ میں نے تمہاری بے حد تعریفیں سنی ہوئی ہیں ـــ
مجھے یہ تو علم تھا کہ ماسٹر کلر تنظیم ختم ہونے کے بعد جوانا پاکیشیا میں
منتقل رہ رہا ہے۔ لیکن مجھے تم سے ذاتی سے واقفیت نہ
تھی" ـــ براؤن نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تعریف کا شکریہ! ـــ لیکن تمہارا مسئلہ کیا ہے" ـــــ
جوانا نے اکھڑے ہوتے اور بیزار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"میں نے تمہیں لڑتے ہوئے دیکھا ہے ـــ واقعی تم ویسے
ہی ہو جیسی تمہاری تعریفیں میں نے سنی ہیں ـــ میں ایک
انتہائی ضروری کام سے ڈینی کے پاس آیا تھا۔ لیکن ڈینی واقعی
تمہارے مقابلے میں چوہے کا بچہ ثابت ہوا ہے ـــــ تم
پیشہ ور قاتل ہو۔ ٹھیک ہے" ـــــ براؤن نے کہا۔

"تم میرے متعلق اندازے مت لگاؤ ـــ اپنی بات کرو اور
سنو! ـــ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں صرف تمہاری
طرح سے تعریفیں سن کر اسے ضائع کرتا رہوں ـــ مطلب کی
بات کرو اور مختصر" ـــــ جوانا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے پاس تمہارے مطلب کا ایک کام ہے ـــ اور معاوضہ
بھی منہ مانگا دوں گا" ـــــ براؤن نے کہا۔

کسی کو قتل کرانا ہے" ـــــ جوانا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"ہاں ظاہر ہے ـــ لیکن تفصیلات صرف اسی صورت
میں بتاؤں گا جب تم ہاں کرو گے" ـــــ براؤن نے کہا۔

"سوری! ـــ میں چھوٹے موٹے آدمیوں کو قتل کرنا اپنی توہین
سمجھتا ہوں" ـــ جوانا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کار کے
دروازے کی طرف مڑا۔

"چھوٹا موٹا قتل ہوتا تو میں تمہیں کہتا ہی کیوں ـــــ تمہارے
سٹینڈر کا کام ہے ـــ یہ تمہارا ساتھی ـــــ" براؤن نے
کار کی دوسری طرف کھڑے ہوتے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو ـــ یہ میرا آدمی ہے" ـــــ جوانا نے
سر ہلاتے ہوتے کہا۔

"تو سنو! ـــ میں یہاں کے ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس کو قتل
کرانا چاہتا ہوں ـــــ اس کا نام سر رحمان ہے" ـــــ براؤن
نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور جوانا اس کی بات سن کر چونک پڑا
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سر رحمان، عمران کے والد ہیں۔

"کام تو ٹھیک ہے ـــ لیکن پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ کیونکہ
میں گھٹیا آدمیوں کا کام بھی نہیں کیا کرتا" ـــــ جوانا نے کہا۔

"میرا نام تو تم نے سن ہی لیا ہوگا ـــــ براؤن ہے میرا
نام ـــ میں دارالحکومت میں ہوٹل شبستان کا منیجر ہوں
اس سے پہلے میں مختلف ہوٹلوں میں رہا ہوں اور زیر زمین دنیا
میں میرے نام کی بڑی وقعت ہے" ـــــ براؤن نے جواب دیا۔

"تمہاری سرحمان سے کوئی ذاتی دشمنی ہے" ——؟ جوانا نے پوچھا۔

"یوں ہی سمجھ لو —— بہرحال تم معاوضہ بتاؤ —— اور یہ کام بھی جلد ہونا چاہیئے" —— براؤن کا لہجہ اس بار سپاٹ تھا۔

"سوری! —— تم جاسکتے ہو —— میں ذاتی دشمنی کی بنا پر قتل کو حماقت سمجھتا ہوں —— ہاں! —— کسی بڑی تنظیم کا مسئلہ ہو تو اور بات ہے" —— جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر کار میں بیٹھنے لگا۔

"اگر میں کہوں کہ یہ بھی ایک بین الاقوامی تنظیم کا مسئلہ ہے تو" براؤن نے کار کے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! —— اگر ایسا ہوتا تو تم پہلے ہی بتا دیتے" —— جوانا نے کہا اور جوانا نے دروازہ بند کر دیا۔ جوزف بھی دوسری طرف سے اندر بیٹھ چکا تھا۔

"تو پھر تم دونوں چھٹی کرو —— میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ اس لئے اب تمہیں زندہ چھوڑنا حماقت ہے" —— براؤن نے یکلخت کرخت لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے بغل سے مشین گن نکالنے لگا۔ لیکن اسی لمحے جوانا نے پوری قوت سے دروازہ کھولا اور دروازہ ایک زوردار جھٹکے سے براؤن کے سینے سے ٹکرایا اور براؤن اچھل کر پشت کے بل سڑک پر گر گیا اس نے شائد یہ سمجھا تھا کہ جوانا کار کے اندر بیٹھ جانے کی وجہ سے بے بس ہو چکا تھا۔

براؤن کے نیچے گرتے ہی جوانا اچھل کر کار سے باہر نکلا اور پھر اس سے پہلے کہ براؤن سڑک سے اٹھتا، جوانا نے اچھل کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر لات ماری اور براؤن کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ دوبارہ گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ جوانا نے جھک کر اسے گردن سے پکڑ کر فضا میں بلند کیا اور پھر اس کا دوسرے ہاتھ کا زوردار تھپڑ ہوا میں لٹکے ہوئے براؤن کے چہرے پر پڑا اور براؤن کے منہ سے کئی دانت اس طرح نکل کر باہر آگرے جیسے پھلجھڑیاں چھوٹتی ہیں۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا جوانا نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔

"جوزف! —— تم اس کی کار لے آؤ —— ہم اسے دارالحکومت میں کسی جگہ چھوڑ دیں گے —— البتہ اس براؤن کو رانا ہاؤس لے جاتے ہیں تاکہ اس سے ساری تفصیلات معلوم کی جاسکیں۔ یہ مجھے کوئی لمبا چکر معلوم ہوتا ہے —— یہ بیچارہ میرے نام کی وجہ سے مرعوب ہو کر سب کچھ بتا چکا ہے" —— جوانا نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کار سے باہر نکل گیا اور پھر پچھلی کار کی طرف بڑھا۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس لئے وہ کار چلا کر آگے لے آیا۔ تب جوانا نے اپنی کار سٹارٹ کی اور پھر وہ دونوں خاصی تیز رفتاری سے چلتے ہوئے دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگے۔ براؤن پچھلی سیٹوں کے

درمیان بیہوش پڑا ہوا تھا۔ البتہ جوانا بیک مرر پر نگاہیں رکھے ہوئے تھا تاکہ کہیں اچانک ہوش میں آکر براؤن اس پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار بھی آہستہ رکھی تھی تاکہ جوزف پیچھے نہ رہ جائے۔

دارالحکومت میں داخل ہونے کے بعد جوانا نے کار کی رفتار اور آہستہ کر لی اور جوزف اس کے ساتھ کار لے آیا۔

"بس کافی ہے ۔۔۔ یہیں کسی جگہ کار روک کر واپس آجاؤ"۔ جوانا نے کہا اور کار آگے بڑھا لے گیا۔ جوزف نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر جوانا کی کار کی طرف بڑھ آیا۔

"اس کا خیال رکھنا ۔۔۔ یہ ہوش میں نہ آجائے" ۔۔۔ جوانا نے جوزف کے بیٹھتے ہی براؤن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر کار کی رفتار یکلخت تیز کر دی۔

سُرخ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ سڑک ڈھلوانی اور خطرناک تو ویسے بھی تھی لیکن اس وقت پہاڑوں پر شدید بارش ہو رہی تھی اور سڑک پر کسی آبشار کی طرح بہتے ہوئے پانی نے سڑک کو انتہائی خطرناک اور پھسلواں بنا دیا تھا۔ لیکن اس سڑک اور اس ماحول میں ہی سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے اوپر کو چڑھی جا رہی تھی۔ اور کار کے اندر سٹیئرنگ پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان لڑکی نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ اس کے سنہرے بال سُرخ رنگ کے ربن میں بندھے ہوئے تھے اور اس کے جسم پر چھوٹا کوٹ اور چست پتلون تھی۔ کار کی سائیڈ والی سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے دونوں بازو اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے وہ چہرے سے انتہائی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔ کار کی پوزیشن اس قدر خطرناک

تھی کہ ہر قدم پر یوں لگتا تھا جیسے کار ابھی پھسل کر سینکڑوں فٹ
گہرائی میں جا گرے گی اور خاص طور پر تنگ موڑ کاٹتے وقت ا
اس آدمی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل جاتی۔
"خاموش بیٹھو ڈاکٹر! ——— تم میری توجہ بٹا رہے ہو" ——— لڑ
نے ایک موڑ کاٹ کر انتہائی سخت لہجے میں ساتھ بیٹھے ہوئے آد
سے مخاطب ہو کر کہا۔
"فار گاڈ سیک ——— پلیز واپس چلو ——— ہم صحیح سلامت ا
نہیں پہنچ سکتے" ——— ڈاکٹر نے بھنچے بھنچے اور انتہائی خوفزد
لہجے میں کہا۔
"میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے ڈاکٹر! ——— کہ میرا شوہر جان ک
کی حالت میں ہے ——— اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے پہنچنے تک
وہ مر چکا ہو ——— لیکن کم از کم میرے دل میں یہ حسرت تو نہ رہے
گی کہ میں نے اس کے لئے طبی امداد کا بندوبست نہیں کیا" ———
لڑکی نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔
اسی لمحے کار تیزی سے گہرائی کی طرف لپکی لیکن لڑکی نے
بڑی مہارت سے اُسے سنبھال لیا۔ چمکتی ہوئی بجلی کی روشنی میں
ڈاکٹر کا چہرہ کسی لاش کی طرح سفید نظر آ رہا تھا۔
"تت ——— تت ——— تم اُسے کار میں ڈال کر ساتھ لے آتیں"
ڈاکٹر نے بے چین لہجے میں کہا۔
"وہ کار میں ڈالنے کے قابل نہیں رہا تھا ڈاکٹر ——— اس کے
جسم کا گوشت گل رہا تھا" ——— لڑکی نے سپاٹ لہجے میں جواب

دیا اور اسی لمحے اس نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا ایک پہاڑی
چٹان پر ایک چھوٹا سا کاٹیج نظر آنے لگ گیا۔ کاٹیج کی کھڑکیاں
روشن تھیں۔ لڑکی نے کار کا رُخ اسی کاٹیج کی طرف موڑ دیا۔ اور
چند لمحوں بعد کار اس کاٹیج کے آگے کو بڑھے ہوئے گیلری کے
پورشکو میں جا کر رُک گئی۔
کار رکتے ہی لڑکی دروازہ کھول کر نیچے اتری اور پھر
بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی کاٹیج کے اندر بڑھ گئی۔ ڈاکٹر
اسی طرح سائیڈ سیٹ پر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔
چند لمحوں بعد کاٹیج کا دروازہ کھلا اور لڑکی اسی طرح بے تحاشا
دوڑتی ہوئی کار کی طرف آئی۔ اس بار اس کا رُخ ڈاکٹر والی سائیڈ
کی طرف تھا۔ اس نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور ڈاکٹر کو
ایک جھٹکے سے آگے کی طرف جھکا کر اس نے اس کے بازو پر
بندھی ہوئی رسی کھولنا شروع کر دی۔
"وہ ابھی زندہ ہے ڈاکٹر! ——— اور یہ تمہارا پیشہ ورانہ فرض
ہے کہ تم اس کی زندگی بچاؤ ——— تم بعد میں مجھے جو چاہے سزا
دے دینا۔ لیکن مریض کی زندگی بچانا تمہارا فرض ہے" ———
لڑکی نے رسی کھولتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ایک طویل
سانس لے کر رہ گیا۔ وہ پہاڑوں سے نیچے ایک مکان میں رہتا
تھا۔ شدید بارش اور خوفناک طوفان میں جب لڑکی اس کے
پاس پہنچی تھی کہ وہ اس کے ساتھ اوپر پہاڑوں پر مریض دیکھنے
جائے تو ڈاکٹر نے اس موسم میں جانے سے انکار کر دیا۔ لیکن

لڑکی نے اس پر پستول تان لیا اور پھر اس نے پستول کی نال پر ڈاکٹر کو زبردستی لے جانا چاہا۔ لیکن جب ڈاکٹر نے مزاحمت کی تو اس لڑکی نے اسے تھپڑ مار کر نیچے گرایا اور انتہائی پھرتی سے اپنی بیلٹ سے رسی نکال کر اس کے بازو پشت پر باندھے اور پھر اسے تقریباً گھسیٹتی ہوئی کار تک لے آئی اور ڈاکٹر کے احتجاج کے باوجود اس نے اسے کار کی سیٹ پر دھکیلا اور اس کے بعد اندر سے اس کا ایمرجنسی میڈیکل باکس اٹھا کر کار میں ڈالا اور کار چلاتی ہوئی اسے یہاں تک لے آئی تھی۔ ڈاکٹر اکیلا ایک ملازم کے ساتھ رہتا تھا لیکن آج ملازم چھٹی پر تھا۔

"ٹھیک ہے ——— میں اس کا علاج کروں گا" ——— ڈاکٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور جلدی سے اپنے بازو ملتا ہوا کار سے نیچے اتر آیا۔ ظاہر ہے یہاں پہنچ کر وہ انکار بھی نہ کر سکتا تھا۔ ایک تو اس کا پیشہ ورانہ تقاضا اس کے سامنے تھا اور دوسرے اسے یقین تھا کہ اب اگر اس نے انکار کیا تو لڑکی اسے گولی مار دے گی۔

"تھینک یو ڈاکٹر" ——— لڑکی نے کہا اور جلدی سے سیٹ کے نیچے پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور ڈاکٹر کو بازو سے پکڑ کر دوڑتی ہوئی کاٹیج کے اندر داخل ہو گئی۔

ایک راہداری سے گزر کر جب ڈاکٹر ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ کمرہ کسی شاندار لیبارٹری سے کم نہ تھا۔ ہر طرف لیبارٹری کا سامان پھیلا

ہوا تھا۔ فرش پر ایک خوبصورت سا غیر ملکی آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ اس کا جسم ننگا تھا اس نے صرف ایک انڈرویئر پہنا ہوا تھا اور پورے جسم پر آبلے سے پڑے ہوئے تھے۔ جو پھٹ گئے تھے اور ان میں سے سرخ اور پیلے رنگ کا ملا جلا مادہ بہہ کر فرش پر اس کے جسم کے ساتھ اکٹھا ہو رہا تھا۔ نوجوان کا چہرہ تکلیف کی بے پناہ شدت سے تقریباً مسخ ہو چکا تھا۔ لیکن چہرے اور بازوؤں پر کوئی آبلہ نہ تھا۔ نوجوان کا سانس چل رہا تھا لیکن رک رک کر۔

"اس نے کوئی زہریلی چیز کھائی ہے" ——— ڈاکٹر نے نوجوان پر جھکتے ہوئے ساتھ کھڑی لڑکی سے پوچھا۔

"نہیں ڈاکٹر! ——— یہ ایک پتھر پر ریسرچ کر رہا تھا کہ پتھر یکلخت پھٹ گیا اور اس کے ریزے جہاں جہاں لگے وہاں وہاں آبلے پھوٹ پڑے ——— اس کا لباس میں نے اتارا ہے ——— یہ تو فوراً ہی بے ہوش ہو گیا تھا ——— ان ریزوں نے لباس میں ایسے سوراخ کر دیئے تھے جیسے تیزاب لگنے سے ہوتے ہیں" ——— لڑکی نے کہا۔

ڈاکٹر نے ایک لمحے کے لئے غور سے نوجوان کو دیکھا۔ پھر اس نے جلدی سے اپنا ایمرجنسی بیگ کھولا اور اس میں سے مختلف انجکشنز نکال کر اس نے انہیں ایک شیشی میں مکس کیا اور پھر سرنج بھر کر اس نے شیشی میں موجود آدھا محلول نوجوان کے ایک بازو میں اور باقی آدھا اس کے دوسرے بازو میں انجکٹ

کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور انجکشن تیار کیا اور اُسے
نوجوان کی کلائی کی رگ میں لگا دیا۔ تیسرا انجکشن لگانے کے بعد
وہ خاموش بیٹھا نوجوان کو دیکھتا رہا۔

چند لمحوں بعد نوجوان کا رُک رُک کر چلتا ہوا سانس آہستہ آہستہ
بحال ہونے لگ گیا۔ اور پھر اس کے آبلوں میں سے یکلخت
نیلے رنگ کے بلبلے سے پھوٹنے لگے۔

"گڈ"۔۔۔ ڈاکٹر کے منہ سے نکلا اور اس نے جلدی سے
ایک اور انجکشن تیار کیا پھر اُسے بھی دوسری کلائی کی رگ میں
لگا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ بچ گیا ہے مسز۔۔۔" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے
قریب کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسز ورتھا جان۔۔۔ میرے شوہر کا نام جان آرک ہے"۔
لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب اس کے اندر سے زہریلا مادہ باہر نکل رہا ہے۔ اور
جیسے جیسے یہ مادہ باہر نکلے گا۔۔۔ تمہارا شوہر تندرست ہوتا
جائے گا۔۔۔ جب یہ نیلے رنگ کا مادہ نکلنا ختم ہو جائے گا
تب اس کے زخموں پر مرہم لگا دوں گا۔۔۔ اس طرح یہ
بالکل ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر!۔۔۔ یو آر گریٹ۔۔۔ ویری گریٹ۔۔۔ آئی ایم
ویری سوری"۔۔۔ لڑکی نے ڈاکٹر کے قدموں کی طرف
جھکتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ نو بے بی!۔۔۔ گریٹ تو تم ہو۔۔۔ میں تمہاری
ہمت، جرأت اور شوہر سے تمہاری محبت سے بے حد متاثر
ہوا ہوں۔۔۔ اب مجھے اپنے رویے پر شرمندگی ہو رہی ہے
کہ ایک انسان کی جان بچانا میرا فرض تھا۔ لیکن میں نے اپنے
فرض میں کوتاہی کی ہے۔۔۔ یہ شکر ہے کہ تمہارے شوہر کی
حالت خطرے سے باہر ہو گئی ہے۔۔۔ اگر یہ مر چکا ہوتا تو
یقین کرو۔ میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کرتا"۔۔۔ ڈاکٹر نے
بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا اور لڑکی کو بازوؤں سے پکڑ کر اوپر
اٹھا لیا۔

"نہیں ڈاکٹر!۔۔۔ واقعی موسم ایسا تھا کہ اس موسم میں پہاڑوں
پر کار چلانا خودکشی کے مترادف تھا۔۔۔ میں تو بہرحال مجبور
تھی لیکن۔۔۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر!۔۔۔ تم بیٹھو۔ میں تمہارے
لئے کافی بنا کر لاتی ہوں"۔۔۔ لڑکی نے بات بدلتے ہوئے
کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر کو ایک طرف پڑی ہوئی کرسی گھسیٹ
کر اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"لیکن ڈاکٹر!۔۔۔ پلیز یہاں کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔ یہاں
بے شمار انتہائی خطرناک چیزیں موجود ہیں"۔۔۔ لڑکی نے
دروازے کے قریب رکتے ہوئے کہا۔

"ڈونٹ وری بے بی!۔۔۔ میں سمجھتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر نے
سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی دروازے سے باہر نکل
گئی۔ ڈاکٹر اب مریض کے ساتھ ساتھ لیبارٹری میں موجود ہر چیز

کا بغور جائزہ لینے لگا۔ اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ لیبارٹری کسی ماہر معدنیات کی ہے۔ کیونکہ جگہ جگہ عجیب و غریب رنگوں اور ساختوں کے پتھر پڑے تھے۔ الماری میں موجود شیشیوں میں بھی مختلف قسم کے پتھروں کے ٹکڑے، ریت اور مٹی وغیرہ بھری ہوئی تھی۔

ابھی ڈاکٹر یہ سب کچھ دیکھ ہی رہا تھا کہ لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں کافی کی ایک پیالی تھی۔ اس نے پیالی ڈاکٹر کی طرف بڑھادی اور پھر اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔

اب نوجوان کا مسخ شدہ چہرہ صحیح ہوتا جارہا تھا۔ سانس بھی اب ٹھیک ہوگیا تھا۔ اور آبلوں میں سے نکلنے والے نیلے رنگ کے مادے کی مقدار بھی کافی کم ہوگئی تھی۔

"یہ کیسا پتھر تھا مسز ورتھا! — جس نے مسٹر جان آرک کی یہ حالت کی ہے — ؟" ڈاکٹر نے کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اسے آپ نہیں سمجھ سکتے — اس لئے اس کے متعلق بات کرنا ہی فضول ہے" — مسز ورتھا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور ڈاکٹر خاموش ہوگیا۔

کافی ختم کر کے ڈاکٹر نے پیالی واپس ورتھا کو دی اور اُٹھ کر جان آرک پر جھک گیا۔ اس نے اُسے ایک اور انجکشن لگایا اور پھر بیگ سے ایک ٹیوب نکال کر اس میں موجود سفید رنگ کی مرہم اس نے نوجوان کے آبلوں پر لگا کر کپاس سے اُسے اچھی

طرح پھیلا دیا۔ آبلے نوجوان کے سینے اور پیٹ پر ہی تھے اس کے بازو، ٹانگیں اور پشت بچی ہوئی تھی۔

اچھی طرح مرہم لگا کر ڈاکٹر دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسی لمحے جان آرک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"جان! — دیکھو ڈاکٹر نے تمہیں بچا لیا ہے" — لڑکی نے جان آرک پر جھکتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی! — حیرت ہے — لیکن ڈاکٹر اس موسم میں —" جان نے کراہتے ہوئے انداز میں ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے زبردستی اغوا کر کے لائی ہوں" — ورتھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر! — یہ میری بیوی انتہائی جذباتی ہے — اس نے آپ کو تکلیف دی" — جان نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کا چہرہ مکمل طور پر بحال ہو چکا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں — یہ میرا فرض تھا — لیکن ابھی تم نے آرام کرنا ہے" — ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر جان آرک کو بازو سے پکڑ کر اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ڈاکٹر! — بس اچانک ہی سب کچھ ہوگیا" — جان نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو جان" — ورتھا نے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک! — اب مجھے تکلیف کا قطعاً احساس نہیں ہے — مجھے ایک بار پھر ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے" —

جان نے کہا۔

"بس تمہاری زندگی بچ گئی ہے ___ میرے لئے یہی بڑی بات ہے ___ لیکن میرے خیال میں ابھی موسم خراب ہے"۔ ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بے حد خراب ہے ڈاکٹر" ___ ورتھا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اچانک کوٹ کے اندر سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کچھ سمجھتا، ایک دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی ڈاکٹر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ الٹ کر پشت کے بل پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت فرش پر جا گرا۔ اس کی پیشانی میں سوراخ ہو چکا تھا۔ وہ نیچے گرنے تک ختم ہو چکا تھا۔

"اس کی موت ضروری تھی جان! ___ ورنہ ہم سب پر عیاں ہو جاتے اور ہمارے مخالف ہمیں آسانی سے دبوچ لیتے" ___ ورتھا نے بڑے سرد لہجے میں ریوالور کی نال کو پھونک مارتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ورتھا! ___ لیکن کہیں پیچھے اس ڈاکٹر کی تلاش نہ شروع ہو جائے" ___ جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ___ یہ اپنے مکان میں اکیلا تھا ___ اور کسی کو اس کے یہاں آنے کا علم نہیں ہے" ___ ورتھا نے ریوالور واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ اس کی لاش کو اٹھا کر تیزاب کے تالاب میں ڈال دو۔ تاکہ اس کی یہاں موجودگی کا کوئی نشان باقی نہ رہے

ان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ تم جا کر اندر کمرے میں لیٹو ___ میں اس تمام بندوبست کر کے آتی ہوں" ___ ورتھا نے کہا اور جان ہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری سے باہر نکل کر جان اسی راہداری میں آیا اور پھر اس داری کے آخری سرے پر موجود دروازہ کھول کر وہ ایک چھوٹے ے کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک ڈبل بیڈ پڑا ہوا تھا۔ ڈبل بیڈ پر ہ بڑی احتیاط سے پشت کے بل لیٹ گیا۔ چند لمحے وہ خاموش باہر سے آوازیں سننے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے ٹھا اور اس نے بیڈ کے نیچے ہاتھ بڑھا کر کسی چیز کو ٹٹولا۔ چند وں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں ایک چپٹا سا باکس ھا۔ اس نے باکس پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ایچ۔ پی ڈان اٹنڈنگ" ___ چند لمحوں بعد ہی س باکس سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔ بیڈ پر لیٹے ہوئے ن کی نظریں مسلسل دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

"جان آرک بول رہا ہوں ڈان" ___ جان نے آہستہ لہجے ں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے جان! ___ تمہاری آواز میں کچھ دھیما پن ہے" ان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں ___ بس اچانک ایک حادثہ ہو گیا تھا ___ مرتے تے بچا ہوں ___ لیکن تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ میں نے

کے۔ وان کو علیحدہ کرنے کا فارمولا تلاش کر لیا ہے ___ اب
آسانی سے ان پتھروں سے علیحدہ ہو سکتا ہے" ___ جان
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کیا ___ کیا کہہ رہے ہو ___ کے۔ وان کو ان پتھروں
جذب ہونے کے بعد علیحدہ کیا جا سکتا ہے" ___ دوسری ط
سے بولنے والے ڈان کی آواز میں بے پناہ تعجب تھا۔
"ہاں بالکل ___ اسی کی دریافت میں تو یہ حادثہ ہوا تھا
بہرحال میرا خیال درست نکلا ہے ___ اسے علیحدہ کیا جا
ہے ___ تم روسیاہ خفیہ اطلاع بھجوا دو اور اپنی ٹیم کو تیار
جیسے ہی کے۔ وان علیحدہ ہو گا میں اشارہ کر دوں گا۔ تم لوگ چھ
مار دینا" ___ جان نے مدھم لہجے میں کہا۔
"تم نے اچھا کیا اطلاع کر دی ___ ورنہ میں اور جینی کو لینڈ
کیا، روسیاہ والے یہی سمجھتے تھے کہ جذب شدہ معمولی مقدار
علیحدہ نہیں کی جا سکتی ___ بہرحال تم فکر نہ کرو ___ ہم تیار ر
گے" ___ ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"پہلے میں بھی مایوس ہو گیا تھا ___ لیکن اچانک ایک فار
کامیاب ہو گیا ___ گو اس نے مجھے شدید زخمی تو کر دیا ہے
لیکن بہرحال میں کامیاب ہو گیا ہوں" ___ جان نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ___ پھر اب اس کو علیحدہ کرنے اور اپ
ملک لے جانے کا ورتھا نے کیا پروگرام بنایا ہے" ___؟ ڈا

پوچھا۔
علیحدہ کرنے کا کام تو میں چند روز بعد شروع کروں گا ___ باقی
گرام کا علم ورتھا کو ہو گا ___ وہ مجھے کہاں بتاتی ہے۔ بہرحال
وان علیحدہ ہوتے ہی میں اشارہ کر دوں گا۔ اس کے بعد
کام تم نے خود کرنا ہے" ___ جان نے کہا۔
تم اس کی فکر نہ کرو ___ یہ کام ہو جائے گا۔ تم صرف اشارہ کر
___ ڈان نے کہا۔
بس یہ خیال رکھنا کہ ورتھا کو میرے ڈبل ایجنٹ ہونے کا علم
جائے ___ وہ بے حد سفاک عورت ہے۔ وہ ایک لمحے
مجھے گولی مار دے گی" ___ جان نے کہا۔
اسے کیسے پتہ چل سکتا ہے ___ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
ہی کارروائی اس انداز میں کریں گے کہ کسی کو تم پر شک نہ ہو گا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے ___ بہرحال یہ تمہارا کام ہے جس طرح مناسب
کرو ___ میں نے اپنا کام کر دیا ہے" ___ جان نے
دیا۔
فکر نہ کرو جان ___ ارے ہاں ___ ورتھا کیا کر رہی
___؟ ڈان نے چونک کر پوچھا۔
ورتھا لیبارٹری میں ہے ___ اب میں کال بند کر رہا ہوں۔
ہے کہ وہ آنہ جائے" ___ جان نے جلدی سے کہا اور
کا بٹن آف کر کے اس نے جلدی سے اسے بیڈ کے نیچے

واپس اس کی جگہ پہنچا دیا۔
تھوڑی دیر بعد ورتھا دروازے پر نمودار ہوئی۔
"اب کیا حال ہے تمہارا جان" ۔۔۔ ورتھا نے مسکراتے ہو
جان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"اب قدرے بہتر محسوس کر رہا ہوں" ۔۔۔ جان نے جوا
دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے ڈیم نے اطلاع دی ہے کہ جینی کولینز اور اس
ساتھیوں کو دارالحکومت میں دیکھا گیا ہے ۔۔۔ انہوں
یہاں ہوٹل شبستان میں ڈیرہ ڈالا ہوا ہے اور انہوں نے
ایک میجک شو بھی کیا ہے ۔۔۔ اور پھر وہ سب اس ہوٹل
مالک نواب شہر یار خان کی حویلی میں مہمان بن کر گئے ہیں
یہ بھی پتہ چلا ہے کہ نواب شہر یار خان انہی پہاڑیوں کے
طرف ایک بڑی حویلی میں رہتا ہے ۔۔۔ بہت بڑا جاگیر
اور سنکی سا آدمی ہے ۔ اس کی ایک بیٹی بھی ہے"
نے سنجیدہ لہجے میں جان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اوہ ! ۔۔۔ یہ اطلاع تو بے حد اہم ہے ۔۔۔ جینی
کا ایسے موقع پر یہاں ٹپکنا ۔۔۔ اور پھر ان پہاڑیوں کے
میں کسی جاگیر دار کا مہمان بننا ۔۔۔ یہ سب باتیں بتا رہی
وہ کسی خاص چکر میں ہے" ۔۔۔ جان نے بھی سنجیدہ
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"وہ لازماً ہمارے چکر میں آئی ہے ۔ ورنہ ان پہاڑیوں

عقب میں نہ آتی ۔۔۔ لیکن اسے ہماری یہاں موجودگی کا علم کیسے
ہوا ۔ یہ ایک عجیب بات ہے ۔۔۔ اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جن
پہاڑیوں پر ہم کام کر رہے ہیں اس سے ملحقہ علاقے کا جاگیر دار
سنٹرل انٹیلی جنس کا سربراہ سر رحمان ہے ۔۔۔ نواب شہر یار خان
اور سر رحمان تکر کے جاگیر دار ہیں ۔۔۔ البتہ نواب شہر یار خان اپنی
جاگیر پر رہتا ہے ۔۔۔ جب کہ سر رحمان دارالحکومت میں رہتا
ہے ۔ یہاں جاگیر پر ان کے ملازم رہتے ہیں" ۔۔۔ ورتھا
نے کہا۔
"ہوں ! ۔۔۔ تمہارا اندازہ درست ہو سکتا ہے کہ جینی کو بھی
کے ۔ ون کی سن گن پڑ گئی ہے ۔۔۔ وہ بھی یقیناً اسی چکر میں
یہاں آئی ہو گی ۔۔۔ لیکن اسے اطلاع کس طرح ملی ۔۔۔ ؟ یہ
واقعی سوچنے والی بات ہے" ۔۔۔ جان نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کوئی غدار موجود ہے۔ اس
نے یقیناً ہماری کوششوں کی رپورٹ پہنچا دی ہو گی ۔۔۔ ہو سکتا
ہے کہ ہماری یہ لیبارٹری ان کی نگاہوں میں ہو" ۔۔۔ ورتھا نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"نہیں ورتھا ! ۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے ۔ اس لیبارٹری
کی تفصیلات کے بارے میں تو سوائے میرے اور تمہارے اور کوئی
شخص بھی واقف نہیں ہے" ۔۔۔ جان نے جواب دیا۔
"بہر حال ٹھیک ہے ۔۔۔ اگر وہ ہمارے راستے میں آئی تو

پھر اس کا خاتمہ ضروری ہو جائے گا" ——— ورتھا نے انتہائی
کرخت لہجے میں کہا۔
"یہ جینی کولینز درحقیقت کون ہے ورتھا" ——— جان نے
ورتھا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"بظاہر وہ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہے۔ لیکن دراصل
اس کے تعلقات کے۔جی۔بی سے بھی ہیں ——— وہ ڈبل ایجنٹ
ہے ——— انتہائی چالاک۔ عیار اور خطرناک ایجنٹ ہے" ———
ورتھا نے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"اوہ ——— اگر وہ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہے تو تم بھی تو
سوئٹزرلینڈ کی ایجنٹ ہو ——— تم نے اسے ٹریس کیوں نہیں
کیا ——— تم سرکاری طور پر ایسا کر سکتی ہو" ——— جان نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔
"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے جان ——— یہ پیچیدہ مسائل
ہیں ——— تم انہیں مجھ پر چھوڑ دو اور صرف اپنے کام پر توجہ
رکھو ——— کے۔ون کو پتھروں سے علیحدہ کرنے کا فارمولا تم نے
بہرحال ایجاد کر لیا ہے ——— یہ ہمارے لئے بڑی خوشی کی بات
ہے ——— لیکن یہ فارمولا کیا ہے۔ مجھے تفصیل سے بتاؤ" ———
ورتھا کا لہجہ خشک تھا۔
"اب تجربہ تو تمہارے سامنے ہوا ہے ——— آرکس پوائنٹ
تھری اسے پھاڑ دیتا ہے ——— اس لئے آرکس پوائنٹ ٹو کا
سپرے اس پر کیا جائے اور اس کے بعد اس پر الیون سکس بی

سپرے کر دیا جائے تو کے۔ون آسانی سے علیحدہ ہو جائے گا" ———
جان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے یہ فارمولا کے۔جی۔بی تک نہیں
پہنچایا ——— ؟" ورتھا نے بغور جان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
سرد لہجے میں کہا۔
"تم نے یہ کیسے سوچا کہ میں ایسا کر سکتا ہوں" ——— جان نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس لئے کہ تم نے روسیاہ والوں کو اس سارے پروجیکٹ
کی اطلاع دی ہے ——— اور ابھی تمہاری ڈان سے ہونے
والی گفتگو میں دروازے سے باہر کھڑی سن چکی ہوں ——— گو
اس گفتگو میں تم نے ڈان کو فارمولا نہیں بتایا لیکن بہرحال تم
غدار ہو ——— اور میں غداروں کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت
نہیں کر سکتی" ——— ورتھا نے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔
"کک ——— کک ——— کیا کہہ رہی ہو" ——— جان بری طرح
بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔
"مسٹر جان آرک! ——— میں تمہارے ناز نخرے اٹھانے
اور تمہاری بیوی تک پہنچنے کے لئے اس لئے اب تک مجبور تھی کہ
تمہارے علاوہ اور کوئی آدمی اس قابل نہ تھا کہ کے۔ون تلاش
کر کے اسے پہچان سکے۔ اسے نکالے اور سنبھالنے کے تجربات
کر سکے ——— لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم بھی ڈبل ایجنٹ ہو ———
تمہارا تعلق کے۔جی۔بی سے ہے ——— میرے پاس تمہاری اس

گفتگو کی ٹیپ موجود ہے جس میں تم نے یہاں لیبارٹری بنانے
اور کے۔ وِن کی تلاش کے بارے میں ہمارے تمام پروجیکٹ کی
تفصیلات کے۔ جی۔ بی کو سپیشل کوڈ میں دی تھیں ــــ تمہاری
جو گفتگو جینی کو لینیز سے ہوئی وہ بھی میرے پاس ریکارڈ ہے۔
تم ورتھا کو ایک عام ایجنٹ سمجھ رہے تھے۔ لیکن تمہیں شاید
معلوم نہیں کہ میں ایکریمیا کی ٹاپ سپر ایجنٹ بھی ہوں اور میرا نمبر
تھری وِن وِن ہے" ــــ ورتھا کے لہجے میں انتہائی سختی
تھی اور جان آرک کی آنکھیں بری طرح پھیل گئی تھیں۔

"تت ــ تت ــ تم ورتھا ــ تم ــ تمہیں یہ ــ"
جان آرک بری طرح بوکھلایا ہوا تھا۔

"ہاں! ــ مجھے سب کچھ معلوم تھا ــ لمحہ لمحہ کی رپورٹ
میرے پاس موجود ہے ــ میں نے خفیہ طور پر یہاں ایسے
انتظامات کر لئے تھے اور یہ بھی سُن لو کہ میں اپنی جان پر
کھیل کر اس ڈاکٹر کو تمہارے علاج کے لئے یہاں لے آئی تھی
اس لئے نہیں کہ مجھے تم سے محبت تھی ــ بلکہ میں صرف تم
سے یہی پوچھنا چاہتی تھی کہ تمہارے ذہن میں کے۔ وِن علیحدہ
کرنے کے لئے کیا پلان ہے۔ کیونکہ میں اسے پوری طرح سمجھ
نہ سکی تھی ــ اور اب میں نے تسلی کر لی ہے۔ اس لئے اب
تم فارغ" ــــ ورتھا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے
ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار پھر دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی جان
حلق سے چیخ نکلی اور الٹ کر بیڈ پہ گرا۔ اسے بھی گولی لگی۔

کے درمیان پڑی تھی۔ شاید جان آرک کے تصور میں بھی نہ تھا کہ
اس کے سامنے بچہ سمجھی جانے والی ورتھا دراصل اس قدر
خوفناک عورت ہوگی۔

"میں اپنی راہ میں حائل ہونے والی ہر رکاوٹ کو ایک لمحہ
ضائع کئے بغیر دور کر دینے کی عادی ہوں مسٹر جان آرک" ــــ
ورتھا نے پھونک مار کر ریوالور کی نال سے نکلنے والی دھوئیں کی
لکیر کو فضا میں پھیلایا اور پھر تیزی سے واپس مڑی اور پھر اس
کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی دوبارہ لیبارٹری میں
گئی۔ اس نے جلدی سے لکڑی کی بنی ہوئی ایک بڑی الماری کو
ایک سائیڈ میں کھسکایا اور اس کے پیچھے لکڑی کی دیوار اور الماری
کی پشت کے درمیان رکھے ہوئے ایک سرخ رنگ کے گتے کی شیٹ
باہر نکال لی اور پھر اس شیٹ کو درمیان سے توڑ کر دو کیا۔ اس
گتے پر پہلے سے ایسے نشانات موجود تھے جو ظاہر کرتے تھے
کہ انہیں آسانی سے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے۔ پھر ان دو ٹکڑوں
کو اس نے مزید دو دو ٹکڑوں میں تبدیل کیا۔ اس طرح شیٹ
چار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی تو اس نے ایک ٹکڑا لیبارٹری میں
موجود لکڑی کی میز پر رکھا اور تیزی سے اس کا ایک کونا چٹکی سے
مروڑا اور پھر اس گتے کے اوپر چپی ہوئی سٹکر نما شیٹ علیحدہ کی
اندر سے گتے کا رنگ زرد تھا۔ پھر دوسرے ٹکڑے اٹھا کر وہ
لیبارٹری سے باہر نکلی اور اس نے ایک ٹکڑا بیڈ روم میں، ایک
ڈرائینگ روم میں اور چوتھا ٹکڑا اس نے ایک اور کمرے میں رکھا۔

ان پر موجود تیلی شیٹیں ہٹائیں اور خود تیزی سے دوڑتی ہوئی کاٹیج سے باہر نکل آئی۔ باہر اس کی سرخ رنگ کی کار موجود تھی۔ کار کا دروازہ کھول کر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ بارش کا زور اگرچہ ٹوٹ گیا تھا لیکن بارش بہرحال جاری تھی۔ ورتھا نے تیزی سے کار بیک کی اور پھر اسے موڑ کر واپس مین روڈ کی طرف بڑھنے لگی۔

مین روڈ پر پہنچ کر اس نے کار کا رخ نیچے کی طرف کیا اور روک کر اس کے ڈیش بورڈ کو کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر وہ کار سے باہر نکل آئی۔ اس نے ڈبے پر موجود مختلف بٹن دبائے تو ڈبے میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اس کی نظریں سامنے موجود کاٹیج پر جم گئیں۔

وہ چند لمحوں تک خاموش کھڑی کاٹیج کو دیکھتی رہی جس کی کھڑکیوں سے اب بھی روشنی باہر جھانک رہی تھی اور پھر اس نے ڈبے کے کونے میں موجود سرخ رنگ کے بٹن کو انگوٹھے سے پریس کر دیا۔ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ڈبے میں سے نکلنے والی آواز بند ہو گئی۔ اور اس نے ڈبہ ایک طرف پہاڑی چٹانوں میں اچھال دیا۔ اب وہ خاموش کھڑی کاٹیج کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور پھر چند لمحے مزید گذرے تھے کہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

کاٹیج میں سے اب آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اور پھر

دیکھتے ہی دیکھتے ان شعلوں نے پورے کاٹیج کو ڈھانپ لیا۔ اوپر سے بارش مسلسل جاری تھی۔ لیکن آگ بجھنے کی بجائے لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور کاٹیج اب دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے ہی پورا کاٹیج جل کر ڈھیر ہونے لگا۔

اور پھر ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور جلتا ہوا کاٹیج یکلخت فضا میں اچھلا اور پھر اس کا جلتا ہوا ملبہ اِدھر اُدھر چٹانوں میں پھیلتا چلا گیا۔ ورتھا بڑے مطمئن انداز میں دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔

"صبح تک یہاں کسی چیز کا نام و نشان تک نہ ہو گا ———— نہ لاشوں کا ——— نہ جلنے کا ——— بس چٹانیں ہی چٹانیں ہوں گی"۔ ورتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار ——— کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

عمران بانو کے ساتھ چلتا ہوا حویلی کی لمبی، چوڑی اور شاہانہ انداز میں سجی ہوئی راہداری سے گذر کر ایک بڑے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔

یہ ڈائننگ ہال انتہائی وسیع و عریض تھا۔ جس کے درمیان میں ایک جہازی سائز کی ڈائننگ ٹیبل موجود تھی۔ یہ ڈائننگ ٹیبل عام سائز سے تقریباً چھ گنا بڑی تھی اور کم از کم تیس کرسیوں کی تھی۔ ہال میں روشنیاں مدھم تھیں اور ڈائننگ ٹیبل پر خوبصورت اور منقش پیالوں میں اونچی اور بڑی بڑی شمعیں روشن تھیں جس کی وجہ سے ماحول بڑا قدیم اور رومانٹک ہو گیا تھا۔

نواب شہریار خان ایک سائیڈ پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک سائیڈ پہ ایک نوجوان آدمی جس نے سر پر پگڑی پہنی ہوئی تھی بیٹھا تھا۔ اور اس کے قریباً چھ ساتھی ترتیب میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ان چھ ساتھیوں میں دو غیر ملکی لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک لڑکی پروفیسر کے بالکل ساتھ اور دوسری سب سے آخر میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ میری بیٹی بانو ہے ـــــ اور یہ ہمارا مہمان عمران ہے میرے پرانے دوست سر رحمان کا بیٹا علی عمران ـــــ جس طرح آپ لوگ یہاں پہلی بار آئے ہیں ـــــ اسی طرح اتفاق سے یہ بھی پہلی بار آیا ہے" ـــــ نواب شہریار خان نے بانو اور عمران کا تعارف اس غیر ملکی لڑکی سے کراتے ہوئے کہا۔

"یہ پروفیسر اے۔ بی۔ سی ہیں ـــــ شعبدہ بازی کے ماہر ـــــ اور یہ ان کی دوست ـــــ کیا نام بتایا تھا ذرا مشکل سا نام ہے" ـــــ نواب شہریار خان نے کہا۔

"جینی کولینز جناب" ـــــ لڑکی نے خود ہی اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں جینی کولینز ـــــ اور باقی پروفیسر کے ماتحت ہیں" ـــــ نواب شہریار خان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بانو اور عمران رسمی فقرے کہہ کر میز کی دوسری سائیڈ پر بیٹھ گئے۔

عمران نے مارک کیا کہ جینی کولینز کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں جبکہ عمران کے چہرے پر ایسی شرماہٹ اور بوکھلاہٹ تھی جیسے کوئی انتہائی پردہ دار لڑکی کو اچانک برقعہ اتروا کر مردوں کی محفل میں لا کر بٹھا دیا گیا ہو۔ وہ بری طرح شرمانے کی بھرپور اداکاری کر رہا تھا۔

"یہ عمران صاحب تو لڑکیوں کی طرح شرما رہے ہیں" ـــــ اچانک

جیبنی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور عمران کا چہرہ شرم سے اور زیادہ سرخ ہو گیا اور اس نے نظریں جھکا لیں۔

"کمال ہے — ابھی تو تم اچھے بھلے تھے — خوب اونچی اونچی باتیں کر رہے تھے" — بانو نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم — مم — مجھے — بب — بب — بازو — نظر آ رہے ہیں — اور اماں بی کہتی ہیں کہ ننگے بازو دیکھنے سے گناہ ہوتا ہے" — عمران نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ننگے بازو! — کیا مطلب" — ؟ نواب شہریار خان اور بانو بیک آواز ہو کر بولے۔

"ان مم — مم — محترمہ کے — سفید سفید ننگے —" عمران نے جیبنی کی طرف اشارہ کر کے دوبارہ نظریں جھکا لیں اور بانو اور نواب شہریار خان سمیت سب ہنس پڑے۔

"کیا بکواس ہے یہ — یہ تو ان کا لباس ہے" — بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لباس! — تو کیا یہ ننگے نہیں ہیں — کمال ہے۔ بالکل انسانی کھال جیسا لباس — حیرت ہے" — عمران نے اس طرح چونک کر حیرت سے سامنے بیٹھی جیبنی کے بازوؤں کو گھورتے ہوئے کہا کہ جیبنی کی ہنسی نکل گئی۔

"یہ لباس نہیں — واقعی ننگے ہیں یہ" — جیبنی نے کہا۔

"ارے دیکھا — میں نے کہا نہیں تھا — اللہ توبہ — اللہ میاں معاف کرنا — دوزخ میں نہ ڈالنا — میرا کوئی قصور نہیں ہے" — عمران نے جیبنی کا فقرہ سنتے ہی انتہائی بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا اور پھر جلدی سے جھک کر میز پر ناک رگڑنا شروع کر دی۔

"یہ کیا حماقت ہے عمران! — سیدھے ہو کر بیٹھو — تم ہمارے مہمان ہو" — نواب شہریار خان کو اس بار واقعی غصہ آ گیا تھا۔

"حماقت نہیں نواب صاحب! — گناہ — دوزخ کے فرشتے کوڑے مارتے ہیں — سچی اماں بی کہتی ہیں" — عمران نے جواب دیا۔

"بانو! — اسے سمجھاؤ — یہ ہماری توہین کر رہا ہے اور ہم بار بار توہین برداشت نہیں کر سکتے" — نواب شہریار خان نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران! — تم نے کبھی شعبدہ بازی دیکھی ہے" — بانو نے موضوع بدلنے کی خاطر کہا۔

"ہاں — کئی بار" — عمران نے یکلخت سیدھا ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں دیکھی ہے" — ؟ بانو نے چونک کر پوچھا۔

"میرا باورچی ہے رانا سلیمان پاشا — وہ بڑا شوقین ہے میں اسے گرم مصالحہ لینے کے لئے بھیجتا ہوں — اور وہ لے آتا

ہے شعبدہ ــــ میں اسے کہتا ہوں کہ جا کر مونگ کی دال لے آؤ مگر جب وہ واپس آتا ہے تو اس کی بغل میں شعبدہ ہوتا ہے اور پھر چاہے میں بھوکا مر جاؤں ــــ اس کی بازی ہی ختم نہیں ہوتی" ــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے ــــ کیا تم ہمارے مہمان پروفیسر کا مذاق اڑا رہے ہو" ــــ نواب شہریار خان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"مہمان پروفیسر کا مذاق ــــ ارے نہیں نواب صاحب! میں سچ کہہ رہا ہوں ــــ اسے بڑی علت ہے اس شعبدہ بازی کی ــــ میں تو تنگ آ گیا ہوں ــــ سارے فلیٹ میں وہ شعبدے ہی شعبدے پھرتے رہتے ہیں غٹرغوں کرتے ــــ ہر جگہ خراب کر دیتے ہیں ــــ لیکن وہ باز ہی نہیں آتا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شعبدے غٹرغوں کرتے ہیں ــــ کیا مطلب" ــــ؟ اس بار پروفیسر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے غٹرغوں ہی کر سکتے ہیں جو زبان اللہ میاں نے انہیں دی ہے ــــ اب وہ فارسی تو بولنے سے رہے" ــــ عمران نے اس طرح کہا جیسے پروفیسر کی جہالت پر اسے رونا آ رہا ہو۔

"کیا تم کبوتروں کی بات کر رہے ہو" ــــ؟ اس بار بانو نے کہا۔

"کبوتر ــــ ہاں تم انہیں کبوتر بھی کہہ سکتی ہو ــــ لیکن میرا باورچی آغا سلیمان پاشا انہیں شعبدہ کہتا ہے ــــ وہ آسمان پر پلٹنیاں کھاتے ہیں ــــ یکلخت پر سمیٹ کر گرتے ہیں جیسے مر گئے ہوں ــــ پھر قلابازیاں کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ واقعی شعبدے ہیں ــــ لیکن میری بھوک ــــ بس مجھے اسی بات سے چڑ ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار بانو اس طرح ہنسی کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"بانو! ــــ کیا اس احمق کے ساتھ تم بھی احمق بن گئی ہو ــــ میں سر رحمان سے بات کروں گا ــــ اسے تو پاگل خانے میں ہونا چاہیے" ــــ نواب شہریار خان نے اپنی بیٹی بانو کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی کو کہنے کی کیا ضرورت ہے ــــ وہ تو یہاں اب بھی وہیں موجود ہوں" ــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور نواب شہریار خاں کا چہرہ یکلخت سیاہ پڑ گیا وہ اچانک اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں مر گئے تم اسلم ــــ طالب! ــــ سب لوگ آؤ۔ جلدی سے آؤ اور اسے اٹھا کر حویلی سے باہر پھینک آؤ ــــ ورنہ میں اسے گولی مار دوں گا" ــــ نواب شہریار خان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے ہال کے دروازوں سے دس بارہ قوی ہیکل نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"اباجان! — پلیز آپ ان کی باتوں کا خیال نہ کریں — یہ معصوم سے آدمی ہیں — پلیز کھانا شروع کیجئے" — بانو نے بےتکلفت مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں — میں اب اس احمق کو مزید برداشت نہیں کرسکتا" — نواب شہریار خان نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل بالکل نواب صاحب! — احمقوں کو برداشت نہیں کیا جاسکتا — آپ بالکل درست فرما رہے ہیں" — عمران نے خود ہی نواب شہریار خان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"سنو! — آخری دفعہ معاف کر رہا ہوں — اب اگر تم نے کوئی احمقانہ حرکت کی تو اس بار گولی مار دوں گا" — نواب شہریار خان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور دروازے سے اندر آنے والے افراد کو ہاتھ کے اشارے سے واپس جانے کا کہہ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

"کھانا لگاؤ" — بانو نے ان کے بیٹھتے ہی اونچی آواز میں ایک سائیڈ پر کھڑے باوردی بیروں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تیزی سے حرکت میں آگئے اور میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"آپ کے والد کیا کام کرتے ہیں" — ؟ اچانک سامنے بیٹھی جینی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرے والد — مم مگر وہ تو بوڑھے ہیں — یقین نہ آئے تو نواب صاحب سے پوچھ لیجئے" — عمران نے چونک

کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان کی عمر تو نہیں پوچھی — کام پوچھا ہے" — جینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑے سخت مزاج آدمی ہیں — ان کا تو کام ہی مجھے اور سوپر فیاض کو ڈانٹنا ہے — لیکن ایک بات ہے۔ اماں بی کے سامنے بالکل بھیگی بلی بنے رہتے ہیں" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران! — وہ تمہارے اباجان کے متعلق پوچھ رہی ہیں کہ کیا کام کرتے ہیں" — بانو نے اس بار عمران کو باقاعدہ سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو بتایا ہے کہ وہ بوڑھے ہیں — سخت مزاج ہیں اور پھر ابھی تک اماں بی بھی زندہ ہیں اور وہ ان کے سامنے بھیگی بلی بنے رہتے ہیں — اس لئے ظاہر ہے کہ ان کا کوئی سکوپ نہیں بنتا" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سکوپ — کیا مطلب" — ؟ جینی نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

نواب شہریار خان توقع کے خلاف خاموش بیٹھے ہوئے تھے شاید اب انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ عمران سے کوئی بات ہی نہ کی جائے۔

"آپ اسی لئے پوچھ رہی ہیں کہ اگر ان کا کام اچھا ہے تو آپ ان سے رشتہ مناکحت قائم کرلیں — لیکن سوری! اماں بی نے

اتنی جوتیاں ماری ہیں کہ آپ کے سر پر ایک بال بھی نہ رہے گا۔
ڈیڈی تو ویسے ہی آدھے سے زیادہ گنجے ہو چکے ہیں"۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو تم اس چکر میں ہو"۔۔۔ بانو نے یکلخت بری
طرح ہنستے ہوئے کہا اور جلینی حیرت سے بانو کو ہنستا دیکھنے لگی۔
اب ظاہر ہے اسے رشتہ مناکحت جیسے ثقیل الفاظ کے معنی بھلا کہاں
سمجھ میں آنے تھے۔

"یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ان کے والد کا کام اس لئے پوچھ
رہی ہیں کہ آپ ان سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ رشتہ مناکحت
شادی کو کہتے ہیں"۔۔۔ بانو نے ہنستے ہوئے وضاحت کی۔

"ارے میں کروں گی ان سے رشتہ ۔۔۔ واہ! یہاں کے لوگ
بھی کس قدر خوش فہم ہوتے ہیں"۔۔۔ جلینی نے بری طرح
ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ ان کا کام کیوں پوچھ رہی ہیں ۔۔۔ ہمارے ہاں آ
جب رشتہ طے ہونے لگتا ہے تو سب سے پہلے یہی پوچھا
جاتا ہے کہ لڑکا کیا کام کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا اور جلینی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ انسان ہیں"۔۔۔ جلینی نے
ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھا بانو! ۔۔۔ یہ بھی مجھے دلچسپ کہہ رہی ہیں ۔۔۔ کیا
خیال ہے ۔۔۔ بھیجوں تو پریہ کو ۔۔۔ شاید کام بن جائے"۔۔۔ عمران

نے پاس بیٹھی بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو ۔۔۔ ورنہ ابا جان کو پھر غصہ آجائے گا"۔۔۔ بانو
نے اسے تقریباً ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو نواب صاحب خود ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ اس
عمر میں ۔۔۔ مبارک ہو نواب صاحب"۔۔۔ عمران نے چونک
کر حیرت بھرے انداز میں پہلے نواب صاحب کی طرف دیکھا اور پھر
مبارک دینا شروع کر دی۔

بانو کا تو ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔

"میں یہاں نہیں بیٹھ سکتا ۔۔۔ آپ لوگ کھانا کھائیں ۔۔۔ بانو!
میرا کھانا میرے کمرے میں بھجوا دو ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ جب تک یہ
احمق حویلی میں ہے تم بھی میرے پاس نہ آنا"۔۔۔ نواب صاحب
نے غصے سے دہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے پیر پٹختے ہوئے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"چلو اچھا ہوا ۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں خس کم ۔۔۔ اوہ سوری!
نواب کم ۔۔۔ ارے ارے توبہ توبہ ۔۔۔ یہ محاورے بھی بڑے
غلط ہیں ۔۔۔ پتہ نہیں کون جاہل بناتا ہے یہ محاورے ۔۔۔
عمران نے بے اختیار اپنے دونوں گال پیٹتے ہوئے کہا۔

"تم محاوروں کو چھوڑو ۔۔۔ کھانا کھاؤ۔ تاکہ مہمان بھی شروع
کریں ۔۔۔ جی شروع کیجئے پلیز"۔۔۔ بانو نے پروفیسر اور
جلینی وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب کھانا کھانے میں
مصروف ہو گئے۔

"پروفیسر! — آپ کا نام اے۔ بی۔ سی ہے یا ڈی۔ ای۔ ایف ہے" — عمران نے اچانک پروفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام اے۔ بی۔ سی ہے — الیگزینڈر بوتھم کاؤس" — پروفیسر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلو اچھا ہے بڑا مشکل نام تھا — یہ اے۔ بی۔ سی ٹھیک ہے — لیکن ایک بات ہے — اس سے بانو یہ بھی سمجھ سکتی ہے کہ آپ کو شعبدہ بازی کی صرف اے۔ بی۔ سی ہی آتی ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں — جب میں محترمہ بانو کو اپنا شو دکھاؤں گا تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ ان کے سامنے ماہر ترین آدمی موجود ہے — میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہوں" — پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ طوطے کو کوا بنا سکتے ہیں" — عمران نے کہا۔

"تم طوطے کو کوا بنانے کی بات کر رہے ہو — ابا جان نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بکرا بنا دیا تھا — اور ایک عورت کو سیاہ بلی بنا دیا تھا" — بانو نے پروفیسر کے جواب دینے سے پہلے کہا۔

"اچھا — کمال ہے — پھر تو مسئلہ حل ہو گیا" — عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مسئلہ" — اس بار جینی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بڑا معمولی سا مسئلہ تھا میرا — یہ تو شکر ہے کہ مجھے پروفیسر

اے۔ بی۔ سی مل گئے ہیں — آپ پلیز ایسا کریں کہ مجھے شیر کی طرح بہادر بنا دیں — دراصل بات یہ ہے کہ لڑکیوں سے بات کرتے ہوئے مجھے اتنی شرم آتی ہے کہ میں ہکلانے لگتا ہوں — اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تک کنوارہ پھر رہا ہوں" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"شیر کی طرح بہادر نہیں — بلکہ آپ کو شیر ہی بنا سکتا ہوں" — پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ عمران ایک احمق سا نوجوان ہے

"اصل شیر — لاحول ولا — پھر تو مجھے کوئی شیرنی ہی ڈھونڈنی پڑے گی — اور میں نے سنا ہے کہ شیرنیاں بڑی ظالم ہوتی ہیں — چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہیں" — عمران نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر بانو سمیت سب ہنسنے لگے۔

اسی لمحے نواب شہریار خان دوبارہ ہال میں داخل ہوئے۔

"ابھی آپ لوگوں نے کھانا ختم نہیں کیا — اور عمران! میں نے ابھی سر رحمان کو فون کیا ہے — وہ تمہیں فوراً دارالحکومت بلا رہے ہیں" — نواب شہریار خان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے! — کیوں، ڈیڈی نے کوئی رشتہ دیکھ رکھا ہو گا۔ آپ پلیز انہیں کہہ دیں کہ تھوڑا انتظار کریں — میں نے پروفیسر سے درخواست کی ہے کہ وہ مجھے شیر کی طرح بہادر بنا دیں۔ اس

کے بعد جاؤں گا ۔۔۔۔ ورنہ پھر وہی ڈرامہ ہوگا کہ لڑکی کو دیکھتے ہی
میں ہکلانے لگوں گا ۔۔۔۔ اور ڈیڈی مجھے جوتیاں مار کر نکال دیں
گے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب ۔۔۔۔ کیا میں تمہارا ملازم ہوں کہ تمہارے پیغام
پہنچا رہا ہوں" ۔۔۔۔ نواب شہریار خان ایک بار پھر اکھڑ گئے۔
"چلو میرے نہ سہی ۔۔۔۔ ڈیڈی کے سہی ۔۔۔۔ ان کا پیغام تو
آپ لے ہی آئے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔
"تت ۔۔۔ تم ۔۔۔ جاہل ۔۔۔ احمق ۔۔۔ بدتمیز ۔۔۔۔ تمہیں بات
کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے ۔۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ میری نظروں
سے ۔۔۔۔ میں کہتا ہوں ابھی نکل جاؤ ۔۔۔۔ ابھی اسی وقت"
اس بار واقعی نواب صاحب ہتھے سے اکھڑ گئے تھے۔
"ٹھیک ہے نواب صاحب ۔۔۔۔ میں چلا جاتا ہوں ۔۔۔ اگر
آپ پروفیسر کا شو کیلئے ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے
دیکھ لیں ۔۔۔۔ میں اپنے ڈیرے پر پروفیسر کا شو کراؤں گا۔ آپ
سے ڈبل رقم دے کر ۔۔۔۔ آخر میں بھی جاگیردار کا بیٹا ہوں ۔۔۔۔
کوئی معمولی آدمی تو نہیں ہوں ۔۔۔۔ اب یہ اور بات ہے کہ
ڈیڈی آپ کی طرح صرف جاگیرداری نہیں کرتے ۔۔۔۔ بلکہ سنٹرل
انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل بھی ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کرسی
سے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں جواب دیا اور اس نے سر رحمان
کا عہدہ بتاتے ہوئے خاص طور پر جینی کی طرف دیکھا تھا اور جس

طرح جینی چونکی تھی اسے دیکھ کر عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔
اس کا مقصد حل ہو چکا تھا۔
"نکل جاؤ ۔۔۔۔ تم جو کچھ بھی ہو۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ"۔
نواب شہریار خان نے اور زیادہ پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اس بار
بانو خاموش بیٹھی رہی۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کے مزاج کو اچھی
طرح پہچانتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر اس نے کوئی بات
کی تو نواب صاحب اور اکھڑ جائیں گے۔
"او۔ کے ۔۔۔ خدا حافظ" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے ٹھنڈے لہجے
میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن
دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ تیزی سے مڑا۔
"ایک بات یاد رکھئے نواب صاحب ۔۔۔۔ میں اب دوبارہ
آؤں گا تو ڈیڈی اور اماں بی کو ساتھ لے کر آؤں گا اور اس
وقت اگر آپ نے انکار کیا تو ۔۔۔۔" عمران نے کہا اور تیزی
سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ لیکن آگے بڑھنے کی بجائے
وہیں دروازے کے قریب ہی رک گیا۔
"کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ یہ کیا کہہ رہا تھا احمق" ۔۔۔۔
نواب شہریار خان نے حیرت بھرے انداز میں بانو کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔
"مم ۔۔۔ میں کیا بتا سکتی ہوں" ۔۔۔۔ بانو نے بے اختیار
شرماتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کر اسی دروازے کی طرف
بڑھ گئی جدھر سے عمران گیا تھا۔

"اچھا تو یہ بات ہے ـــــ یہ رشتے کی بات کر گیا ہے میں اس احمق سے اپنی بیٹی کا رشتہ کروں گا ـــــ اس سے نانسنس" ـــــ نواب صاحب نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

بانو شرما کر تیزی سے چلتی ہوئی جیسے ہی دروازے کے باہر آئی، عمران جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ بانو تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتی گئی۔ عمران آہستہ سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ راہداری میں بچھے ہوئے دبیز قالین کی وجہ سے اس کے قدموں کی چاپ سنائی نہ دے رہی تھی اس لئے بانو کو اس کے اپنے پیچھے آنے کی آہٹ بالکل محسوس نہ ہوئی۔

بانو حویلی سے نکل کر حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی جیسے وہ عمران کو تلاش کر رہی ہو۔

"میں یہاں ہوں مس بانو" ـــــ عمران نے اچانک قریب آتے ہوئے کہا اور بانو تیزی سے مڑی۔

"تم ـــــ تم ابھی تک یہاں ہو ـــــ جب ابا جان نے کہہ دیا تو پھر تم یہاں کیوں موجود ہو" ـــــ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اباجان کی بات تو تم نے سن لی تھی ـــــ میری بات بھی سنی تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ! ـــــ اپنی شکل دیکھی ہے ـــــ خبردار! اگر آئندہ ایسی بات سوچی بھی تو میں اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گی" ـــــ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا ـــــ میں شہید محبت کہلاؤں گا" ـــــ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں جیسے لہجے میں کہا۔

"تو تم باز نہیں آؤ گے" ـــــ بانو نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"باز! ـــــ چلو باز بھی ساتھ لے آؤں گا ـــــ پھر ہم اکٹھے شکار کھیلیں گے ـــــ میں باز اڑا دوں گا۔ تم تیتر پکڑنا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ـــــ مجھے ایسی باتیں ہرگز پسند نہیں ہیں۔ میں صرف اس لئے تمہیں برداشت کر رہی ہوں کہ تم ابا جان کے دوست کے بیٹے ہو" ـــــ بانو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں بھی تو اسی لئے ساری باتیں کہہ رہا ہوں ـــــ ورنہ وہ جینی ـــــ وہ بھی تو اچھی خاصی ہے" ـــــ عمران نے بھی جواب میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ تو تم اب جینی پر نظریں رکھے ہوئے ہو" ـــــ بانو نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے حقیقی معنوں میں شعلے نکلنے لگے تھے اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بانو اس کے مذاق کو حقیقت سمجھ کر آگے نکل گئی ہے۔

"سنبھلو بیٹے عمران! ـــــ ورنہ یہ حقیقت میں گلے پڑ جائے گی" ـــــ عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو" ـــــ بانو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ اگر میں جینی پر نظریں نہ رکھوں تو کل صبح

نواب صاحب اور تم دونوں کسی اندھیری قبر میں پڑے منکر نکیر
سے مذاکرات کر رہے ہو گے" ___ عمران نے اس بار
قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کک ___ کیا ___ کیا مطلب" ___ بانو نے بری طرح
ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ادھر آؤ ___ میری بات سنجیدگی سے سنو ___ تم پڑھی لکھی
ہو ___ ادھر آؤ" ___ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے
تقریباً گھسیٹتا ہوا ایک طرف لے گیا۔

"سنو ___ کیا تمہیں جاسوسی سے کچھ شغف ہے" ___ ؟
عمران نے ایک سائیڈ پر اوٹ میں پہنچ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"جاسوسی ___ کیا مطلب ___ ویسے میں نے ساری دنیا
کے جاسوسی ادیبوں کی کہانیاں پڑھی ہیں ___ کیوں" ___ بانو
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو سنو ___ یہ جلینی کولنیز اور اس کے ساتھی مشکوک
ہیں ___ یہ کسی خاص چکر میں یہاں آئے ہیں اور تمہارے اور
نواب صاحب کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے" ___ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے ___ ؟ وہ تو مہمان ہیں ___ ابا جان نے انہیں
خود بلوایا ہے" ___ بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ___
اس کے چہرے پر ابھی سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ابھی صرف میرا ذاتی شک ہے اور بس ___ لیکن تمہیں

ایک کام کرنا ہو گا ___ میں اب جا رہا ہوں تاکہ انہیں اطمینان ہو
جائے کہ میں چلا گیا ہوں ___ لیکن مجھے رات کو نگرانی کے لئے
آنا پڑے گا ___ بولو کیسے آؤں" ___ عمران نے کہا۔

"نگرانی ___ رات کو ___ ہرگز نہیں ___ تم رات کو حویلی میں
داخل نہیں ہو سکتے ___ یہاں رات کو باہر انتہائی خطرناک کتے
نگرانی کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں ___ اور پھر مسلح پہریدار
بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں ابا جان نے حکم دے رکھا ہے کہ کسی سائے
کو بھی دیکھو تو پہلے اسے گولی مار دو ___ پھر اسے چیک کرو" ___
بانو نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ مجھے اپنے کمرے میں چھپا لو ___ یقین کرو
میں انتہائی شریف آدمی ہوں ___ یقین نہ آئے تو میری اماں بی
سے پوچھ لینا" ___ عمران نے کہا۔

"اچھا تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں تم سے ڈرتی ہوں ___ تم
شریف آدمی نہ بھی ہو تو میں ایک لمحے میں تمہاری گردن توڑ سکتی
ہوں" ___ بانو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ___ ارے باپ رے ___ گردن ٹوٹ گئی تو پھر میں
اسے جوڑوں گا کیسے ___ اور ٹوٹی ہوئی گردن والے کے ساتھ
تو کوئی شادی ہی نہ کرے گی" ___ عمران نے خوفزدہ لہجے
میں جواب دیا۔

"سنو عمران ___ مجھے تم بے حد گہرے آدمی لگ رہے ہو۔
میں نے بھی دنیا دیکھی ہے ___ تم جس طرح گرگٹ کی طرح رنگ

بدلتے ہو ۔۔۔ اور جس طرح تم نے وہاں جنگل میں اپنے آپ کو
مجھ سے بچایا ہے ۔۔۔ میں تب سے سوچ رہی ہوں کہ تم وہ
نہیں ہو جو اپنے آپ کو پوز کرتے ہو ۔۔۔ مجھے صاف صاف
بتاؤ کہ تم درحقیقت کون ہو ۔۔۔ اور یہاں تم کونسا کھیل کھیلنا
چاہتے ہو" ۔۔۔ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

" کھیل تو رات کو کھیلا جاتا ہے ۔۔۔ ارے ارے تم آنکھیں
کیوں پھاڑ رہی ہو ۔۔۔ میں نے نہیں کھیلنا کھیل ۔۔۔ توبہ ۔۔۔ میں
تو شریف آدمی ہوں ۔۔۔ یہ جینی اور اس کے ساتھیوں نے کھیلنا
ہے ۔۔۔ کاش ! یہاں میک اپ باکس مل جاتا تو میں تمہیں
تماشا دکھاتا" ۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میک اپ باکس بھی مل جائے ۔۔۔ لیکن پہلے مجھے ساری
بات بتاؤ" ۔۔۔ بانو نے کہا۔

" نہیں بتاؤں ۔۔۔ باہر کھڑے کھڑے ۔۔۔ ارے یہ لمبا
چکر ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ بانو نے کندھے
اچکاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر خود ہی عمران کا ہاتھ
پکڑ کر تیزی سے ایک سائیڈ پر بڑھنے لگی۔

" ارے ارے میرا ہاتھ چھوڑو ۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا ۔۔۔ ارے
میں تو نامحرم ہوں ۔۔۔ ارے ابھی سے ۔۔۔ ابھی نکاح تو ہونے
دو" ۔۔۔ عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم واقعی کوئی عجیب و غریب چیز ہو" ۔۔۔ بانو نے بے اختیار
ہنستے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

" اللہ توبہ ۔۔۔ اللہ توبہ ۔۔۔ اماں بی کہتی ہیں کہ نامحرم کا
ہاتھ جہاں لگ جائے ۔ جسم کا وہ حصہ دوزخ میں ڈال دیا جاتا
ہے ۔۔۔ یا اللہ توبہ ۔۔۔ اب تم خود سوچو ۔۔۔ اگر اللہ میاں نے
میرا ہاتھ کاٹ کر دوزخ میں ڈال دیا تو جنت کی حوریں تو مجھے
لولا سمجھ کر میرے قریب بھی نہ آئیں گی" ۔۔۔ عمران نے
رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" اس سے پہلے تو تم نے خود ہی میرا ہاتھ پکڑا تھا ۔۔۔ وہ کیوں
پکڑا تھا" ۔۔۔ بانو نے مڑ کر کہا۔

" میں نے تو پکڑنا ہی ۔۔۔ آخر میں کب تک کنوارہ رہوں
گا ۔۔۔ آخر میں نے کسی کا ہاتھ تو پکڑنا ہی تھا ۔۔۔ اب یہ
تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہارا ہاتھ آ گیا سامنے" ۔۔۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ ۔۔۔ تم پھر بکواس پر اتر آئے" ۔۔۔ بانو نے ایک
بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ بکواس نہیں ہے نواب زادی صاحبہ ! ۔۔۔ یہ زندگی کی
بڑی اٹل حقیقت ہے ۔۔۔ یقین نہ آئے تو نواب شہریار خان
سے پوچھ لیں ۔۔۔ زندگی صرف گھوڑے سواری اور لوگوں کو
کوڑوں سے پیٹنے سے نہیں گذرتی" ۔۔۔ عمران نے بڑے
فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

" ادھر آجاؤ" ——— بانو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک دروازہ کھولتے ہوئے عمران سے کہا۔ اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جو بالکل خالی پڑا ہوا تھا البتہ اس کے درمیان میں لوہے کی ایک بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی۔

" یہ کرسی ——— یہ کرسی یہاں کیوں رکھی ہوئی ہے" ——— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" یہ سچ جھوٹ بتانے والی کرسی ہے ——— اس پر بیٹھنے کے بعد تم جو بھی کہو گے ——— مجھے پتہ چل جائے گا کہ تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹ ——— بیٹھو اس کرسی پر" ——— بانو نے عمران کو بازو سے پکڑ کر کرسی پر تقریباً زبردستی بٹھاتے ہوئے کہا۔

" اچھا ——— پھر ٹھیک ہے ——— ظاہر ہے جب میں سچ ہی بول رہا ہوں تو پھر کرسی بے چاری کہاں سے جھوٹ ظاہر کرے گی"۔ عمران نے کہا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

بانو تیزی سے کرسی کی پشت کی طرف گھومی اور اس نے زور سے اس کے پچھلے پائے پر ٹھوکر ماری تو کرسی کے بازو سے لوہے کی فولادی سلاخیں نکلیں اور گھوم کر مخالف بازو میں گم ہو گئیں۔ اب عمران لوہے کی اس کرسی پر فولادی سلاخوں سے جکڑا گیا تھا۔

" ارے یہ کیا ——— اگر میں موٹا ہوتا تو پھر تو یہ خطرناک کرسی ہوتی ——— اس کی سلاخیں میرے پیٹ میں گھس جاتیں ——— چلو یہ بھی دبلے ہونے کا ایک فائدہ تو ہوا" ——— عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

لیکن بانو اس کی بات سننے کی بجائے تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھی۔ اس نے جلدی سے دیوار کے ایک حصے پر ہاتھ پھیرا تو سرر کی تیز آواز سے دیوار کا وہ حصہ ایک سائیڈ پر ہٹ گیا اب اندر موجود الماری کے خانے سے نظر آنے لگے۔ بانو نے ایک طرف رکھا ہوا ہنٹر نکالا اور واپس عمران کی طرف بڑھ آئی۔

" اب مجھے بتاؤ کہ تم درحقیقت کون ہو ——— اور یہ تم سارا کھیل کیا کھیل رہے ہو ——— ورنہ یاد رکھو۔ میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گی اور یہ بھی سن لو کہ یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہ ہو گا"۔ بانو نے واقعی بھری ہوئی شیرنی کے سے انداز میں کہا۔ وہ ہنٹر لئے بڑے جارحانہ انداز میں عمران کے سامنے کھڑی تھی۔

" میرا خیال تھا کہ تم واقعی پڑھی لکھی لڑکی ہو ——— لیکن اب مجھے اپنے اندازے پر افسوس ہو رہا ہے" ——— عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

" بکواس مت کرو ——— سیدھی طرح بتاؤ" ——— بانو نے کوڑے کو ہوا میں جھٹکتے ہوئے چیخ کر کہا۔

" زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے ——— میں تم سے زیادہ اونچی آواز میں چیخ سکتا ہوں ——— میری بلا سے ——— تم اور تمہارے ابا جان اگر کسی کے ہاتھوں مرنے پر تیار ہیں تو مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کون مارے گا ہمیں" ——— بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ——— اللہ میاں کے حکم سے فرشتہ عزرائیل ہی مار سکتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے تو پھر ———" بانو نے یکلخت بازو کو فضا میں لہرایا۔ اور پھر کوڑا فضا میں لہراتا ہوا پوری رفتار سے عمران کے جسم کی طرف لپکا۔

لیکن دوسرے لمحے کوڑا عمران کے جسم کی بجائے کرسی سے ٹکرایا۔ عمران نے اس کے بازو کے فضا میں اٹھتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھر وہ یوں کھسک کر کرسی کی فولادی سلاخوں کے اندر سے نیچے فرش پر بیٹھ گیا۔ جیسے گلاس میں سے پانی بہہ جاتا ہے۔ اس نے بیٹھتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ کرسی ضرورت سے زیادہ بڑی ہے اور وہ آسانی سے اپنے جسم کو سکیڑ کر نیچے کھسک سکتا ہے۔ اور وہی ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ بانو کوڑا کھینچ کر دوبارہ لہراتی۔ عمران نے یکلخت اچھل کر اس کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور بانو کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے عمران نے اسے جھپٹ لیا۔ یہ سارا کام پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں ہو گیا۔

اب عمران کوڑا پکڑے بانو کے سامنے اطمینان سے کھڑا تھا جب کہ بانو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے عمران انسان نہ ہو کوئی روح ہو۔

"تت ——— تت ——— تم اس کرسی سے کیسے نکل آئے" ——— بانو

نے بری طرح ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بتایا نہیں تھا کہ ڈھیلے ہونے کے بھی کچھ فائدے ہوتے ہیں ——— یہ دوسرا فائدہ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تت ——— تت ——— تم آدمی نہیں ہو سکتے" ——— بانو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بھاگنے لگی۔ لیکن عمران نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑا اور بانو نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس کی گردن پر کلائی مارنی چاہی لیکن عمران نے یکلخت اسی بازو پر زور دیتے ہوئے اس کے پورے جسم کو فضا میں اٹھایا اور یکلخت گھما کر واپس فرش پر کھڑا کر دیا۔ بانو کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔

"اگر میں چاہتا تو تمہارا یہ بازو ہمیشہ کے لئے بے کار ہو جاتا۔ لیکن میں کسی معذور لڑکی کو رشتے کے لئے پسند نہیں کرتا" عمران نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

اور بانو اس بار خاموش کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پوری طرح نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ لو کوڑا ——— اور اطمینان سے مارو ——— کمال ہے کوڑے مارنے کا ہی شوق پورا کرنا تھا تو مجھے پہلے بتا دیتیں۔ خوامخواہ تم نے بے چاری کرسی کو بھی تکلیف دی" ——— عمران نے کوڑا اس کی طرف پھینکتے ہوئے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے تمہاری سچائی پر یقین آگیا ہے" ——— بانو

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کوڑا ایک طرف پھینک دیا۔
اب اس کے چہرے پر واقعی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اچھا تو پھر سنو! ___ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض میرا دوست ہے ___ میں اس کے لئے بطور فری لانسر کام کرتا ہوں ___ وہ خود تو بڑا کام چور ہے۔ بس مجھے ہی آگے لگائے رکھتا ہے ___ اسے اطلاع ملی ہے کہ جینی کو لینیز دراصل کوئی غیر ملکی ایجنٹ ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے اس نے یہاں تمہاری حویلی میں ڈیرہ ڈالا ہے ___ اور یہ بھی اطلاع ہے کہ شاید وہ نواب صاحب اور تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ لینا چاہتے ہیں ___ یہ میجک شو وغیرہ سب ڈھونگ ہے ___ میں تمہیں بھی بچانا چاہتا ہوں اور ان کا مقصد بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں ___ بس اتنی سی بات ہے" ___ عمران نے کہا۔

"تو اس میں اتنی چکر بازی کی کیا ضرورت ہے ___ میں جینی کو یہاں لے آتی ہوں ___ دو کوڑے پڑیں گے اور ابھی سب کچھ بتا دے گی" ___ بانو نے کہا۔

"یہی کام تم نے میرے ساتھ کر کے دیکھ لیا ہے ___ میں نے تمہیں کوڑا کھا کے کچھ بتایا ہے کہ وہ بتائے گی ___ اس طرح نہیں ہوتے کام ___ وہ اگر واقعی غیر ملکی ایجنٹ ہے تو پھر یہ کوڑے وغیرہ اس پر کوئی اثر نہیں کریں گے۔ ہمیں اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اس کا مقصد تلاش کرنا ہو گا" ___ عمران نے اسے سمجھایا۔

"بکواس! ___ خوامخواہ کی مصیبت کون مول لے ___ تم یہیں ٹھہرو! ___ میں اسے یہیں لے آتی ہوں" ___ بانو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لے آنے کی کیا ضرورت ہے ___ میں خود آگئی ہوں" ___ اچانک جینی کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تقریباً بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور نواب شہریار خان اچھل کر آگے آئے اور منہ کے بل فرش پر گرنے لگے تھے کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر انہیں بازوؤں میں سنبھال لیا۔ ان کے منہ پر ٹیپ لگی ہوئی تھی اور بازو پیچھے کی طرف رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ انہیں دروازے سے دھکا دے کر اندر اچھالا گیا تھا۔

نواب شہریار خان کے بعد جینی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ جب کہ اس کے بعد اس کے دو ساتھی تیزی سے اندر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ہلکی مشین گنیں تھیں وہ دونوں تیزی سے سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔

"تت ___ تت ___ تم ___ یہ ___" بانو بری طرح بوکھلا گئی۔

"میں خطرے کو پہلے ہی بھانپ گئی تھی ___ مجھے یقین تھا کہ تم اور یہ احمق مل کر کوئی کھیل کھیلو گے اس لئے میں نے فوری کارروائی کر ڈالی ___ ویسے ایک بات بتا دوں کہ تمہیں بچانے کے لئے یہاں کوئی نہ آئے گا ___ میرے آدمیوں نے سچویشن کنٹرول کر لی ہے اور چند لمحوں بعد یہاں دوسرا نواب موجود ہو گا"

جینی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"لیکن ——— تم نے ایسا کیوں کیا ——— آخر تمہارا مقصد کیا"۔
بانو نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے
اب خوف کی بجائے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"تم نے ابھی مرجانا ہے ——— اس لئے اس بات کی اب
کوئی اہمیت نہیں کہ مقصد کیا ہے اور کیا نہیں" ——— جینی نے
ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔
"مم ——— مم ——— مگر میرا کیا قصور ہے ——— مم ——— میں تو بے قصور
ہوں" ——— اسی لمحے عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی
انتہائی خوفزدہ لگ رہا تھا اور بانو اسے حیرت سے دیکھنے لگی
جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران موت کو سامنے دیکھ کر اس
قدر خوفزدہ بھی ہو سکتا ہے۔
"تمہارا قصور یہ ہے مسٹر! ——— کہ تم سر رحمان کے بیٹے ہو ———
مجھے پہلے تمہارے متعلق علم نہ تھا۔ ورنہ میں سر رحمان کے قتل کا
حکم صادر نہ کرتی ——— بہرحال وہ تو جو ہو چکا، سو ہو چکا ———
اب تمہارے مل جانے سے ہمارے کئی مقاصد خود بخود ہی حل
ہو جائیں گے" ——— جینی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
"کک ——— کیا ——— کیا ڈیڈی ہلاک ہو چکے ہیں
لل ——— لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے تو نواب صاحب نے فون
بات کی ہے ——— کیا کسی شعبدے سے یہاں بیٹھے بیٹھے" ———
عمران نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ میں نے صرف حکم جاری کیا ہے۔ اور
ظاہر ہے کہ حکم کی تعمیل میں کچھ وقت تو لگے گا ——— لیکن اب
مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے ——— اب تم سامنے آگئے ہو۔
تم سے ہی گزارہ ہو سکتا ہے" ——— جینی نے جواب دیا۔
"ارے کیا مطلب ——— توبہ توبہ ——— کیا باپ بیٹا دونوں۔
لاحول ولا قوۃ" ——— عمران نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے
میں کہا۔
اسی لمحے دروازے پر نواب شہریار خان نمودار ہوئے اور بانو
حیرت سے اپنے قریب کھڑے نواب شہریار خان کو دیکھنے لگی۔
ان دونوں میں سوائے لباس کے اور کوئی فرق نہ تھا۔ نواب
شہریار خان کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔
"مادام! ——— میک اپ ٹھیک ہے" ——— آنے والے نے
قریب آ کر نواب شہریار خان کے لہجے میں ہی بات کرتے ہوئے
جینی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"گڈ! ——— ٹھیک ہے ڈمپ ——— تم نے واقعی بہت
اچھا میک اپ کیا ہے ——— روزی کیا کر رہی ہے" ———؟
جینی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"وہ بھی آ رہی ہے مادام" ——— ڈمپ نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔
اسی لمحے دروازے پر بانو نمودار ہوئی۔ اور اس بار تو بانو کے
حلق سے واقعی چیخ نکل گئی۔ آنے والی بالکل اس کی ہم شکل تھی۔

وہی چہرہ —— وہی رنگ روپ —— وہی جسم —— وہی بال —— لیکن لباس مختلف تھا۔

"کیا میں حاضر ہو سکتی ہوں میڈم" —— آنے والی نے بانو کے لہجے میں کہا اور جینی اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے —— بالکل ٹھیک ہے —— کیوں بانو اور نواب شہریار خان! —— تمہارے یہ ہم شکل کیسے ہیں" —— جینی نے مسکراتے ہوئے سامنے کھڑی بانو اور نواب شہریار خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

نواب شہریار خان کے منہ پر تو ٹیپ چڑھی ہوئی تھی اس لئے وہ تو بھلا کیا جواب دیتے۔ البتہ بانو جواب دے سکنے کے باوجود خاموش کھڑی رہی۔

"لیکن میرا ہم شکل —— وہ نہیں آیا۔ تاکہ تکون مکمل ہو جائے۔ سسر۔ دولہا اور دلہن کی" —— بانو کی بجائے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تمہارے متعلق علم نہ تھا —— اس لئے تمہارے لئے مناسب آدمی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ البتہ ہم اسے بلوالیں گے۔ اس وقت تک تمہاری لاش کو گٹر میں نہ پھینکا جائے گا۔ جب تک ہمارا آدمی تمہارا روپ نہیں دھار لیتا" —— جینی نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنسنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے جینی کی حماقت پر ہنس رہا ہو۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے" —— جینی نے غراتے

ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری عقل پر ہنسی آ رہی ہے —— تم اسے شہر سمجھ رہی ہو کہ یہاں گٹر لائن ہو گی —— یہ تو حویلی ہے۔ یہاں گٹر نہیں ہوتے —— نالیاں ہوتی ہیں" —— عمران نے اسی طرح ہنستے ہوئے بڑے بچگانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی ایک احمق آدمی ہو —— مجھے آج ایک مقولہ سچ ثابت ہوتا دکھائی دے رہا ہے کہ زیادہ عقل مند باپ کی اولاد بے وقوف ہوتی ہے —— سر رحمان یقیناً ضرورت سے زیادہ ہی عقلمند ہوں گے —— اسی لئے تو وہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بن گئے ہیں" —— جینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر ماں باپ دونوں ہی احمق ہوں تو لازماً اولاد تم جیسی پیدا ہوگی —— مادام جینی کولینز! —— تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی احمق اور خوش فہم عورت ہو —— میں تو سمجھتا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ عقلمند ہو گی۔ لیکن" —— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا —— کیا کہہ رہے ہو —— تم نے مجھے سرکاری ایجنٹ کیسے کہہ دیا" —— جینی، عمران کا فقرہ سن کر بری طرح چونک پڑی۔

"انٹیلی جنس کا فاضل میرا دوست ہے —— اس کے پاس تمہاری مکمل فائل ہے —— اور یہ بھی بتا دوں کہ تم ڈبل ایجنٹ ہو —— بظاہر تم سوئٹزرلینڈ کی سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ لیکن درحقیقت تمہارا تعلق کے۔ جی۔ بی سے ہے" —— عمران نے

انکشاف کیا اور جینی یوں آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگی۔ جیسے
اچانک اس کی بینائی چلی گئی ہو۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت
سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"اوہ! ---- تو میرا خیال غلط ہے ---- تم احمق نہیں ہو" ---
جینی نے رک رک کر کہا۔

"چلو شکر ہے ---- ایک محترمہ نے تو عقلمندی کا سرٹیفکیٹ
دے ہی دیا ---- اچھا اب کیا پروگرام ہے ---- میری تو کھڑے
کھڑے ٹانگیں بھی دکھنے لگی ہیں ---- کہیں چل کر بیٹھتے ہیں۔
عقلمندی اور حماقت پر اطمینان سے بحث کرتے رہیں گے" ---
عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! ---- تو مجھے تمہارے متعلق اپنا فوری فیصلہ بدلنا پڑے
گا ---- ورنہ اس سے پہلے میرا ارادہ یہی تھا کہ تم تینوں کو گولیاں
مار کر یہیں ہلاک کر دیا جائے گا ---- لیکن اب کم از کم تمہیں
اس وقت تک زندہ رہنا ہو گا جب تک تم وہ سب کچھ نہ اگل دو
جو میرے متعلق جانتے ہو" ---- جینی نے کہا۔

"واہ! ---- کیا فیصلے ہیں ---- ماشاء اللہ چشم بد دور ---- اتنی آسانی
سے فیصلہ کر لیتی ہو تو اب تک کنواری کیوں پھر رہی ہو" ----
عمران نے مضحکہ اڑانے کے انداز میں کہا۔

"جیری ---- ڈاگر" ---- اچانک جینی نے چیختے ہوئے کہا

"یس مادام" ---- دروازے کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے
مشین گن برداروں نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اس نواب اور بانو کی کھوپڑیاں اڑا دو" ---- جینی نے تیز
لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ---- ان دونوں نے جواب دیا۔ لیکن اس سے
پہلے کہ وہ دونوں اپنی مشین گنیں سیدھی کرتے۔ بانو یکلخت اپنی
جگہ سے اچھلی اور پھر جیسے بھوکا عقاب کسی چڑیا پر لوٹتا ہے
اس طرح بانو پلک جھپکنے میں سامنے کھڑی جینی اور نقلی بانو سے
ٹکرائی اور دوسرے لمحے جینی ہوا میں اڑتی ہوئی ایک مشین گن
بردار سے جا ٹکرائی۔ جب کہ بانو اسے اچھال کر خود وہیں نہیں
رکی۔ بلکہ بجلی کی سی تیزی سے وہ دوسرے مشین گن بردار سے
ایک دھماکے سے جا ٹکرائی۔

نقلی بانو فرش پر سر کے بل گری تو دوبارہ نہ اٹھ سکی ---- وہ
شاید سر پر شدید چوٹ لگنے کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی اس
لئے وہ بے حس و حرکت پڑی تھی۔

اسی لمحے ڈمپ نے تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا ہی تھا
کہ یکلخت عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی فلائنگ کک پوری
قوت سے ڈمپ کے سینے پر پڑنے کی بجائے ذرا سی ترچھی ہو
کر اس کی پسلیوں پر پڑیں اور پھر جیسے کیرم بورڈ کا سٹرائیکر ترچھا
ہو کر کسی گوٹ سے ٹکراتا ہے۔ اس طرح ڈمپ بھی ترچھا اڑتا ہوا
جینی اور اس مشین گن بردار سے جا ٹکرایا اور جینی جو ٹکرا کر گرتے
ہی انتہائی تیز رفتاری سے مشین گن جھپٹ کر سیدھی ہو رہی
تھی، ڈمپ سے ٹکرا کر دوبارہ فرش پر جا گری۔

عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس نے
یکلخت چھلانگ لگائی اور عین اسی جگہ جا پڑا جہاں جینی کے
ہاتھ سے مشین گن اچھل کر گری تھی۔ لیکن جینی اس کی توقع سے کہیں
زیادہ ہوشیار ثابت ہوئی۔

جیسے ہی عمران نے جھک کر مشین گن اٹھانی چاہی، جینی نے
یکلخت چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کھلے ہوئے دروازے
سے باہر جا گری۔

اور پھر جب تک عمران مشین گن اٹھا کر سیدھا ہوتا جینی دروازے
کے باہر پہنچ چکی تھی۔

ادھر بانو اور وہ آدمی ایک دوسرے سے بری طرح لپٹے ہوئے
تھے۔ بانو اسے بری طرح پٹخنیاں دے رہی تھی۔ لیکن وہ شخص
بھی کسی جونک کی طرح اس سے چمٹا ہوا تھا۔

عمران جینی کے پیچھے بھاگنے ہی لگا تھا کہ ڈمپ نے یکلخت
اس کے پیروں میں اڑنگی لگائی اور عمران منہ کے بل فرش پر
گرنے لگا۔ لیکن اس نے جلدی سے پہلو بدلا اور دوسرے لمحے
تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ڈمپ اور اس کے
ساتھی جس کی مشین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی، گولیوں کی
زد میں آ کر بری طرح چیخے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے فرش
پر گر گئے۔ ڈمپ کے ہاتھوں سے ریوالور نیچے گر گیا تھا۔
عمران نے پہلو بدلتے ہی مشین گن کا فائر کھول دیا تھا لیکن ڈمپ
جس پوزیشن میں گولیوں کا شکار ہوا تھا اگر عمران کو ایک لمحے کی

بھی دیر ہو جاتی تو عمران لازماً اس کے ریوالور کا شکار بن جاتا۔

ان دونوں کے گرتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل
کر کھڑا ہوا۔ اسی لمحے دوسرے آدمی کی چیخ سے ہال گونج اٹھا۔
اور عمران نے اس کی طرف اٹھی ہوئی مشین گن جھکا لی۔ کیونکہ اب
اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ وہ آخر کار بانو کے داؤ میں آ کر اپنی
گردن تڑوا بیٹھا تھا۔ اور بانو ہانپتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب
کمرے میں جینی کے سارے ساتھی فرش بوس ہوئے پڑے تھے۔
ڈمپ اور اس کا ساتھی عمران کی گولیوں کا شکار ہوئے تھے جبکہ
نقلی بانو سر کے بل نیچے گرنے سے شاید بیہوش پڑی تھی اور دوسرا
مشین گن بردار بانو کے ہاتھوں گردن تڑوا کے پڑا تھا۔

"تم نواب صاحب اور اس نقلی بانو کو سنبھالو —— میں اس جینی
کو دیکھتا ہوں" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بجلی کی سی
تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں ب۔۔۔ اب بتاؤ مسٹر براؤن! ۔۔۔ کہ تم نے کس پارٹی کے کہنے پر سر رحمان کے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے" ۔۔۔؟ جوانا نے براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

براؤن ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پیر کرسی کے پایوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ اور پھر جوزف کا ایک ہی تھپڑ اُسے عالم بیہوشی سے وادی ہوش میں کھینچ لایا تھا۔ جوانا اس کے سامنے ٹانگیں چوڑی کئے کھڑا تھا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے چھوڑ دو ۔۔۔ میں نے کوئی قصور نہیں کیا"۔ براؤن نے مجرموں کی طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف! ۔۔۔ یہ گھٹیا سا آدمی ہے ۔۔۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس پر گھٹیا حربے ہی استعمال کئے جائیں ۔۔۔ ایسا کرو کہ پٹرول کا ٹن لے آؤ ۔۔۔ اس کی ٹانگوں پر پٹرول انڈیل کر ماچس

کی تیلی لگا دو ۔۔۔ اس کی پتلون اطمینان سے جلتی رہے گی۔ اور پھر یہ بتائے گا" ۔۔۔ جوانا نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا شغل رہے گا" ۔۔۔ جوزف نے مسکرا کر اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے جوانا کی یہ تجویز اسے پسند آئی ہو۔

"تت ۔۔ تت ۔۔ تم ۔۔ مجھے کیوں مار رہے ہو ۔۔۔ میں نے تو تمہیں کام کی آفر کی ہے" ۔۔۔ براؤن نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ وہ ابھی تک جوانا کو ایک عام پیشہ ور قاتل سمجھ رہا تھا۔

"دراصل تم نے صرف میرا نام سنا ہوا ہے ۔۔۔ میرے اصولوں کا تمہیں علم نہیں ہے ۔۔۔ میرا اصول ہے کہ کام لینے سے پہلے اس کا مکمل پس منظر معلوم کرتا ہوں ۔۔۔ اور ہاں! ۔۔۔ میری [illegible] لو کر اگر کام میں نے نہ کیا تو پھر میں تمہیں آزاد بھی کر دوں گا اور سب کچھ بھول بھی جاؤں گا" ۔۔۔ جوانا نے سرد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جوزف ہاتھ میں پٹرول کا ٹن اور دوسرے ہاتھ میں ایک سگریٹ لائٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"مم ۔۔ مم ۔۔ میں بتاتا ہوں ۔۔۔ پلیز اسے روکو ۔۔۔ میں بتاتا ہوں" ۔۔۔ براؤن نے جوزف کو دیکھتے [illegible] کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ جب تم خود ہی بتا دو گے تو پھر ہمیں پٹرول ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے" ۔۔۔ جوانا نے مسکرا کر کہا۔

"یہاں ایک تنظیم ہے فورسٹارز ۔۔۔ خفیہ تنظیم ہے ۔۔۔ وہ بین الاقوامی تنظیموں کے کام بک کرتی ہے ۔۔۔ اور آگے مختلف

افراد سے کراتی ہے ——— میں بھی فورسٹارز کے لئے کام کرتا ہوں فورسٹارز نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے ——— کیونکہ میں پہلے بھی ڈینی کے ذریعے ایسے کئی کام کر چکا ہوں۔ میں اس کام کے سلسلے میں اس سے ملنے گیا تھا کہ تم ٹکرا گئے ——— تم نے ڈینی کو بے کار کر دیا اور پھر میں نے لطعہ پیشہ ور قاتل تمہاری تعریفیں سُنی ہوئی تھیں ——— اس لئے میں نے سوچا کہ ڈینی تو اب بے کار ہو چکا ہے اس لئے تم سے یہ کام کرایا جائے" ——— براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"فورسٹارز ——— واہ! ——— نام تو اچھا ہے ——— اس کا اتہ پتہ بتاؤ" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس کی تفصیل کا علم نہیں ہے ——— بس اس کا فون آتا ہے ——— اس کے بعد کام ہو جاتا ہے تو میرے بنک میں رقم جمع ہو جاتی ہے" ——— براؤن نے جواب دیا۔

"جوزف! ——— پٹرول ضائع کرنا ہی پڑے گا" ——— جوانا نے جوزف کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور جوزف دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ ——— رک جاؤ ——— میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" ——— براؤن نے چیختے ہوئے کہا۔

"فورسٹارز کی تفصیل" ——— جوانا نے سرد لہجے میں کہا۔

"سٹار کلب کا مالک آرتھر اس کا چیف ہے ——— وہ میرا دوست ہے ——— ہم یورپ سے اکھٹے یہاں آئے تھے۔ اس کے پاس لمبا مال تھا ——— اس نے کلب کھول لیا اور فورسٹارز تنظیم

بنالی۔ جب کہ مجھے نوکری کرنی پڑی" ——— براؤن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"جوزف! ——— فون اٹھا کر سٹار کلب کے آرتھر کا نمبر ملاؤ ——— میں ذرا تصدیق کر لوں ——— اگر اس کی بات غلط ہے تو پھر صرف ٹانگیں ہی نہیں ——— بلکہ اس کے پورے جسم پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دینا ——— مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے" ——— جوانا نے کہا اور جوزف نے پٹرول کا ٹن وہیں ——— اور ایک سائیڈ پر چھوٹی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اسے کیا کہو گے ——— وہ بہت چالاک ہے ——— تمہاری آواز سنتے ہی سب کچھ سمجھ جائے گا ——— اور پھر اس نے کچھ نہیں بتانا" ——— براؤن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بات کراؤں گا ——— اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس سے اس طرح کی بات کرو کہ اس کے جواب سے میرا اطمینان ہو جائے کہ تم واقعی سچ بول رہے ہو ——— اس کے بعد تم آزاد ہو جاؤ گے" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ٹھیک ہے ——— میری بات کراؤ" ——— براؤن نے کہا۔

اسی لمحے جوزف ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر اس کرسی کے قریب لے آیا جس پر براؤن بندھا ہوا تھا۔

"اس کا نمبر بتاؤ" ——— جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور براؤن نے نمبر بتا دیا۔ جوزف نے ٹیلیفون سیٹ نیچے رکھا اور رسیور

اٹھا کر براؤن کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔
جب دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دی تو جوزف نے ٹیلیفون سیٹ کے نیچے لگا ہوا ایک سفید رنگ کا بٹن دبایا اور اُٹھ کر رسیور بندھے ہوئے براؤن کے کان سے لگا دیا۔ سفید بٹن دبتے ہی ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز کمرے میں گونجنے لگی تھی ٹیلیفون سیٹ میں نصب لاؤڈر کام کرنے لگا تھا ۔

" یس ۔۔۔ سٹار کلب " ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز کمرے میں گونجی ۔

" آرتھر سے بات کراؤ ۔۔۔ میں براؤن بول رہا ہوں " ۔۔۔ براؤن نے سخت لہجے میں کہا ۔

" اوہ اچھا ۔۔۔ ہولڈ آن کریں " ۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا ۔

" یس ۔۔۔ آرتھر اٹنڈنگ " ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی ۔

" آرتھر ! ۔۔۔ میں براؤن بول رہا ہوں " ۔۔۔ براؤن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا ۔

" اوہ براؤن ! ۔۔۔ تم ہوٹل سے بھی غائب ہو ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم ڈینی کے بار میں گئے تھے ۔۔۔ جہاں اس حبشی جوانا دی گریٹ نے ڈینی کا بھرکس نکال دیا تھا ۔۔۔ پھر تم اس کے پیچھے گئے ۔ لیکن اس کے بعد تمہارے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے " ۔۔۔ آرتھر نے کہا ۔

" تو تم میری نگرانی کراتے رہے ہو " ۔۔۔ براؤن نے کرخت لہجے میں کہا ۔

" نگرانی کی بات نہیں ۔۔۔ میں فور سٹارز کا کوئی کام بھی جب کسی کے ذمہ لگاتا ہوں تو خود بھی حالات سے آگاہ رہتا ہوں ۔ بتاؤ کام کی کیا پوزیشن ہے " ۔۔۔ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" کام جلد ہو جائے گا ۔۔۔ میں نے بات کر لی ہے " ۔۔۔ براؤن نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" کیا بات کر لی ہے ۔۔۔ کام مجھے جلد چاہیئے ۔۔۔ کام والی پارٹی کے بار بار فون آ رہے ہیں ۔۔۔ اگر تم سے کام نہیں ہوتا تو کسی اور کے ذمے لگا دوں " ۔۔۔ آرتھر نے اس بار کرخت لہجے میں کہا ۔

" کہہ جو دیا ہے کہ کام ہو جائے گا " ۔۔۔ براؤن نے کہا اور اسی لمحے جوانا کے اشارے پر جوزف نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا ۔

" گڈ ۔۔۔ تم نے واقعی صحیح بولا ہے ۔۔۔ اس طرح تم نے اپنی جان بچالی ہے ۔۔۔ اس آرتھر کا دفتر اسی کلب کے اندر ہے " ۔۔۔ جوانا نے پوچھا ۔

" ہاں ! ۔۔۔ کلب کی اوپر والی منزل پر ہے " ۔۔۔ براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" جوزف ! ۔۔۔ تم اس کا خیال رکھنا ۔۔۔ میں ابھی آیا " ۔۔۔ جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"میں ذرا اس آرتھر سے دو دو ہاتھ کر لوں ـــــ باقی پس منظر وہ خود بتائے گا" ـــــ جوانا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل آیا

چند لمحوں بعد اس کی پلے ماؤتھ آؤٹ سلنڈر کار غراتی ہوئی سڑکوں پر قیامت کی رفتار سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار کا رخ سٹار کلب کی طرف تھا۔

تھوڑی دیر بعد جوانا نے سٹار کلب کا بورڈ دیکھتے ہی کار کو بریک لگائی اور پھر اسے گیٹ کے سامنے روک کر وہ نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے اندر داخل ہو گیا۔

کلب بالکل خالی پڑا ہوا تھا کیونکہ ابھی ممبروں کے آنے کا وقت نہ ہوا تھا۔ البتہ کاؤنٹر کے پیچھے ایک گنجا سا پہلوان نما آدمی شیشے کے گلاس صاف کر رہا تھا۔ اور ایک غنڈہ نما بیرا ہال کا فرش دھونے میں مصروف تھا۔

جوانا تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ گنجا حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آرتھر اوپر ہے" ـــــ جوانا نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں اوپر ہے ـــ کیوں" ـــــ ؟ گنجے نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اس سے ایک ضروری کام ہے" ـــــ جوانا نے کہا اور تیزی سے سائیڈ میں موجود سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ لیکن دوسری سیڑھی

پر قدم رکھتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کاؤنٹر پر رکھے ٹیلیفون پر جھکا ہوا پہلوان چیخ کر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ گولی اس کی گردن میں سوراخ کر گئی تھی۔

ہال کا فرش صاف کرنے والا غنڈہ نما بیرا گولی کی آواز اور کاؤنٹر مین کی چیخ سن کر جیسے ہی اچھل کر کھڑا ہوا۔ جوانا نے دوسری بار ٹریگر دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ بیرا بھی چیختا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اور بری طرح ہاتھ پیر مارنے لگا۔

جوانا نے ریوالور دوبارہ جیب میں رکھا اور دو دو سیڑھیاں ایک قدم پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اوپر ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے آخری سرے پر ایک دروازہ تھا۔ جوانا تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گزر کر دروازے پر پہنچا۔ اور پھر اس نے پوری قوت سے بند دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک خوفناک دھماکے سے کھل گیا اور جوانا اچھل کر اندر داخل ہوا۔ دوسرے لمحے کمرے کی سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر سے ایک پہلوان نما شخص اور ایک اینگلو انڈین لڑکی ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں کے جسموں پر لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔

"تمہارا نام آرتھر ہے" ـــــ جوانا نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ـــ مگر تم ـــ تم وہی جوانا تو نہیں ہو ـــ لیکن اس

طرح یہاں آنے کا مقصد" ——— آرتھر نے وقتی حیرت سے اپنے آپ کو نکالتے ہوئے پوچھا۔

جوانا نے جواب دینے کی بجائے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے زوردار دھماکے کے ساتھ ہی وہ ایک طرف کھڑی لڑکی بری طرح چیختی ہوئی فرش پر گری۔ اس کے ——— سینے سے خون کا فوارہ سا بہہ نکلا۔

"یہ تم نے کیا کیا" ——— آرتھر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے میز کی طرف لپکا جس پر ایک بھاری ریوالور رکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ آرتھر میز تک پہنچتا، جوانا کا ہاتھ گھوما اور آرتھر بری طرح ڈکراتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر اس طرح نیچے گر گیا جیسے بوری میں سے آٹا نکلنے کے بعد وہ نیچے گرتی ہے۔ جوانا کے الٹے ہاتھ کا بھرپور تھپڑ اس کی گردن پر پڑا تھا۔

ابھی آرتھر نیچے گر کر دوبارہ اٹھا نہ تھا کہ جوانا نے اچھل کر پوری قوت سے اس کے سینے پر لات جما دی اور آرتھر کے حلق سے اس طرح چیخ نکلی جیسے اس کی روح شدید تکلیف سے اس کا جسم چھوڑ رہی ہو۔ اور پھر اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے

جوانا نے جلدی سے ریوالور واپس جیب میں ڈالا اور آرتھر کو اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میز پر دو ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوئے تھے جن یں سے ایک کی ساخت انٹرکام جیسی تھی اور دوسرا ڈائریکٹ فون تھا ٹنٹی اس ڈائریکٹ فون کی بج رہی تھی۔ جوانا ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا، پھر دوسرے لمحے اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— جوانا نے آواز دبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"آرتھر! ——— میں ڈان بول رہا ہوں ——— تنظیم کے ایک اہم کام کی وجہ سے مجھے تمہاری فوری ضرورت پڑ گئی ہے۔ تم فوراً ہوٹل سلور سٹار کے کمرہ نمبر بارہ، دوسری منزل پر پہنچو ——— جلدی ——— فوراً" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جوانا نے رسیور رکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے آرتھر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے دفتر کے دروازے سے باہر آ گیا۔

سیڑھیاں اتر کر جب جوانا ہال میں پہنچا تو وہاں ابھی تک غنڈے نما بیرے کی لاش فرش پر پڑی تھی اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ البتہ اسے گنجے کاؤنٹر مین کے جسم کا کچھ حصہ کاؤنٹر کی دوسری طرف پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ فون کا رسیور غائب تھا۔ وہ شاید ابھی تک اس کاؤنٹر مین کی لاش کے ہاتھ میں تھا۔ اور یہ اتفاق تھا کہ اس دوران اور کوئی شخص کلب میں نہ آیا تھا۔

جوانا تیزی سے باہر آیا اور اس نے اپنی کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور آرتھر کو پچھلی سیٹوں کے درمیان دھکیل کر وہ کار میں

بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی کار کے ٹائر چیختے ہوئے آگے بڑھے اور پھر جوانا نے ایک شارپ موڑ کاٹا اور اس کی کار ہوا ہو گئی وہ انتہائی سپیڈ پر کار دوڑاتا ہوا تھوڑی دیر بعد رانا ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجاتے ہی پھاٹک کھل گیا اور جوانا کار اندر لیتا گیا۔ پھاٹک جوزف نے کھولا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے اس براؤن کی" ——— جوانا نے کار سے نیچے اترتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔ جو پھاٹک بند کر کے واپس آ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے" ——— جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے سیٹوں کے درمیان پڑے ہوئے بیہوش آرتھر کو ٹانگ سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے باہر گھسیٹ لیا۔

"اسے بھی باندھ دو ——— میں ذرا اس کے ایک اور ساتھی ڈان سے مل آؤں ——— اس نے کسی تنظیم کا حوالہ دیا تھا" ——— جوانا نے جوزف سے کہا۔

"یہ آرتھر ہے" ——— جوزف نے پوچھا۔

"ہاں! ——— یہ فور سٹار کا آرتھر ہے ——— اس کا خیال رکھنا" جوانا نے کہا اور ایک بار پھر واپس اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

"یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو ——— آخر مجھے بھی تو کچھ بتاؤ" جوزف نے اس بار قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واپس آ کر بتاتا ہوں ——— بڑی مدت کے بعد تو ہاتھ پیر چلانے

کا موقع ملا ہے" ——— جوانا نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا۔ اور کار کو تیزی سے واپس موڑ دیا۔ اس بار اس نے خود ہی کار روک کر نیچے اتر کر پھاٹک کھولا۔ کیونکہ جوزف آرتھر کو اٹھا کر اندر گیا ہوا تھا۔

کار کو باہر نکال کر اس نے اسے اس طرف موڑ دیا جدھر سے ہوٹل سلور سٹار کو راستہ جاتا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ پہلے آرتھر سے معلوم کر لیتا کہ یہ ڈان کون ہے تو زیادہ بہتر تھا ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی عام آدمی ہو۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں ڈان کا لہجہ ابھر آیا۔ اس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔ ایسا جیسے وہ کسی بہت بڑی تنظیم کا سربراہ ہو۔ اور پھر اس نے تنظیم کا حوالہ بھی دیا تھا چنانچہ وہ کار آگے بڑھائے لئے گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار ہوٹل سلور سٹار کی عظیم الشان عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے وسیع و عریض پارکنگ میں لے جا کر کھڑا کر دیا۔ ہوٹل واقعی بے حد شاندار تھا۔ لیکن جوانا نے ایکریمیا میں اس سے بھی شاندار ہوٹل دیکھے ہوئے تھے۔ اس لئے جوانا نارمل انداز میں کار سے اتر کر ہوٹل کے اندرونی مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

مین گیٹ کے سامنے کھڑے باوردی دربان نے جوانا کو آتا دیکھ کر بڑے احترام سے دروازہ کھول دیا اور جوانا سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

ہال میں بہت کم لوگ موجود تھے۔ جوانا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اور چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر تھا۔ کمرہ نمبر بارہ سامنے ہی موجود تھا۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر اس پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ——— اندر سے وہی بھاری آواز سنائی دی جو جوانا نے فون پر سنی تھی۔ یہ ڈان تھا۔

"آرتھر" ——— جوانا نے حتی الوسع آرتھر کا لہجہ بناتے ہوئے کہا دوسرے لمحے قدموں کی چاپ ابھری اور چٹخنی کھلنے کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھل گیا۔

سامنے ایک غیر ملکی کھڑا حیرت سے پلکیں جھپکا کر جوانا کو دیکھ رہا تھا۔ جوانا اسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا اور اس نے مڑے بغیر پیر مار کر دروازہ اپنے عقب میں بند کر دیا۔

لیکن ڈان نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور استعمال کرتا۔ یا کوئی بات کرتا جوانا کا دروازہ بند کرنے کے لئے مڑا ہوا پیر انتہائی [illegible] رفتاری سے آگے کی طرف آیا اور ڈان کے ہاتھوں [illegible] نکل کر کمرے کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"مجھے ان کھلونوں سے نہیں ڈرایا جا سکتا مسٹر ڈان ——— میرا نام جوانا ہے جوانا" ——— جوانا نے طنزیہ انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ——— اور کیوں آئے ہو ——— کیا تمہارا آرتھر سے کوئی تعلق ہے" ——— ڈان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— آرتھر سے اتنا تعلق ہے کہ وہ اس وقت میری قید میں ہے ——— اور یہ بھی سن لو کہ آرتھر کو تم نے جو فون کیا تھا وہ میں نے ہی سنا تھا ——— اب تم بتاؤ کہ تمہیں آرتھر سے کیا کام تھا" ——— جوانا نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"میں تو کسی آرتھر کو جانتا بھی نہیں ——— میں تو ایک سیاح ہوں" ڈان نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب ——— اچھا جواب ہے ——— لیکن جوانا ایسے جواب پسند نہیں کیا کرتا مسٹر ڈان" ——— جوانا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈان کچھ سمجھتا، جوانا نے یکلخت اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارنا چاہا۔ لیکن ڈان شاید سنبھلا ہوا تھا اور پھر اس نے جس قدر پھرتی دکھائی تھی وہ واقعی حیرت انگیز تھی۔ جوانا کے ہاتھ حرکت میں آتے ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کی ٹھوڑی کے نیچے پڑیں اور جوانا بے اختیار لڑکھڑا کر پیچھے دروازے سے جا ٹکرایا۔ ڈان بجلی کی سی [illegible] سے قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور اس بار اس نے نجانے کہاں سے ایک بڑا [illegible] دھار خنجر نکال لیا۔ اب اس کی آنکھوں میں بھیڑیے کی سی چمک تھی۔ اور وہ خنجر کو اس قدر تیزی سے ہاتھوں میں بدل رہا تھا کہ اس پر نظر نہ ٹک رہی تھی وہ یقیناً خنجر زنی میں بے پناہ مہارت کا عملی دکھائی دیتا تھا۔

"تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے کالے کتے" ——— ڈان نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا خنجر بندوق سے نکلی

ہوئی گولی کی طرح دروازے کے سامنے کھڑے جوانا کے سینے کی طرف بڑھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ جوانا کے سینے میں اپنا راستہ بناتا جوانا کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اڑتا ہوا خنجر اس کے ہاتھ کی تھپکی کھا کر چھناکے کی زوردار آواز کے ساتھ سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرا۔

ڈان جو شاید اس زعم میں کھڑا تھا کہ جوانا اب کسی صورت بھی خنجر کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ اپنے وار کا یہ حشر دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔ اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس قدر مہارت سے خنجر کو راستے میں ہی تھپکی دے کر اس کا رُخ بدلا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ حیرت انگیز واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔

" اب تم اپنے ہاتھ اٹھا دو مسٹر ڈان! ــــ ورنہ تم گولی کو تھپکی دے کر اس کا راستہ نہ بدل سکو گے" ــــ جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رُخ ڈان کی طرف کر دیا تھا۔

" تت ــ تت ــ تم کیا چاہتے ہو" ــــ ڈان نے اس بار خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" صرف اتنا کہ تم ہاتھ اوپر اٹھا دو ــــ اور سنو! ــــ میں دوہرانے کا عادی نہیں ہوں" ــــ جوانا کے لہجے میں غراہٹ اور بڑھ آئی۔ اور ڈان کے دونوں ہاتھ بے اختیار سر سے بلند ہوتے گئے۔

" گڈ! ــ اب تم نے عقلمندانہ فیصلے کرنے شروع کر دیئے ہیں" ــــ جوانا نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

" تم ہو کون ــــ کچھ پتہ بھی تو چلے" ــــ ڈان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" اطمینان سے کرسی پر بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو! ــــ میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں ــــ ورنہ یقین کرو۔ میں اندر داخل ہونے سے پہلے ہی تمہارے سینے میں گولی اتار سکتا تھا"۔ جوانا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور ڈان اس کے بدلے ہوئے لہجے پر ایک لمحے کے لئے حیرت سے اُسے دیکھتا رہا پھر پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں پر رکھ لئے۔ جوانا نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا جیسے دو مدت سے بچھڑے ہوئے دوست کافی عرصے کے بعد گپ شپ کے لئے اکٹھے بیٹھ رہے ہوں۔ ریوالور البتہ اس کے ہاتھ میں ہی موجود تھا۔

" ہاں! ــ اب بتاؤ کہ تمہارا آرتھر سے کیا کام تھا ــــ اور تمہارا کس تنظیم سے تعلق ہے" ــــ جوانا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے" ــــ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت بُری طرح چیخ کر اچھلا۔ لیکن پھر دھم سے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

" سیدھے بیٹھے رہو ــــ اگر تم جھکے تو گولی مار دوں گا" ــــ جوانا

نے غراتے ہوئے کہا اور بے اختیار نیچے کو جھکتا ہوا ڈان یکلخت اکڑ کر سیدھا ہو گیا۔

جوانا نے دراصل اس کے پیر پر اپنے بوٹ سے زور دار ضرب لگائی تھی جس کی بنا پر وہ چیخ مار کر اچھلا تھا۔ اور پھر پیر کی تکلیف کی وجہ سے ہی وہ بے اختیار جھکنے لگا تھا۔ لیکن جوانا کی دھمکی نے اُسے سیدھا کر دیا تھا۔ جوانا نے اب اس کے دونوں پیروں پر اپنے بھاری لانگ بوٹ رکھے ہوئے تھے۔ ڈان کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

"اب اگر جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاؤ گے ——— کچلے ہوئے پیروں کو بڑے سے بڑا سرجن بھی درست نہ کر سکے گا" ——— جوانا نے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— ڈان نے ایک بار پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نئی حرکت کی۔ بات کرتے کرتے وہ یکلخت اچھلا اور اس نے پوری قوت سے جوانا کے چہرے پر ٹکر ماری اور جوانا کرسی سمیت اُلٹ کر پیچھے فرش پر گرا۔ لیکن ڈان کو یہ حرکت بے حد مہنگی پڑی۔ کیونکہ جوانا نے پیچھے اُلٹتے ہوئے ٹریگر دبا دیا تھا اور پھر دو دھماکے بیک وقت ہوئے۔ ایک جوانا کا کرسی سمیت نیچے فرش پر گرنے کا اور دوسرا ریوالور سے گولی چلنے کا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈان کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور تیسرا دھماکہ اس کے کرسی سمیت پیچھے فرش پر گرنے کا ہوا۔ جوانا قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن ڈان اسی

طرح نیچے پڑا ہوا تھا اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کرسی پر جمی ہوئی تھیں

" میں ریوالور کے دھماکے کی وجہ سے ہی تمہیں گولی نہ مار رہا تھا۔ لیکن چلو اچھا ہوا۔ ریوالور کا دھماکہ میری کرسی گرنے کے دھماکے اور تمہاری چیخ تمہاری کرسی کے دھماکے میں دب گئی" ——— جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر ڈان کی کرسی کو سیدھا کر دیا ڈان اچھل کر پہلے کرسی سمیت سیدھا ہوا اور پھر منہ کے بل سامنے فرش پر گر گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ گولی اس کے سینے میں دل پر پڑی تھی۔

" ایک تو یہ لوگ ختم بڑی جلدی ہو جاتے ہیں" ——— جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے ڈان کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ڈان کے جسم پر ہلکا پھلکا لباس تھا اس کی جیبیں خالی تھیں۔ البتہ ایک جیب سے اسے ایک چھوٹا سا کاغذ مل گیا جس پر کوئی فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ جوانا نے کاغذ اپنی جیب میں ڈالا اور پھر جلدی سے ڈان کے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس کے بریف کیس کے ایک خفیہ خانے سے ایک فائل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے فائل کھول کر دیکھی۔ اس میں چار ٹائپ شدہ کاغذ تھے جوانا ان کاغذوں پر سرسری نظر پھیر رہا تھا کہ یکلخت چونک پڑا۔ کاغذوں میں ایکریمیا کی سی۔ آئی۔ اے اور روسیاہ کی کے۔ جی۔ بی کے ساتھ ساتھ سوئٹزرلینڈ کی سرکاری سیکرٹ ایجنسی ٹی۔ ون کے حوالے موجود تھے باقی کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ بہرحال ان حوالوں سے وہ اتنا سمجھ گیا تھا کہ معاملہ اس کے تصور سے بھی بہت اونچا ہے۔

اب ماسٹر عمران کے لئے اس کے پاس کافی مواد جمع ہو گیا تھا اس لئے اس نے فائل جیب میں ڈالی اور دروازے کی طرف پلٹ گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور پھر اسے بند کر کے وہ بڑے ہی مطمئن انداز میں لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل سلور سٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر واپس رانا ہاؤس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے رانا ہاؤس جاتے ہی ماسٹر عمران کو فوراً تلاش کرنا چاہیئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جانے سے سر رحمان کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ایک سرخ رنگ کی کار ہوٹل سے مسلسل اس کے تعاقب میں ہے۔

ورتھا نے گھنٹی بجنے کی آواز سنتے ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ ورتھا سپیکنگ" ـــ ورتھا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"راکی بول رہا ہوں مادام" ـــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کیا رپورٹ ہے" ـــ؟ ورتھا کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"مادام! ـــ میں نے پہاڑیوں کے عقبی طرف کا سرسری سروے کر لیا ہے ـــ اس طرف دو آدمیوں کی جاگیریں ان پہاڑیوں سے بالکل ملحقہ ہیں ـــ ایک نواب شہریار خان ہے۔ جو وہیں قصبہ طورخان میں اپنی شاندار حویلی میں رہتا ہے ـــ اس حویلی کے گرد وسیع اراضی میں پھیلا ہوا ایک گھنا باغ ہے جہاں

نواب شہریار خان کے مسلح افراد ہر وقت پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ نواب ایک سنکی سا بوڑھا ہے اور اس کی ایک نوجوان بیٹی ہے بانو نام ہے اس کا ـــــ دوسری جاگیر ایک شخص سر رحمان کی ہے سر رحمان پاکیشیا میں سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ اور شہر میں رہتے ہیں ـــــ ان کا ایک اکلوتا بیٹا علی عمران ہے جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ آجکل اپنی جاگیر پر آیا ہوا ہے۔ یہ ایک احمق سا نوجوان بتایا جاتا ہے ـــــ وہ کافی عرصے بعد یہاں آیا ہے۔ وہ بھی دارالحکومت میں رہتا ہے" ـــــ راکی نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ـــــ اچھی رپورٹ ہے ـــــ اور اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ جینی کولنیز نواب شہریار خان کی حویلی میں کیوں گئی ہے۔ وہ اس حویلی کو استعمال کرنا چاہتی ہے ـــــ ماہر معدنیات جان نے ہم سے ڈبل رول کھیلا ہے۔ اس نے جینی کو مکمل اطلاعات مہیا کر دی تھیں ـــــ یہ تو اس کی بدقسمتی تھی کہ مجھے اس کی یہاں موجودگی کی رپورٹ مل گئی ـــــ اور تمہاری رپورٹ کے بعد یہ پتہ چل گیا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہے ـــــ بہر حال میں نے جان کو ختم کر کے وہ لیبارٹری اڑا دی ہے تاکہ جان کے۔ وَن کو علیحدہ کرنے کا اصل فارمولا جینی اور روسیاہ والوں تک نہ پہنچ سکے" ـــــ ورتھا نے جواب دیا۔

"لیکن مادام! ـــــ اب جینی کو جان کے قتل کا علم تو ہو جائے گا ـــــ اور پھر وہ یقیناً چوکنا ہو جائے گی" ـــــ راکی نے کہا۔

"ہاں! ـــــ مجھے معلوم ہے ـــــ لیکن میں نے پہلے ہی کے۔ وَن والے پتھروں کو خفیہ ہیڈ کوارٹر میں منتقل کر دیا ہے ـــــ تاکہ وہ انہیں فوراً حاصل نہ کر لے ـــــ ادھر جینی کے خاص آدمی ڈان کے متعلق بھی مجھے پتہ چل گیا ہے ـــــ میں اسے کور کروں گی تاکہ جینی فی الحال اس سے کام نہ لے سکے ـــــ اور جب تک جینی کو سارے ڈرامے کا علم ہو گا ـــــ اس وقت تک میں ان پتھروں کو ایکریمیا منتقل کر چکی ہوں گی۔ اس کے بعد جینی اور روسیاہ والوں کے پاس سوائے سر پٹخنے کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا" ـــــ ورتھا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مادام! ـــــ تو کیا ہمیں جینی اور اس کے گروپ کے خلاف حرکت میں نہیں آنا چاہئے" ـــــ راکی نے پوچھا۔

"ابھی نہیں ـــــ میں جینی کو یہاں اپنی موجودگی سے چونکانا نہیں چاہتی ـــــ کیونکہ سوئٹزرلینڈ میں سرکاری طور پر میں اور میرا گروپ جزائر فجی میں کام کر رہا ہے ـــــ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ گیا کہ جان کی ہوئی ورتھا دراصل میں ہوں تو پھر کے۔ جی۔ بی براہ راست کود پڑے گی ـــــ اور اس کے بعد ایک جنگ شروع ہو جائے گی ـــــ فی الحال تم ایسا کرو کہ کسی طرح نواب شہریار خان کی حویلی میں داخل ہو جاؤ ـــــ اور وہاں جینی اور اس کے گروپ کی نگرانی کرتے ہوئے مجھے رپورٹ دیتے رہنا" ـــــ ورتھا نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! ـــــ میں کوشش کرتا ہوں" ـــــ راکی نے جواب دیا۔

"وقتاً فوقتاً مجھے رپورٹ دیتے رہنا ـــــ لیکن انتہائی محتاط رہنا
گڈ بائی" ـــــ ورتھا نے کہا اور رسیور واپس رکھ دیا۔
رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی
اس چھوٹے سے دفتر نما کمرے سے باہر نکل آئی۔ ایک تنگ سی
راھداری سے گذر کر وہ ایک دروازے میں گھسی تو وہاں ایک
بڑے کمرے میں چار مسلح افراد ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیلنے
میں مصروف تھے۔

ورتھا کے اندر داخل ہوتے ہی ان چاروں نے جلدی سے
پتے میز پر پھینکے اور انتہائی مستعدی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔
"آؤ میرے ساتھ" ـــــ ورتھا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر
واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔ وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں
اس کے پیچھے چل دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا کوٹھی کے پورٹیکو میں کھڑی اپنی سرخ
رنگ کی کار کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ
کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔ جب کہ اس کے پیچھے آنے والے چاروں
افراد میں سے تین پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے اور ایک آگے بڑھ کر
ورتھا کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار کے دروازے بند ہوتے
ہی ورتھا نے کار آگے بڑھا دی۔ پھاٹک کے پاس ایک مسلح آدمی
کھڑا تھا اس نے جلدی سے پھاٹک کھول دیا اور ورتھا کار لیکر
باہر آ گئی۔

"سنو! ـــــ ہم نے ہوٹل سلور سٹار سے جینی کو لینر کے خاص

آدمی ڈان کو اغوا کرنا ہے ـــــ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ہوٹل
سلور سٹار میں دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں رہائش پذیر ہے
میں چاہتی ہوں کہ اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لے آیا جائے اور
پھر یہاں سے اس کے میک اپ میں اپنا آدمی بھیج دیا جائے تاکہ
جینی کی تمام کارروائیاں ہماری نظروں میں رہیں" ـــــ ورتھا
نے کوٹھی سے باہر کار نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! ـــــ لیکن آپ ہمیں حکم کر دیتیں ـــــ ہم
اسے اغوا کر لاتے" ـــــ ساتھ بیٹھے ہوئے سخت چہرے والے
نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈان اہم آدمی ہے ـــــ اس لئے اس آپریشن کی میں خود
نگرانی کرنا چاہتی ہوں" ـــــ ورتھا نے کہا اور اس بار ساتھ بیٹھے
ہوئے نوجوان نے کوئی جواب نہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا نے کار سلور سٹار کی عظیم الشان عمارت
کے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑی اور اسے پارکنگ میں کھڑا کر کے
وہ نیچے اتر آئی۔

"ایک آدمی یہاں کار میں رہے گا" ـــــ ورتھا نے کہا اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتی ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ تین آدمی
اس کے ساتھ چلنے لگے جب کہ ایک کار میں ہی رک گیا۔

ہال میں داخل ہوتے ہی ورتھا سیدھی لفٹ کی طرف
بڑھی اور جب لفٹ انہیں لے کر دوسری منزل پر پہنچی تو لفٹ
سے نکلتے ہی ورتھا چونک پڑی۔ کیونکہ بارہ نمبر کمرے کا دروازہ

لفٹ کے بالکل سامنے تھا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیوہیکل حبشی اس کمرے سے نکل کر لفٹ کی طرف آنے لگا۔ ورتھا نے ایک نظر میں اس کا بغور جائزہ لیا اور پھر سائیڈ میں اس طرح بڑھ گئی جیسے وہ اس پر یہ ظاہر نہ کرنا چاہتی ہو کہ وہ بھی بارہ نمبر میں جانا چاہتی ہے۔

وہ حبشی بڑے اطمینان سے لفٹ میں سوار ہوا اور لفٹ تیزی سے نیچے جانے لگی۔ تو ورتھا بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور بارہ نمبر کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا اور ورتھا ہاتھ میں ریوالور لئے اندر داخل ہوئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ سامنے ہی فرش پر ڈان کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سینے میں گولی لگنے کا سوراخ تھا۔

کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ وہاں ابھی خاصی جنگ ہوئی ہے۔ کرسی الٹی پڑی تھی اور ایک بریف کیس بھی میز پر کھلا ہوا پڑا تھا۔ ورتھا تیزی سے واپس مڑی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"وہ حبشی ڈان کو قتل کر کے کوئی خاص چیز لے گیا ہے"۔ ورتھا نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سب لفٹ میں سوار ہو گئے۔ چند ہی لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچے کر جب باہر پارکنگ کی طرف آئے تو ورتھا نے حبشی کو ایک آٹھ سلنڈر کار میں بیٹھے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے دیکھ لیا۔ وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف

بڑھ گئی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی سرخ کار بھی کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل کر اسی طرف کو مڑ گئی جدھر حبشی کی کار گئی تھی۔

حبشی کی بڑی کار انتہائی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے ورتھا کو بھی کار کو خاصی سپیڈ پر دوڑانا پڑا۔ لیکن اس نے فاصلہ کافی رکھا ہوا تھا تاکہ حبشی کو تعاقب کا احساس نہ ہو سکے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد حبشی کی کار ایک قلعہ نما عمارت کے بڑے گیٹ کے سامنے رک گئی اور جب تک ورتھا کی کار اس عمارت کے سامنے پہنچتی، حبشی کی کار پھاٹک کے اندر جا چکی تھی۔

ورتھا نے کار آگے بڑھا دی اور پھر اس نے کچھ فاصلے پر جا کر کار ایک پارکنگ میں روک دی۔ اور اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے خود بھی نیچے اتر آئی۔

"مجھے اب اس عمارت کے اندر جانا ہو گا ——— تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ یہ حبشی کون ہے ——— اور اس نے ڈان کو قتل کر کے کیا چیز حاصل کی ہے" ——— ورتھا نے قلعہ نما عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مادام! ——— آپ یہیں ٹھہریں ——— ہم اندر جاتے ہیں۔ جب ہم عمارت کو کنٹرول کر لیں گے ——— تب آپ کو اندر بلا لیا جائے گا" ——— سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے والے اس سخت گیر چہرے والے نوجوان نے کہا۔

"نہیں جیمز! ——— مجھے یہ عمارت خاصی پراسرار سی لگ رہی ہے ——— ایسا نہ ہو کہ ہم سب پھنس جائیں ——— اور فی الحال تو

ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اندر کی سچویشن کیا ہے ——— پھر اس
عمارت میں مجھے اندر جانے کا بھی کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا ———
اس لئے میرا خیال ہے کہ مجھے پھاٹک سے اندر جانا پڑے گا۔ تم
سب یہیں رہو ——— اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں ریڈ کاشن
دے دوں گی ——— اس کے بعد تم حرکت میں آ جانا" ——— ورتھا
نے کہا اور سب کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ عمارت کی طرف
بڑھنے لگی۔ لیکن اسی لمحے اُسے خیال آ گیا کہ حبشی نے لفٹ میں
جاتے ہوئے اُسے قریب سے دیکھا ہے۔ اس لئے اگر وہ اسی
صورت میں گئی تو وہ حبشی یقیناً اُسے پہچان لے گا۔ چنانچہ وہ واپس
مڑی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

"میں ذرا سا میک اپ کر لوں" ——— ورتھا نے دروازہ بند کرتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں سے ایک باکس
نکالا اور بیک مرر کی مدد سے میک اپ میں مصروف ہو گئی۔ اس
کے چاروں ساتھی کار سے باہر موجود تھے اور ویسے بھی بلائنڈ کلر
شیشوں کی وجہ سے باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس لئے
ورتھا اطمینان سے میک اپ کرتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا نے باکس واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا
اور بیک مرر میں اپنی شکل دیکھنے لگی۔ اس کی شکل خاصی بدل
گئی تھی۔ اس لئے اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کار
سے نیچے اتر آئی۔

"ریڈ کاشن ملتے ہی تم لوگوں نے حرکت میں آ جانا ہے سمجھ گئے"۔

ورتھا نے کار سے باہر نکلتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"یس میڈم" ——— جواب دیا گیا اور ورتھا سر ہلاتی ہوئی اس
قلعہ نما عمارت کی طرف بڑھ گئی۔

عمارت کے بڑے اور شاندار پھاٹک پر ایک بڑی سی نیم پلیٹ
لگی ہوئی تھی جس پر پیتل کے بنے ہوئے موٹے اور چمکدار حروف میں
"رانا تہور علی صندوقی" کا نام لکھا ہوا تھا۔

"صندوقی ——— یہ کیسا نام ہے" ——— ورتھا نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔
تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک حبشی باہر
نکل آیا۔ یہ وہ حبشی نہ تھا جس کا تعاقب کرتی ہوئی ورتھا یہاں
تک آئی تھی۔ لیکن یہ بھی پہلے حبشی کی طرح قوی ہیکل اور انتہائی
جاندار آدمی تھا۔ اس نے خاکی رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور
اس کی دونوں سائیڈوں سے لٹکے ہوئے ہولسٹروں میں بھاری
ریوالوروں کے دستے صاف نظر آ رہے تھے۔

"ارے مادام روشی آپ" ——— حبشی نے بری طرح چونکتے
ہوئے ورتھا سے مخاطب ہو کر کہا اور ورتھا یہ نیا نام سن کر خود
بھی چونک پڑی۔

"ہاں" ——— ورتھا نے لہجہ بدلتے ہوئے جواب دیا۔ اب ظاہر
ہے وہ اور کیا کہہ سکتی تھی۔

"آپ اتنی مدت کے بعد ——— اوہ! آئیے آئیے ——— اندر
آ جائیے" ——— اس حبشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور خود پھاٹک

کی اس چھوٹی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔
ورتھا نے کندھے جھٹکے اور خود بھی جھک کر اس کھڑکی سے اندر داخل ہو گئی۔ یہ واقعی انتہائی شاندار اور عظیم الشان عمارت تھی جس کا لان ہی بے حد وسیع و عریض تھا۔
"آپ کہاں رہیں مس روشی! ——— بڑا طویل عرصہ ہوا، آپ نظر ہی نہیں آئیں ——— اور ماسٹر عمران نے بھی آپ کا ذکر نہیں کیا"۔ حبشی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
"میں باہر رہی ہوں" ——— ورتھا نے جواب دیا۔
"اوہ مس روشی! ——— آپ کی آواز کو کیا ہوا ——— آواز تو یکسر بدل گئی ہے" ——— حبشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں نے گلے کا آپریشن کرایا ہے" ——— ورتھا نے ذہانت بھرے انداز میں بات بناتے ہوئے کہا اور اس نے دیکھا کہ حبشی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
ورتھا اب اتنی بات تو سمجھ گئی تھی کہ یہ حبشی اسے کوئی مس روشی سمجھ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے جو میک اپ کیا ہے وہ کسی مس روشی سے ملتا ہو۔ اور مس روشی کافی عرصے سے یہاں نہیں آئی اور مس روشی کا تعلق کسی ماسٹر عمران سے ہے۔ لیکن اسے کم از کم اتنی تسلی تھی کہ وہ کسی نہ کسی چکر میں عمارت میں تو داخل ہو گئی ہے۔ ورنہ اس نے تو یہی سوچا تھا کہ وہ رانا تہور علی صندوقی سے ملنے کی خواہش ظاہر کرے گی اور اپنے آپ کو ایک غیر ملکی صحافی پوز کرے گی۔ لیکن اس مس روشی کے چکر میں اسے ان ساری

باتوں کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی۔
"کون ہے جوزف" ——— اچانک برآمدے میں سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور ورتھا نے دیکھا کہ وہی حبشی جس کا تعاقب کرتی ہوئی وہ یہاں آئی تھی، برآمدے میں کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ورتھا کو اب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے ساتھ چلنے والے حبشی کا نام جوزف ہے۔
"جوانا! ——— یہ مس روشی ہیں ——— باس کی پرانی دوست ——— بڑے عرصے بعد آئی ہیں" ——— جوزف نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ورتھا مسکرا دی۔ ساری باتیں خود بخود ہی اس کے علم میں آتی جا رہی تھیں۔ اب دوسرے حبشی کا نام بھی اسے معلوم ہو گیا تھا۔
"مس روشی! ——— یہ جوانا آپ کے بعد باس کے پاس آیا ہے یہ پہلے پیشہ ور قاتل تھا ——— ماسٹر کلرز تنظیم سے اس کا تعلق تھا باس کو ختم کرنے کے مشن پر آیا تھا کہ باس نے اس کو شکست دے دی ——— تب سے یہ باس کے پاس ہے ——— یہیں میرے ساتھ رہتا ہے" ——— جوزف نے برآمدے تک پہنچتے پہنچتے جوانا کا مکمل تعارف کرا دیا۔
"باس کہاں ہے" ——— ورتھا نے پوچھا۔ کیونکہ اب اسے باس سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔
"عمران صاحب! ——— وہ تو غائب ہیں ابھی ——— جوانا نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا ہے کہ وہ اپنے والد

سر رحمان کی آبائی زمینوں پر طور خان گئے ہوئے ہیں اور واپس نہیں آئے" ——— جوزف نے جواب دیا۔

"جوانا! ——— یہ مس روشی ہیں ——— باس کی پرانی دوست ——— ان سے باس کا کوئی کام نہیں چھپا ہوا" ——— جوزف نے جوانا کے قریب پہنچتے ہی ورتھا کا جوانا سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور ورتھا نے جوانا سے رسمی فقروں کا تبادلہ کیا اور جوزف اور جوانا اسے ساتھ لے کر ایک بڑے ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ یہ ڈرائینگ روم بڑے شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔

ورتھا بڑی حیرت سے اس کمرے کی سجاوٹ کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ اس کا جس ملک سے تعلق تھا وہاں اس قدر بھاری فرنیچر اس نے سجاوٹ کے لئے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ ڈرائنگ روم دیکھ کر اسے ایسے اندازہ ہو رہا تھا کہ جیسے وہ کسی قدیم بادشاہ کے محل میں آ گئی ہو۔ اس لئے وہ بے اختیار ایک ایک چیز کو حیرت بھرے انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے پینے کے لئے کیا لاؤں" ———؟ جوزف نے پوچھا اس بار اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ اس میں وہ بے تکلفی کا عنصر مفقود تھا جو اس سے پہلے تھا۔

"کچھ بھی لے آؤ" ——— ورتھا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ——— تو اب بتا دو کہ تم دراصل کون ہو" ———؟ اچانک جوزف کی آواز سنائی دی اور ورتھا اس کی بات سنتے ہی بری طرح

چونک پڑی۔

جوزف کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

"کیا ہوا تمہیں ——— میں روشی ہوں" ——— ورتھا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں اب سے پہلے یہی سمجھ رہا تھا لیکن اب نہیں ——— تم روشی کے میک اپ میں ضرور ہو ——— لیکن روشی ہرگز نہیں ہو۔ ورنہ تم اس ڈرائینگ روم کو اس طرح حیرت سے کبھی نہ دیکھتی۔ کیونکہ یہ ڈرائینگ روم روشی نے خود اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا" ——— جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور ورتھا اس کی بات سنتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"میں اب اسے پہچان گیا ہوں جوزف! ——— میں اسے دیکھتے ہی یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے اسے پہلے کہیں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے یاد نہ آ رہا تھا ——— اور دوسری بات یہ کہ تم اسے ماسٹر عمران کی پرانی ساتھی بتا رہے ہو ——— لیکن اب مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں نے اسے ہوٹل سلور سٹار میں لفٹ سے اترتے ہوئے دیکھا تھا ——— اس کے ساتھ تین اور آدمی تھے" ——— جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ ———" اچانک ورتھا نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے واقعی انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریوالور نکال لیا تھا۔

جوانا نے جوزف کو کہنی مارتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے جوزف

نے بھی اس طرح ہاتھ اونچے کئے جیسے انتہائی مجبوری کے عالم میں
ایسا کر رہا ہو۔

"تم نے ڈان کو کیوں قتل کیا ہے ـــــ اور تم وہاں سے کیا
لائے ہو ـــــ؟" ورتھا نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیا تمہارا تعلق ڈان سے ہے" ـــــ جوانا نے اس کے
سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو مسٹر جوانا ـــــ اور یہ
نہ سمجھنا کہ تم مجھے ڈاج دے سکتے ہو ـــــ اس سے پہلے کہ تمہارے
جسم کو معمولی سی حرکت ہو، تمہارے سینے میں چار گولیاں پیوست ہو
چکی ہوں گی" ـــــ ورتھا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"گڈ! ـــــ تمہارا اعتماد مجھے پسند آیا ہے ـــــ بہرحال تمہارے
سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تو ڈان کو قتل نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس
نے خود ہی ایسا وطیرہ اختیار کیا کہ قتل ہونے پر مجبور ہو گیا" ـــــ
جوانا نے [illegible] ہوئے جواب دیا۔

"[illegible] گئے کیوں تھے ـــــ پوری تفصیل بتاؤ" ـــــ ورتھا
نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتانے میں تو دیر لگے گی ـــــ اور میرے پاس اتنا
[illegible]قت نہیں ہے" ـــــ جوانا نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس
نے پیر کو معمولی سی حرکت دی تو اس نے پیر کے سامنے پڑی ہوئی
تپائی یکلخت اڑتی ہوئی ورتھا کے ہاتھ پر لگی اور ریوالور ورتھا کے
ہاتھ سے یوں نکل کر دور جا گرا کہ ورتھا ایک لمحے کے لئے حیرت

سے اپنے ہاتھ کو ہی دیکھتی رہ گئی۔

"جوزف! ـــــ اس کے ساتھیوں کو دیکھو" ـــــ جوانا نے
تپائی اچھالتے ہی کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ورتھا کوئی اور حرکت کرتی، جوانا کا
بھرپور تھپڑ اس کے گال پر پڑا اور دوسرے لمحے ورتھا چیختی
ہوئی کسی گیند کی طرح اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی۔
لیکن دوسرا لمحہ جوانا کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت
ہوا کہ ورتھا دیوار سے ٹکراتے ہی گھومی اور پھر بالکل اسی
طرح واپس آئی جس طرح گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی
ہے اور اس کی بھرپور فلائنگ کک جوانا کے چوڑے سینے پر
پڑی اور جوانا بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا دروازے کی طرف
مڑتے ہوئے جوزف سے ٹکرایا۔ اور اس اچانک ٹکر کا یہ
نتیجہ نکلا کہ جوانا اور جوزف دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا
کر نیچے گر پڑے۔

ورتھا فلائنگ کک لگا کر بجلی کی تیزی سے قلابازی کھا کر
سیدھی ہوئی اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف اور جوانا دونوں
گر کر اٹھتے۔ وہ ان کے سروں پر پہنچ گئی۔ اس نے
انتہائی برق رفتاری سے جوانا کی گردن پر اپنے پیر کی بھرپور
ضرب لگانی چاہی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختی ہوئی اچھل
کر پشت کے بل نیچے قالین پر گری۔ جوانا نے انتہائی پھرتی
سے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے گھسیٹ لیا تھا۔ اور پھر جوانا

ورتھا سے بھی زیادہ برق رفتاری سے اٹھا۔ ورتھا کی ٹانگ
ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔

دوسرے لمحے ورتھا نے قالین پر پڑے پڑے یکلخت
کر دوسرا پیر جوانا کی ناف کے نیچے مارا اور اس کے سا
جوانا کے ہاتھ سے اس کی ٹانگ خود بخود نکل گئی اور جوانا آ نے
کی طرف جھک گیا۔

ورتھا دونوں کہنیوں کی مدد سے انتہائی تیزی سے چے
ہٹی اور اس نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور اس بار ا ی
دونوں ٹانگیں آگے کو جھکے ہوئے جوانا کی ٹھوڑی پر پڑیں۔ ن
جوانا نے ٹھوڑی پر ضرب کھانے کے باوجود یکلخت ورتھا کے
فضا میں الٹا گھومتے ہوئے جسم کو تھپکی دے کر اچھالا تو تھا
پھلے کی طرح اڑتی ہوئی پچھلی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے صو فے
پر سر کے بل تقریباً دھنس گئی۔

"خاصی تیز جا رہی ہو نقلی مس روشی" ——— جوانا نے زہ ند
لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔

جوزف اب اٹھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔ اور ان دونوں کو
دیکھ رہا تھا۔

"تم جاؤ جوزف! ——— میں اس گڑیا کو سنبھال لوں گا" ———
جوانا نے ورتھا کی طرف بڑھتے ہوئے جوزف سے مخاطب ر
کہا اور جوزف کندھے اچکاتا ہوا باہر نکل گیا۔

جوانا کے قریب آتے ہی صوفے پر سر کے بل دھنسی ہوئی و تھا

ے یکلخت اچھل کر ایک بار پھر جوانا کے سینے پر دونوں پیر جوڑ کر
ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن جوانا بجلی کی سی تیزی سے ایک
طرف ہٹا اور ورتھا اپنے ہی زور میں اچھل کر پشت کے بل
قالین پر آ گری۔ اور جوانا نے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ اب
ورتھا کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اس نے جوانا
کی پنڈلی پر ضرب لگانے کی کوشش کی۔ لیکن جوانا نے پیر کو زور
سے جھٹکا دیا تو ورتھا کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔ اس
کا سانس رک گیا اور آنکھوں کے سامنے یکلخت سیاہ چادر سی
پھیلتی چلی گئی۔

عمران نے مشین گن سنبھالے دوڑتا ہوا اس کمرے کے دروا
سے نکلا اور پھر راہداری کراس کر کے وہ جب ایک کھلے حصے
آیا تو ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ لیکن جب اُسے دوسری طر
سے کوئی چاپ سنائی نہ دی تو وہ اچھل کر آگے بڑھا۔ یہ بڑا کم
تھا۔ لیکن خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کمرے میں نواب صاحب کے
نوکر لاشوں کی صورت میں پڑے ہوتے تھے۔ عمران اُ
کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ ایک برآ
میں پہنچ گیا لیکن نہ ہی جینی نظر آئی تھی اور نہ ہی اس کا نو
اور ساتھی۔ اس برآمدے سے عمران ایک اور راہداری میں
اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ حویلی کے بیرونی رُخ پر پہنچا
وہاں اُسے نواب صاحب کا ایک ملازم ایک سائیڈ پر اطمینا
سے کھڑا نظر آیا۔

"وہ عورت اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" ——— عمران نے
لہجے میں پوچھا۔
"وہ غیر ملکی عورت ——— وہ تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جیپ
میں سوار ہو کر چلی گئی ہے" ——— نوجوان نے بوکھلائے ہوئے
انداز میں کہا۔
"کدھر گئی ہے ——— ؟" عمران نے پوچھا۔
"اُدھر جناب ! ——— باہر باغ کی طرف ——— کیوں جناب !
کیا ہو گیا ہے" ——— نوکر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔
اسی لمحے بانو بھی بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی وہاں
پہنچ گئی۔
"کیا ہوا ——— کہاں گئی وہ حرافہ" ——— ؟ بانو نے ہانپتے ہوئے
پوچھا۔
"وہ جیپ میں نکل گئی ہے ——— اور کوئی سواری ہے یہاں۔
ابھی وہ باغ سے نہ نکلی ہو گی" ——— عمران نے کہا۔
"ہاں ! ——— اُدھر میری جیپ موجود ہے" ——— بانو نے
کہا اور تیزی سے ایک طرف بنے ہوئے بڑے سے بند گیراج
کی طرف بھاگنے لگی۔ عمران اس کے پیچھے لپکا۔ بانو نے بڑی
پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گیراج کا دروازہ کھولا اور پھر تیزی
سے جیپ کی طرف لپکی۔ یہ بڑی لینڈ اوور تھی لیکن بالکل نئے
ماڈل کی۔ جب تک عمران پہنچا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر
اُسے چلا بھی چکی تھی۔ عمران اچھل کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا اور

دوسرے لمحے جیپ بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح گیٹ
سے نکلی اور پھر بے تحاشا دوڑتی ہوئی حویلی کے مین گیٹ
طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد جیپ باغ میں بنی ہوئی ایک سڑک پر دوڑی
جارہی تھی۔ بانو نے ایک جگہ پر تیزی سے موڑ کاٹا اور جیپ
بجائے سیدھا لے جانے کے ترچھی طرف جانے والی سڑک
دوڑانے لگی۔

عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ باغ
اختتام پر خاردار تار کے پاس پہنچ کر تیزی سے گھومی اور پھر د…
طرف کو دوڑنے لگی۔ عمران سمجھ گیا کہ بانو سائیڈ سے شارٹ ک…
کر کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ بانو کی ذہانت
دل میں قائل ہو گیا۔

"میں اسے نہیں چھوڑوں گی عمران" ——— بانو نے پہلی بار…
کھولتے ہوئے کہا۔

"بالکل نہ چھوڑنا ——— میرا ستارہ یقیناً اب ترقی پر ہے کہ…
کی بجائے دو دو مل رہی ہیں" ——— عمران نے مسکرا…
ہوتے جواب دیا۔

بانو نے ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کی طرف د…
اس کا انداز بتا رہا تھا کہ عمران کے اس پوزیشن میں بھی مذاق
کرنے پر حیران ہو رہی ہو۔

چند لمحوں بعد مین گیٹ نظر آنے لگا۔ اس وقت مین گیٹ…

بند کیا جارہا تھا۔ بانو نے جیپ وہاں جا کر روکی۔

"وہ غیر ملکی عورت یہاں پہنچی ہے" ——— بانو نے تیز اور
اونچی آواز میں وہاں موجود مسلح افراد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ تو بی بی جی ابھی جیپ میں باہر گئی ہے ——— ہم نے
مہمان سمجھ کر گیٹ کھول دیا تھا" ——— ایک نے مودبانہ لہجے میں
جواب دیا۔

"چلو اس کے پیچھے چلتے ہیں ——— چھوڑنا تو نہیں اسے" ———
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بانو نے یکلخت جیپ گیٹ کی
طرف موڑ دی۔ چونکہ بڑے سے گیٹ کا صرف ایک پٹ ہی بند
تھا اس لئے دوسرے کھلے پٹ سے وہ آسانی سے جیپ باہر نکال
کر لے گئی۔ گیٹ سے پکی سڑک وائیں طرف کو مڑ جاتی تھی اور وہ
تقریباً دو فرلانگ آگے جا کر مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ بانو نے جیپ
کی رفتار بڑھا دی۔ اور جیپ جیسے فضا میں اڑتی ہوئی مین روڈ
کی طرف بڑھنے لگی۔

مین روڈ کے قریب پہنچتے ہی ایک موڑ تھا۔ بانو نے جیسے
ہی موڑ کاٹا۔ اس نے پوری قوت سے بریک لگائے اور جیپ
کے ٹائر خوفناک انداز میں چیختے ہوئے سڑک کے سینے پر جم گئے۔
مین روڈ کے قریب ہی ایک جیپ کھڑی تھی۔ بانو نے اپنی جیپ
اس کے قریب جا کر روک دی۔ اور عمران اچھل کر نیچے اترا لیکن
وہاں پہلے سے کھڑی ہوئی جیپ خالی تھی۔ بانو بھی تیزی سے
نیچے اتر آئی تھی۔

"وہ کہاں جاسکتی ہے" ـــــ بانو نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا
"ہوسکتا ہے کہ وہ کسی بس میں سوار ہو گئے ہوں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اردگرد دُور دُور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ جن میں فصلیں اتنی اونچی بھی نہ تھیں کہ جن سے خطرہ ہوتا کہ وہ لوگ کسی فصل میں چھپ گئے ہوں۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں ابھی بس کو پکڑ لوں گی" ـــــ بانو نے کہا اور دوبارہ جیپ میں سوار ہو گئی۔ عمران بھی منہ بناتا ہوا دوبارہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور بانو نے دارالحکومت کی طرف رُخ کر کے جیپ کو پوری رفتار سے دوڑا دیا۔ راستے میں دو کاروں اور ایک ٹرک کو انہوں نے کراس کیا۔ لیکن ان میں بھی جینی اور اس کے ساتھ موجود نہ تھے۔ چونکہ یہ روڈ بالکل آف سائیڈ تھی اس لئے اس پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔

"وہ کہیں اور نکل گئے ہیں ـــــ ہو سکتا ہے کسی مخالف سمت میں جانے والی بس پر بیٹھ گئے ہوں ـــــ واپس چلو ـــــ وہاں وہ نقلی بانو موجود ہے ـــــ ہو سکتا ہے اس سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں" ـــــ کافی دُور نکل آنے کے بعد عمران نے کہا اور بانو نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار آہستہ کی اور پھر اُسے موڑ کر واپس چل پڑی۔

تھوڑی دیر بعد وہ باغ کے گیٹ میں داخل ہوئے اور جب وہ حویلی میں پہنچے تو وہاں افراتفری کا سا عالم تھا نوکر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

"کیا ہوا" ـــــ؟ بانو نے جیپ روک کر نیچے اترتے ہوئے ایک ملازم سے پوچھا۔

"نواب صاحب کی طبیعت بے حد خراب ہے ـــــ ڈاکٹر سمیع آئے ہوئے ہیں" ـــــ ایک نوکر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور بانو بے تحاشا دوڑتی ہوئی حویلی کے اندرونی طرف کو بڑھ گئی۔

"وہ لڑکی کہاں ہے جو نقلی بانو بنی ہوئی تھی" ـــــ عمران نے ایک ملازم سے پوچھا۔

"وہ نقلی بانو ـــــ اُسے تو شکورے نے گولی مار دی ہے۔ اس نے نواب صاحب کو زخمی کر دیا تھا ـــــ نواب صاحب اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ اچانک اس نے ایک خنجر سے نواب صاحب پر حملہ کر دیا ـــــ نواب صاحب کے باڈی گارڈ شکورے نے اُسے گولی مار دی۔ لیکن شائد وہ خنجر زہریلا تھا۔ کیونکہ نواب صاحب کی حالت یکلخت بگڑ گئی تھی۔ اب ڈاکٹر آیا ہے" ـــــ ملازم نے پوری رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور عمران نے منہ بنا لیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب وہ صرف نواب صاحب کی حالت کا پتہ کرنے کے لئے بیٹھا تھا ورنہ اس کا یہاں رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد بانو باہر آئی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ نواب شہریار خان کی حالت اب سنبھل گئی ہے۔

"کیا ہوا تھا" ——— عمران نے پوچھا اور بانو نے وہی کہانی
دوہرا دی جو اس سے پہلے ملازم، عمران کو بتا چکا تھا اور ساتھ
ہی اس نے بتایا کہ ڈاکٹر کی بروقت امداد کی وجہ سے اب نواب
صاحب کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی ہے۔
"یہ ڈاکٹر اتنی جلدی کیسے میسر آ گیا" ——— عمران نے پوچھا۔
"یہ ہمارا فیملی ڈاکٹر ہے ——— یہیں حویلی میں ہی مستقل طور پر
رہتا ہے" ——— بانو نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتے ہوئے
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"اچھا مس بانو بس ——— نواب صاحب کو میری طرف سے
پوچھ لینا ——— اور اب مجھے اجازت ہو تو میں چلا جاؤں" ———
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں ——— اب تم اس طرح واپس نہیں جا سکتے ———
مجھے بتاؤ کہ یہ سارا چکر کیا ہے ——— تم یقیناً بہت کچھ جانتے
ہو" ——— بانو نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔
"چکر کیا ہونا ہے مس بانو ——— بس قسمت کا ہی چکر ہے
یا ایک نہیں ملتی ——— یا دو دو کی امید لگ جاتی ہے ——— لیکن
پھر آخر میں ٹائیں ٹائیں فش والا معاملہ ہو جاتا ہے" ——— عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔
"میں کہتی ہوں رک جاؤ ——— اور سنجیدگی سے بتاؤ ——— میں
تمہیں اس طرح نہیں جانے دوں گی" ——— بانو نے اس بار
انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں ——— سب کچھ تمہارے سامنے ہے ——— پہلے تو
تمہاری اپنی عقل ہی ماشاءاللہ بہت تیز ہے کہ تم مجھے ہی کوٹے
سے پیٹ کر معلومات حاصل کرنے کے چکر میں پڑ گئیں ——— اور
پھر نواب صاحب تو نورٌ علیٰ النور ہی ثابت ہوئے کہ اس لڑکی
کو بھی زندہ نہ رکھ سکے کہ چلو اس سے ہی کچھ معلومات حاصل ہو
جاتیں" ——— عمران نے جواب دیا۔
"تم اب کہاں جاؤ گے ——— چلو میں تمہیں چھوڑ آتی ہوں" ———
بانو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"میں تو اب واپس دارالحکومت جاؤں گا" ——— عمران
نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ——— میں تمہارے ساتھ چلوں گی ——— ڈاکٹر سمیع
ابا جان کو سنبھال لے گا" ——— بانو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
"میرے ساتھ ——— ارے کیوں میرا کباڑہ کرانا چاہتی ہو ———
ڈیڈی نے اتنی جوتیاں مارنی ہیں کہ کھوپڑی پلپلی ہو جائے گی
میری" ——— عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"بکواس مت کرو ——— میں وہاں ہوٹل شبستان میں رہ لوں گی
وہ ہمارا اپنا ہوٹل ہے ——— لیکن اب میں اس جینی کو لینیز کو سزا
دے کر ہی واپس آؤں گی ——— اس نے ابا جان کی نہ صرف
توہین کی ہے ——— بلکہ انہیں قتل کرنے کی بھی کوشش کی
ہے" ——— بانو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ہر قیمت پر ساتھ
جانے کا فیصلہ کر چکی ہو۔

"لیکن وہاں دارالحکومت میں جاکر کیا جینی کولینز کی تلاش
اشتہار اخبار میں دوگی ـــــ اب جینی کولینز تمہارے استقبا
کے لئے پھولوں کا ہار لئے سڑک پر تو نہ کھڑی ہوگی" ـــــ عمرا
نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اُسے ہر قیمت پر تلاش کروں گی ـــــ ہر قیمت پر
یہ میرا فیصلہ ہے ـــــ میں دارالحکومت ضرور جاؤں گی" ـــــ
بانو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــــ اگر ایسی بات ہے تو چلو" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو! ـــــ میں ابا جان سے بات کر کے ابھی آ
ہوں" ـــــ بانو نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر تیزی
سے واپس حویلی کی طرف بڑھ گئی۔ اور عمران کھڑا اُسے حویلی
میں جاتے دیکھتا رہا۔

پھر جیسے ہی بانو حویلی کے اندر گئی، عمران بجلی کی سی تیزی
سے جیپ کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ جیپ دوڑا
ہوا حویلی کا مین گیٹ کراس کر چکا تھا۔

"ایک سنبھالی نہیں جاتی ـــــ یہ دوسری گلے پڑ رہی ہے"
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیپ دوڑاتا ہوا باغ کی درمیا
سڑک پر آگے بڑھتا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گیٹ پر پہنچ گیا۔ جیپ کو دیکھتے ہی د
سے گیٹ کھول دیا گیا تھا۔ عمران نے جیپ گیٹ پر روکی او

پھر ایک ملازم سے مخاطب ہوا۔

"سنو! ـــــ مس بانو آئیں تو انہیں کہہ دینا کہ وہ دارالحکومت
آنے کی تکلیف نہ کریں ـــــ جینی سے نکاح پڑھواتے ہی
میں ہنی مون منانے اُسے یہیں حویلی میں ہی لے آؤں گا"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیپ آگے بڑھادی۔
ملازم منہ پھاڑے وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اس کی سمجھ
میں شائد عمران کی بات نہ آئی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ بانو کی
سمجھ میں اس کی بات ضرور آجائے گی۔

جینی کو لنیز کمرے سے باہر نکلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے
دوڑتی ہوئی بڑے کمرے میں آئی جہاں اس کے دوسرے ساتھی
کھڑے تھے۔
"میرے پیچھے آؤ۔۔۔ جلدی"۔۔۔ جینی نے چیختے ہوئے
کہا اور اسی بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔
چند لمحوں بعد وہ حویلی کے بیرونی حصے میں پہنچ گئی تھی۔ اور
وہاں پہنچتے ہی اسے وہ جیپ نظر آگئی جس پر انہیں دارالحکومت
سے لے آیا گیا تھا۔ جینی اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور پھر
اس کے ساتھیوں کو جیپ میں بیٹھنے کے لئے چھلانگیں لگانی
پڑیں۔ کیونکہ جینی نے ان کے بیٹھنے کا انتظار کئے بغیر جیپ کو
ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا تھا۔ اور پھر وہ اسے بے تحاشا انداز
میں دوڑاتی ہوئی حویلی کے مین گیٹ سے نکل کر باغ کی درمیانی

سڑک پر پہنچ گئی۔
مین گیٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی جینی نے زور زور سے ہارن
بجانا شروع کر دیا۔ اور پھر مین گیٹ اس کی جیپ کے پہنچنے سے
پہلے ہی کھول دیا گیا۔ جینی طوفانی رفتار سے جیپ چلاتی ہوئی آگے
بڑھی اور اب اس کا رخ مین روڈ کی طرف تھا۔ اس کے ساتھی
خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے سوالیہ نشان بنے ہوئے
تھے لیکن ان میں سے کسی کی بھی جرأت نہ تھی کہ وہ جینی سے
سوال کر لیتا۔ اس لئے وہ خاموش اور قدرے سہمے ہوئے بیٹھے تھے
مین روڈ پر جیسے ہی جینی کی جیپ پہنچی اسے دور سے
ایک مسافر بس آتی دکھائی دی۔ یہ بس دارالحکومت کی طرف سے
آ رہی تھی۔ جینی نے جلدی سے جیپ روکی اور پھر اچھل کر
نیچے آئی اور سڑک پر آ کر بس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھی
بھی نیچے آگئے تھے۔
بس ان کے قریب آ کر رک گئی اور کنڈیکٹر نے دروازہ کھولا
تو جینی لپک کر اس میں سوار ہو گئی۔ جینی کے ساتھی اس کے
پیچھے تھے اور دوسرے لمحے بس آگے بڑھ گئی۔
"یس مس!۔۔۔ آپ نے کہاں جانا ہے"۔۔۔ کنڈیکٹر نے
مودبانہ لہجے میں پوچھا کیونکہ بہرحال جینی غیر ملکی ہی تھی۔
"یہ بس کدھر جا رہی ہے"۔۔۔ جینی نے سیٹ پر بیٹھتے
ہوئے پوچھا۔
"زاران جا رہی ہے مس"۔۔۔ کنڈیکٹر نے جواب دیا۔

"ادھر سے دار الحکومت کو بھی کوئی سڑک جاتی ہے" —— جینی نے پوچھا۔

"اوہ! —— پھر تو آپ غلط بس پر بیٹھ گئی ہیں —— دار الحکومت کی طرف سے تو یہ بس آ رہی ہے" —— کنڈیکٹر نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا! —— میں سمجھی کہ یہ دار الحکومت کو جاتی ہے" —— جینی نے جان بوجھ کر افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا حالانکہ وہ جان بوجھ کر اس بس میں بیٹھی تھی۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ اگر اس کا تعاقب کیا گیا تو آنے والے لازماً دار الحکومت کی طرف ہی جائیں گے

"آپ فکر نہ کریں مس —— میں آپ کو اگلے سٹاپ پر دار الحکومت والی بس پر بٹھا دوں گا —— وہ ہماری کمپنی کی ہی بس ہو گی" —— کنڈیکٹر نے کہا اور جینی نے سر ہلا دیا۔

اور پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد جب بس ایک چھوٹے سے قصبے کے سٹاپ پر رکی تو کنڈیکٹر نے اسے نیچے آنے کے لئے کہا اور جینی اپنے ساتھیوں سمیت نیچے اتر آئی۔ دوسری طرف واقعی اسی کمپنی کی ایک بس کھڑی ہوئی تھی۔ کنڈیکٹر نے بس کے کنڈیکٹر سے بات کی اور پھر جینی اور اس کے ساتھیوں کے لئے بس کے اگلے حصے میں سیٹیں خالی کرا دی گئیں اور وہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اس نے پہلی بس کے کنڈیکٹر کا نہ صرف زبانی شکریہ ادا کیا بلکہ اس نے اسے ایک چھوٹا نوٹ انعام کے طور پر دے دیا۔ کنڈیکٹر اسے سلام کر کے واپس اتر گیا اور پھر اس بس نے تقریباً

دو گھنٹوں بعد انہیں دار الحکومت کے مین بازار کے قریب اتار دیا۔ جینی نے وہاں سے ٹیکسی پکڑی اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل شبستان پہنچ گئی۔

ہوٹل میں اپنے کمرے میں پہنچتے ہی جینی نے اپنا سامان اکٹھا کیا اور پھر اس نے ہوٹل کا کمرہ خالی کر دیا اور ٹیکسی پکڑ کر وہ اس سے کافی فاصلے پر ایک اور ہوٹل الپائن میں منتقل ہو گئی اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ چونکہ وہ بھی ہوٹل شبستان میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن ہوٹل شبستان چھوڑنے کے بعد اس نے انہیں اپنے ساتھ رکھنے کی بجائے کسی اور ہوٹل میں منتقل ہونے کی ہدایت کی۔

ہوٹل الپائن کے کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے رسیور اٹھایا اور آپریٹر سے ایک نمبر ملانے کے لئے کہا۔ آپریٹر نے نمبر ملا دیا۔

"لیں ڈان سپیکنگ" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جینی" —— جینی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام آپ! —— آپ تو اس نواب کی حویلی میں گئی ہوئی تھیں" —— ڈان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں! —— میں وہاں سے آ گئی ہوں —— یہ بتاؤ کہ سرجان کے قتل کا کیا ہوا —— ؟" جینی نے پوچھا۔

"ابھی تک تو فائنل رپورٹ نہیں ملی —— ڈان نے جواب دیا۔

"سنو! — اب یہ مشن کینسل کر دو — اس کی اب ضرورت نہیں رہی — نواب شہریار خان والا پلان فیل ہو گیا ہے — تم ایسا کرو کہ کسی کو جان کی لیبارٹری میں بھیجو اور اس سے رابطہ قائم کر کے معلوم کرو کہ وہ کس سٹیج پر پہنچا ہے تاکہ میں اس کی رپورٹ کے مطابق نئے سرے سے پلاننگ کر سکوں" — جینی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! — میں ابھی آرتھر کو بلواتا ہوں — وہ جان سے رابطہ قائم کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ جان کو کھانے پینے کی اشیاء سپلائی کرتا ہے اور وہ تھا کو بھی یہ علم نہیں ہے کہ آرتھر ہمارا آدمی ہے" — ڈان نے جواب دیا۔

"گڈ! — مجھے فوراً رپورٹ دینا — لیکن اب فون پر نہیں۔ بلکہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر" — جینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر آپریٹر سے اس نے ایک فارن کال ملانے کے لئے کہا۔

"یس ورلڈ سٹار آرگنائزیشن" — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ممبر الیون تھرٹی تھری سکس سیون — مجھے ایک آدمی کے بارے میں ریکارڈ معلوم کرنا ہے" — جینی نے اپنا کوڈ نمبر دہراتے ہوئے کہا۔ وہ ورلڈ سٹار آرگنائزیشن کی باقاعدہ ممبر تھی اس آرگنائزیشن کا کام دنیا بھر کے سرکاری ایجنٹوں، جاسوسوں، پیشہ ور قاتلوں اور معروف مجرموں کے بارے میں ریکارڈ جمع کرنا تھا اور

پھر وہ یہ معلومات اپنے ممبرز کو بھاری معاوضے کے بدلے فروخت کرتے تھے۔

"تفصیلات بتلائیے اور اپنا فون نمبر" — ؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نام علی عمران — والد کا نام سر رحمان — ملک پاکیشیا — والد پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے" — جینی نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ اس نے عمران کے انداز میں جو پھرتی تیزی اور ذہانت دیکھی تھی اس سے اسے خیال آیا تھا کہ ایسا شخص لازماً کسی نہ کسی صورت میں جرائم سے وابستہ ہے۔ اس لئے اس نے ورلڈ سٹار آرگنائزیشن کو فون کیا تھا کہ اگر واقعی جرائم کی دنیا سے اس کا تعلق ہے تو پھر یہاں اس کا ریکارڈ لازماً ہوگا اور اگر اس کا ریکارڈ موجود نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک عام سا نوجوان ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

"ارے کیا آپ اس علی عمران کی بات کر رہی ہیں جو پاکیشیا میں رہتا ہے" — دوسری طرف سے سننے والے نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! — میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا میں رہتا ہے — اور اس کا والد پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس —" جینی نے اس بار چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری طرف سے بولنے والے نے اس کا فقرہ کاٹ دیا۔

"اس کے والد کو چھوڑیں ۔۔۔ اس کی بھلا کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔ سنیں ۔۔۔ ہماری آرگنائزیشن میں اس کا ریکارڈ تھا۔ لیکن بعد میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ ریکارڈ تلف کر دیا گیا ۔۔۔ اور اب آرگنائزیشن کی طرف سے تو آپ کو یہی جواب ملے گا کہ اس قسم کے آدمی کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے ۔۔۔ لیکن میں چونکہ ایک بار ذاتی طور پر اس سے ٹکرا چکا ہوں اس لئے میں آپ کو آپ کے فائدے میں بتا رہا ہوں کہ علی عمران دنیا کا خوفناک ترین آدمی ہے۔ آدمی نہیں بلکہ عفریت ہے ۔۔۔ مجرموں اور مخالف سرکاری ایجنٹوں کا خون پی جانے والا عفریت ۔۔۔ بظاہر وہ انتہائی احمق سا نوجوان ہے ۔۔۔ لیکن اس کے ہاتھوں بڑی بڑی جغادری تنظیمیں اور ایکریمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاورز کی سرکاری ایجنسیوں کے سپر ایجنٹ اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں ۔۔۔ وہ بڑے نامعلوم انداز میں اپنا گھیرا تنگ کرتا رہتا ہے اور پھر جب آخری ضرب لگاتا ہے تو مخالف کے پاس سوائے موت کے کچھ باقی نہیں رہتا ۔۔۔ اس لئے اگر آپ اس سے ٹکرا چکی ہیں تو فوری طور پر پاکیشیا چھوڑ دیں ۔۔۔ اور اگر نہیں ٹکرائیں تو پھر کسی صورت بھی اس کے مقابل نہ آئیں ۔۔۔ ویسے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا باس ایکسٹو دنیا کے خوفناک ترین ایجنٹ ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے قصیدے گانے

شروع کئے تو جینی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ ورلڈ سٹار آرگنائزیشن کا آدمی اس نوجوان کے بارے میں یہ سب باتیں کر رہا ہے جو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا احمقوں جیسی حرکتیں کر رہا تھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ۔۔۔؟" جینی سے آخر رہا نہ گیا تو وہ بول ہی پڑی۔

"جو آدمی پہلی بار پاکیشیا جاتا ہے اسے یقین نہیں آتا اور فی الحال آپ کو بھی یقین نہ آئے گا ۔۔۔ اور پھر یہ یقین اس وقت آئے گا جب واپسی کی گنجائش ہی باقی نہ رہے گی" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا ۔۔۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو جانتے ہو"۔ جینی نے ایک لمحہ رک کر پوچھا۔

"صرف ایک کو ۔۔۔ اور بھی اتفاق سے جان گیا تھا۔ وہ سوئس لڑکی ہے ۔۔۔ جولیانا فٹز واٹر اس کا نام ہے ۔۔۔ اچھا گڈ بائی۔ میں نے آپ کو صرف ہمدردی کی بنا پر اتنا کچھ بتا دیا ہے ویسے ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جینی نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ جولیانا فٹز واٹر کا نام سامنے آتے ہی اس کے ذہن میں ہوٹل شبستان کے سبزہ زار میں موجود اس گروپ کی شکلیں ابھر آئیں جن میں وہ سوئس لڑکی بھی بیٹھی تھی جس نے اپنا نام جولیانا فٹز واٹر بتایا تھا اور جینی صرف

اس کی قومیت کو محسوس کر کے اس سے ملنے چلی گئی تھی۔

"اوہ! —— اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ پہلے سے ہی ہماری تاڑ میں وہاں موجود تھے —— اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پلان سے پہلے ہی واقف ہے" —— جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ بیٹھی مسلسل سوچ رہی تھی کہ ان معلومات کو سامنے رکھ کر وہ کیا پلاننگ کر سکتی ہے اس کی خوبصورت پیشانی شکنوں سے بھرپور تھی۔ لیکن پھر جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اس کی پیشانی پر موجود شکنیں ایک ایک کر کے غائب ہوتی گئیں۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے ایک نیا اور اچھوتا منصوبہ ترتیب دے لیا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ورتھا اور اس کے گروپ کے پیچھے لگا دے گی۔ اور خود ان دونوں کے الجھنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا مشن مکمل کرے گی۔ یہ سوچتے ہوئے وہ اٹھی اور اس نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور اسے لے کر باتھ روم میں گھس گئی۔ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے اس نے شاور کھول دیا اور خود بریف کیس کو ایک کونے میں رکھ کر کھولنے لگی۔ اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی جدید ترین ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس ٹرانسمیٹر کے اوپر ایک چھوٹا سا بگل لگا ہوا تھا۔

جینی نے اس کے مختلف بٹن دبائے اور پھر بگل سے اپنا کان لگا دیا۔ یہ بظاہر چھوٹا سا ٹرانسمیٹر دراصل ورلڈ رینج کا ——

ٹرانسمیٹر تھا جو اپنا رابطہ ایک مخصوص مصنوعی سیارے کے ذریعے کرتا تھا۔ اس لئے اس سے پوری دنیا میں نہ صرف کال آسانی سے کی جا سکتی تھی بلکہ اس کی کال کہیں کیچ بھی نہ ہو سکتی تھی۔ یہ روسیاہ والوں کی خصوصی ایجاد تھی اور یہ جی۔ پی کے خاص ایجنٹوں کے استعمال میں رہتی تھی۔

"ہیلو —— ہیلو —— جینی کولنیز کوڈ زیرو زیرو الیون تھری —— بلیو ڈیتھ کالنگ چیف آف ڈبل زیرو سیکشن اوور" ——

جینی نے بٹن دباتے ہی بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس —— چیف باس ڈبل زیرو سیکشن اٹنڈنگ۔ اوور"۔

اچانک ایک انتہائی بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف باس! —— میں مشن زیرو پوائنٹ پر پاکیشیا میں موجود ہوں —— یہاں ایک شخص علی عمران سے اچانک ٹکراؤ ہو گیا ہے —— میں نے ورلڈ شار آرگنائزیشن سے اس کے متعلق پوچھا ہے تو انہوں نے غیر سرکاری طور پر اسے انتہائی بھیانک آدمی بتایا ہے —— یہاں ایکریمین ڈبل ایجنٹ ورتھا بھی موجود ہے اس لئے میں نے پروگرام بنایا ہے کہ ورتھا اور اس کے ساتھیوں کو عمران سے لڑا دیا جائے اور خود مشن مکمل کر لیا جائے —— میں نے کال اس لئے کی ہے تاکہ آپ سے اپنی پلاننگ کنفرم کرا لوں۔ اوور" —— جینی نے کہا۔

"اگر تم علی عمران سے ٹکرا گئی ہو تو پھر تمہارے مشن میں کامیابی کا ایک فیصد چانس نہیں رہا —— تمہارے مشن کی پلاننگ ایسی

کی گئی تھی کہ اس میں عمران کہیں بھی نہ آتا تھا ۔۔۔ پھر تم اس
سے کیسے ٹکرا گئیں ۔۔۔ تفصیل بتاؤ ۔ اوور " ۔۔۔ دوسری
طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔

اب جینی کو پوری طرح یقین آ گیا کہ ورلڈ سٹار آرگنائزیشن والے
نے اس عمران کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ بالکل درست تھا ۔ اور
پھر اس نے جواب میں ہوٹل میں میجک شو سے لے کر نواب
شہریار خان کی حویلی میں پہنچنے ، وہاں پہلے سے موجود علی عمران
سے ٹکرانے اور پھر وہاں سے فرار ہو کر واپس پہنچنے تک پوری
تفصیل بتا دی ۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہارا مشن لیک آؤٹ ہو چکا ہے
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہاری مکمل نگرانی کر رہی ہے ۔۔۔ تم
فوری طور پر اپنا مشن ختم کر کے واپس سوئٹزرلینڈ چلی جاؤ ۔ اب
تمہارے لئے یہی بہتر ہے ۔۔۔ ہم کوئی اور پارٹی بھیجیں گے
اوور " ۔۔۔ چیف نے کہا ۔

" لیکن باس ! ۔۔۔ اس طرح تو وہ ورتھا اپنے مشن میں
کامیاب ہو جائے گی ۔۔۔ کیونکہ میرا تو جان سے رابطہ ہے ۔
اور جان نے ہی آخری رپورٹ میں مشن کے قابل عمل ہونے یا
نہ ہونے کا فیصلہ کرنا ہے ۔ اوور " ۔۔۔ جینی نے حیرت بھرے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔ جیسے اسے چیف کے اس حکم
پر حیرت ہوئی ہو ۔

" ہاں ! ۔۔۔ یہ بات تو ہے ۔۔۔ تو پھر تم ایسا کرو کہ اپنی تمام

سرگرمیاں ختم کر کے صرف ورتھا کی نگرانی کرو ۔۔۔ جب ورتھا
اپنے مشن کے قریب پہنچے تو اس وقت میں دوسری ٹیم بھیج
دوں گا ۔۔۔ اور فائنل ضرب وہی ٹیم لگائے گی ۔۔۔ اس
طرح تم آؤٹ آف پکچر رہو گی ۔۔۔ ورنہ عمران لازماً تمہیں کرش
کر دے گا ۔ اوور " ۔۔۔ چیف باس نے کہا ۔

" باس ! ۔۔۔ جو پلان میں نے بتایا ہے اس کے متعلق کیا
خیال ہے ۔ اوور " ۔۔۔ جینی نے پوچھا ۔

" وہ انتہائی احمقانہ پلان ہے جینی ! ۔۔۔ تم عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے اصل پلان لانا چاہتی ہو ۔۔۔ اگر
انہیں معمولی سی بھنک بھی لگے ۔ ون کی پڑ گئی تو پھر کسے ۔ ون
کا ایک ذرہ بھی کوئی حاصل نہ کر سکے گا ۔۔۔ ابھی اس کی
اطلاع صرف سوئٹزرلینڈ کی حکومت کو ہی ہو سکی ہے ۔ اور
سوئٹزرلینڈ کی حکومت چونکہ غیر فوجی ہے اس لئے اس نے
ایکریمیا تک یہ اطلاع پہنچا دی ۔۔۔ لیکن ایکریمیا ہمارے خوف
کی وجہ سے براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا ۔۔۔ اس لئے
اس نے اپنی ڈبل ایجنٹ ورتھا کے ذریعے یہ پلان مکمل کرانا
چاہا ہے ۔۔۔ لیکن وہ جان کو وہاں لے جانے اور اس
پر پلان اوپن کرنے پر مجبور تھے ۔۔۔ کیونکہ جان ہی اسے دریافت
کرنے والا تھا ۔۔۔ اب اس بات کا ایکریمیا کو تو علم ہی نہیں
کہ جان دراصل ہمارا آدمی ہے اس لئے جو کچھ وہ ہم سے چھپا
رہے تھے وہ جان کے توسط سے ہم تک پہنچ چکا ہے ۔ ہم

نے بھی تمہیں اس مشن پر صرف اس لئے لگا دیا تھا کہ ایکریمیا کی حکومت نہ چونکے ــــــ لیکن اب تمہارے عمران سے ٹکرانے کے بعد ساری صورت حال ہی بدل گئی ہے ــــــ اب تم بے کار ہو چکی ہو۔ اوور" ــــــ چیف باس نے کرخت انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن باس! ــــــ میں ورتھا کے مقابلے میں شکست تسلیم نہیں کر سکتی ــــــ یہ میری موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔ اوور" ــــــ جینی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" تو پھر ایسا کرو کہ عمران سے مل کر اسے اپنے اور ورتھا کے متعلق سب کچھ بتا دو ــــــ تاکہ یہ مشن مکمل طور پر ہی ختم ہو جائے اور کے۔ وَن جیسی انتہائی نایاب دھات ہمارے مقابلے میں استعمال ہو۔ اوور" ــــــ چیف باس نے انتہائی طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرا یہ مطلب نہیں باس! ــــــ میں عمران اور ورتھا دونوں کو شکست دینا چاہتی ہوں ــــــ آپ پلیز اس پہلو کو سامنے رکھ کر مجھے ہدایات دیں۔ اوور" ــــــ جینی نے منت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا ریکارڈ اب تک بہت اچھا رہا ہے اس لئے میں تمہیں ختم نہیں کرانا چاہتا ــــــ لیکن میں ورتھا کے مقابلے میں تمہاری نفسیات بھی سمجھتا ہوں ــــــ اس لئے تم ایسا کرو کہ بالکل ہی نیا پلان بناؤ ــــــ تم جان سے مل کر اسے

ہدایت دے دو کہ وہ فائنل رپورٹ ناکامی کی دے دے۔ اس طرح ایکریمیا خود بخود پیچھے ہٹ جائے گا ــــــ اس کے بعد تم جان سے مل کر ورتھا کا خاتمہ کر دو ــــــ اس کے بعد خاموشی سے واپس چلی جاؤ ــــــ عمران کو اس طرح اصل مشن کا پتہ نہ چل سکے گا ــــــ پھر کچھ عرصہ ٹھہر کر ہم نیا مشن ترتیب دیں گے اور خاموشی سے کے۔ وَن وہاں سے نکال کر روسیاہ منتقل کر دیں گے۔ اوور" ــــــ چیف باس نے کہا۔

" یہ ٹھیک رہے گا باس! ــــــ اس میں بس اتنی ترمیم کر دیں کہ ورتھا کے خاتمے کے بعد میں عمران کا خاتمہ بھی کر دوں۔ تاکہ آئندہ کے لئے یہ احمق پھر رکاوٹ نہ بن سکے۔ اوور" ــــــ جینی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے جینی! ــــــ اگر یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو عمران اب تک لاکھوں بار مر چکا ہوتا۔ اوور" چیف باس نے جواب دیا۔

" باس! ــــــ آپ میری صلاحیتوں پر اعتماد کریں ــــــ میں اسے اس طرح ٹریپ کروں گی کہ وہ میرے جال سے کسی صورت بھی نہ نکل سکے گا ــــــ آپ صرف اجازت دے دیں۔ اوور" جینی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ــــــ تم بھی کوشش کر لو ــــــ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تمہیں کسی بھی وقت محسوس ہو کہ تم عمران کے شکنجے میں کسی جا رہی ہو تو فوراً واپس چلی آنا۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر۔ اوور"

چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ اوور"۔۔۔ جینی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔

جینی نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اسے واپس بریف کیس کے خفیہ خانے میں رکھا اور پھر شاور بند کر کے وہ بریف کیس اٹھائے باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔۔۔ باہر نکل کر اس نے بریف کیس الماری میں رکھا اور پھر میز پر رکھی ہوئی ڈائریکٹری اٹھالی وہ اب عمران کا فون نمبر دیکھنا چاہتی تھی۔

ابھی وہ ڈائریکٹری کی ورق گردانی کر رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ بری طرح چونک پڑی۔

"کون ہے۔۔۔؟" اس نے اونچے اور تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں ڈکسن ہوں مادام"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور جینی ہونٹ کاٹتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ڈکسن کی یہاں اس طرح آمد اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ لیکن وہ ڈکسن کی آواز پوری طرح پہچانتی تھی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی ڈکسن موجود تھا۔

"آپ مجھے یہاں دیکھ کر حیران تو ہو رہی ہیں مادام۔۔۔ لیکن میں اہم خبر لے کر آیا ہوں"۔۔۔ ڈکسن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اندر آجاؤ"۔۔۔ جینی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ڈکسن

اندر داخل ہوا تو جینی نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔ اور مجھے بتاؤ کہ تمہیں اس کمرے کا کیسے پتہ چلا"۔۔۔ جینی نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"مادام!۔۔۔ آپ نے ڈان کو ہدایت کی تھی کہ وہ جان سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ دے۔۔۔ میں اس وقت ڈان کے پاس موجود تھا۔۔۔ ڈان کو جب آپ نے فون کی بجائے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینے کے لئے کہا تو شاید وہ اس بات پر چونکا تھا اس نے اپنے فون کے ساتھ کال ٹریس کرنے والا ایک خصوصی آلہ نصب کیا ہوا تھا تاکہ کوئی بھی کال نہ آسکے سپیشل ٹرانسمیٹر کی بات سنتے ہی اس نے آپ کی کال اسی مقصد کے لئے ٹریس کی تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ آپ نے یہ کال ہوٹل الپائن سے کی ہے۔۔۔ اور پھر ہوٹل الپائن فون کرنے پر آپ کے کمرے کا نمبر معلوم ہو گیا۔۔۔ کیونکہ آپ یہاں بھی جینی کولینز کے نام سے ہی ٹھہری ہوئی ہیں"۔۔۔ ڈکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور جینی نے ایک طویل سانس لیا۔

"میرا پاسپورٹ اسی نام سے ہے اس لئے مجبوری ہے بہرحال یہ بات تو ختم ہوئی۔۔۔ اب بولو کیا اطلاع لے کر آئے ہو"؟ جینی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مادام!۔۔۔ صورت حال انتہائی بگڑ چکی ہے۔۔۔ ڈان کو اس کے ہوٹل کے کمرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ جان اور اس کی پوری لیبارٹری کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے۔۔۔ جان کی جلی

ہوئی لاش اس کے ملبے سے ملی ہے —— یہ تو شاید اس کا
پتہ بھی نہ چلتا کہ آگ کے شعلوں کو ایک ہیلی کاپٹر نے چیک کر کے
اطلاع دی —— چنانچہ وہاں نزدیکی فائر بریگیڈ کی جماعت پہنچ
گئی —— لیکن وہ آگ کو پوری طرح بجھا نہیں سکے ——
پوری لیبارٹری جل کر راکھ ہو گئی ہے —— جان اور ایک
اور آدمی کی جلی ہوئی لاشیں ملی ہیں —— جان کو بھی پہلے گولی
مار کر ہلاک کیا گیا ہے —— اور دوسرے آدمی کو بھی —— اس
کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ کوئی ڈاکٹر ہے جو پہاڑوں کے نیچے
رہتا تھا —— ڈکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ورتھا کہاں ہے —— ؟" جیینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
ڈکسن سے پوچھا۔

"ورتھا کے متعلق میں نے تفصیلی انکوائری کرائی ہے ——
آپ کو علم ہے کہ ڈان نے ورتھا کی کار میں خفیہ نظام سیٹ کر
دیا ہوا تھا —— اس کی رپورٹ ڈان کے ایک سنٹر میں باقاعدہ
ریکارڈ ہوتی ہے —— اس ریکارڈ سے پتہ چلا ہے کہ ورتھا
پہلے پہاڑوں سے نیچے گئی ہے اس نے وہاں سے اس ڈاکٹر
کو اغوا کیا ہے اور اسے اوپر پہاڑ پر لیبارٹری میں لے آئی
ہے اس کے بعد ڈاکٹر اور جان کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ۔ اور
پوری لیبارٹری کو کسی خاص کیمیکل کی مدد سے آگ لگا دی گئی
ہے —— اور پھر ورتھا اسی کار میں بیٹھ کر ۳۰ نشین کالونی
پہنچی ہے —— وہ یقیناً اس کا سنٹر ہو گا۔ اس کے بعد ایک

اور بات سامنے آئی ہے کہ ورتھا وہاں سے اسی کار میں بیٹھ
کر چار آدمیوں کے ساتھ پہلے وہ ہوٹل سلور سٹار گئی۔ جہاں
ڈان رہتا تھا —— بات چیت جو ٹیپ ہوئی ہے اس کے
مطابق اس کا مقصد ڈان کو اغوا کرنا تھا —— اس کا پروگرام تھا
کہ ڈان کی جگہ اپنا آدمی میک اپ میں بھیج دے تاکہ ہمارے گروپ
کی تمام سرگرمیاں اس کی نظروں میں رہیں —— لیکن ڈان پہلے
ہی قتل ہو چکا تھا اور اسے کسی حبشی نے قتل کیا تھا —— ورتھا
اس حبشی کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں ایک عمارت تک پہنچی
ہے اور پھر وہ میک اپ کر کے اس کے اندر گئی ہے۔ اس
کے ساتھی وہیں کار میں بیٹھے رہے ہیں —— ان کی بات چیت
سے اس عمارت کی ساخت سامنے آئی ہے —— اس کے
بعد وہ لوگ کار سے اتر گئے ہیں اور پھر کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں
نے اس عمارت کو چیک کیا ہے —— یہ ایک قلعہ نما عمارت
ہے۔ اس پر کسی رانا تہور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے
اور اس میں دو گرانڈیل حبشی رہتے ہیں —— اب ورتھا کی
کار وہیں کھڑی ہے۔ لیکن ورتھا خود اور اس کے چاروں
ساتھی غائب ہیں" —— ڈکسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری رپورٹ حیرت انگیز ہے ڈکسن —— وہ حبشی کون
ہے ان کا کس تنظیم سے تعلق ہے —— اور اس نے ڈان
کو کیوں قتل کیا ہے" —— جیینی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے اس حبشی کی بھی انکوائری کرائی ہے —— حبشی

پہلے آرتھر کی بار میں گیا ہے ۔۔۔ اس نے وہاں کاؤنٹر مین اور
ایک ویٹر کو قتل کیا ہے ۔۔۔ پھر وہ اوپر آرتھر کے دفتر میں گیا
ہے ۔۔۔ اس نے وہاں آرتھر کی ایک ساتھی لڑکی کو قتل کیا ہے
اور آرتھر کو اغوا کر کے لے گیا ہے ۔۔۔ آرتھر کے سامنے
ایک عمارت میں رہنے والے آدمی نے مجھے اس کا حلیہ بتایا ہے
کیونکہ اس نے اسے آرتھر کو اٹھا کر بار سے لا کر کار میں ڈالتے
خود دیکھا ہے ۔۔۔ وہ گرانڈیل ٹائپ کا انتہائی طاقتور قسم کا حبشی
ہے ۔۔۔ اس رپورٹ کے ملنے پر جب میں نے زیر زمین دنیا
سے رابطہ قائم کیا تو پتہ چلا کہ اس کا نام جوانا دی گریٹ ہے ۔
وہ انتہائی ظالم ۔ سفاک اور خطرناک آدمی ہے ۔ آجکل زیر زمین
دنیا پر اس کے نام کی دہشت چھائی ہوئی ہے ۔۔۔ وہ بات
بعد میں کرتا ہے اور قتل پہلے کر دیتا ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے کہا ۔

"تم واقعی اپنے کام میں انتہائی ماہر ہو ڈکسن ! ۔۔۔ تم نے
جس طرح تفصیلی رپورٹ مجھے دی ہے ۔۔۔ وہ واقعی تمہاری
صلاحیتوں کی نشاندہی کرتی ہے" ۔۔۔ جیبنی نے تعریف بھرے
لہجے میں کہا ۔

"شکریہ مادام ! ۔۔۔ میری تو ساری عمر ہی اسی چکر میں گذر
گئی ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے سر ہلا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے
جواب دیا ۔

"ہوں ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ورتھا اور اس کے ساتھی
اس حبشی کے ہتھے چڑھ گئے ہیں ۔۔۔ لیکن یہ حبشی آخر کون

ہے جو بیک وقت دونوں گروپوں کے خلاف کام کر رہا ہے ؟
ادھر اس نے ہمارے آدمی ڈان کو قتل کر دیا ۔۔۔ آرتھر کو اغوا
کیا ۔۔۔ ادھر ورتھا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہیں
تم نے عادت کے مطابق اس بارے میں کوئی انکوائری نہیں کی" ۔
جیبنی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا ۔

"کی ہے مادام ! ۔۔۔ وہ حبشی جوانا ایک احمق سے شخص
علی عمران کا ملازم ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا اور جیبنی عمران
کا نام سنتے ہی یکلخت بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ؟" ۔۔۔ جیبنی نے آنکھیں پھاڑتے
ہوئے پوچھا ۔

"کیوں مادام ! ۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔ ؟ میں تو اس لئے آپ کو نہ
بتا رہا تھا کہ مجھے خود اس رپورٹ پر یقین نہ آیا تھا ۔۔۔ بھلا زیر زمین
دنیا پر دہشت بن کر چھایا ہوا حبشی کسی احمق کا ملازم کیسے ہو سکتا
ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف میں ہی نہیں ۔۔۔ بلکہ
ورتھا کا گروپ بھی اس عمران کی نظروں میں ہے ۔۔۔ اوہ ! یہ
آخر چکر کیا ہے" ۔۔۔ جیبنی نے دوبارہ کرسی پر تقریباً گرنے والے
انداز میں کہا ۔

"لیکن مادام ۔۔۔" ڈکسن اب بھی مادام کی حیرت پر حیران ہو
رہا تھا ۔ اور جیبنی نے چیف باس کے ساتھ ہونے والی تمام بات چیت
اور پھر نواب شہریار خان کی حویلی میں گذرنے والی تمام کارروائی اسے

تفصیل سے بتادی۔ کیونکہ ڈان کے مرنے کے بعد اب ڈکسن ہ
اس کے گروپ کا کرتا دھرتا تھا۔

"اوہ! — تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بظاہر احمق انتہائی خط
آدمی ہے" — ڈکسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈکسن! — اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس عمران ا
ور تھا دونوں کا خاتمہ کر کے چیف باس کو بتا دوں کہ جینی میں
صلاحیتیں ہیں — تم بتاؤ اب کیا ہونا چاہیئے" — جینی نے
ایسے لہجے میں کہا جیسے منہ بسور رہی ہو۔

"مادام! — یہ مشکل کام نہیں ہے — ہمارے گروپ
سوائے ڈان اور پروفیسر وغیرہ کے جو وہاں حویلی میں ختم ہوئے ب
باقی سب افراد موجود ہیں — ہم آسانی سے ان دونوں کے
خلاف کام کر سکتے ہیں — اب ہمارا پہلا مشن ان دونوں کا خا
ہونا چاہیئے — اس کے بعد اصل مشن کی طرف سوچیں گے
اور مادام! — میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے — نوا
شہریار خان کی بیٹی بانو اور عمران کے درمیان کوئی سلسلہ ضر
ہے — کیوں نہ حویلی سے بانو کو اغوا کر کے اس کی جگہ ہما
کوئی عورت لے لے۔ اس طرح ہم عمران کو تو آسانی سے کور کر
ہیں" — ڈکسن نے کہا

"نہیں! — اس طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں — ہمی
ڈائریکٹ اور تیز ایکشن کرنا چاہیئے — مثلاً سب سے پہ
ہم پوری قوت سے اس عمارت پر دھاوا بول دیں جس میں جین

رہتا ہے — لازماً عمران بھی وہیں رہتا ہوگا — عمران کا خاتمہ
کرتے ہی ہم ور تھا اور اس کے گروپ پر چڑھ دوڑیں" —
جینی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! — اس طرح زیادہ آسانی رہے گی"۔
ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے! — پھر اپنے آدمی تیار کرو — ہمیں بغیر کوئی
وقت ضائع کئے اس عمارت پر چڑھ دوڑنا چاہیئے" — جینی
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام! — پھر آپ ایسا کریں کہ یہ ہوٹل چھوڑ
کر ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں آجائیں۔ تاکہ کام فوری اور تیز ہو
سکے" — ڈکسن نے کہا۔

"او۔کے — یہ بھی ٹھیک رہے گا — چلو میں تمہارے
ساتھ چلتی ہوں" — جینی نے کہا اور پھر اپنا سامان سمیٹنا
شروع کر دیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک لازوال اور ناقابلِ فراموش

"ناول"

خاص نمبر

کاغذی قیامت

مصنف :- مظہر کلیم ایم۔اے

- پوری دنیا پر کاغذی قیامت کے خوف ناک سائے موت کی طرح پھیلتے چلے گئے۔
- پوری دنیا کا نظامِ معیشت یکلخت مفلوج ہو گیا۔ نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے لیکن کوئی بھی ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ کیوں۔؟
- کروڑوں اربوں نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے کے لئے ترس گیا تھا۔ کیوں۔؟
- کاغذی قیامت۔ ایک ایسی خوف ناک قیامت جو اپنے جلو میں موت کے سوا اور کچھ نہ رکھتی تھی۔

مجرموں کا ایک ایسا خوف ناک اقدام جس سے دنیا بھر کی حکومتیں اور افراد بُری طرح بوکھلا اٹھے

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر دیا گیا۔

لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا۔؟

عمران اور پوری سیکرٹ سروس خوف ناک مجرموں کے چنگل میں پھنس کر موت کا ذائقہ چکھنے پر مجبور کر دی گئی۔

کیا کاغذی قیامت کے برپا ہونے پر دنیا تباہ ہو گئی۔؟

کیا عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس خوف ناک تنظیم کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔

- انتہائی خوف ناک اور دل ہلا دینے والی ایسی کہانی جو صفحہ قرطاس پر پہلی بار نمودار ہوئی۔
- سطر سطر میں خوف ناک ایکشن۔ لفظ لفظ میں اعصاب شکن سسپنس۔
- ایک ایسا منفرد پلاٹ جو اس سے پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا۔

شائع ہو گیا ہے

ناشران :- یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
لیڈیز مشن
مظہر کلیم ایم۔اے

کریں اور مختلف فلمی ہیروئنوں کے ساتھ اس کی شادی کے اسکینڈل شائع
کریں اور جب اس کے اعصاب اس تمام یورش کے مقابلے میں جواب
دے جائیں تو وہ ریٹائرمنٹ کا اعلان کر کے کہیں گوشہ نشین ہو جائے
اگر درحقیقت علی عمران ملک کی سلامتی کے خلاف کام کرنے والے
مجرموں کا مقابلہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر صرف اس لئے کرتا ہے
تو پھر واقعی اسے ریٹائر ہو جانا چاہیئے۔ کیا خیال ہے۔؟

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

بانو جب نواب شہریار خان سے دارالحکومت جانے کی اجازت
لے کر واپس حویلی کے بیرونی حصے میں پہنچی تو نہ صرف عمران غائب
تھا بلکہ وہ جیپ بھی غائب تھی جس میں وہ دونوں سوار ہو کر ٹھینگی کے
تعاقب میں گئے تھے۔

"اوہ! یہ کہاں چلا گیا ہے" ۔۔۔۔ بانو نے غصے سے
بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"بی بی جی! آپ نے مجھے بلایا ہے" ۔۔۔۔ اچانک ایک
طرف کھڑے ہوئے ملازم نے جلدی سے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے
میں پوچھا۔

"یہ ابھی جو یہاں آدمی کھڑا تھا وہ کہاں گیا ہے ۔۔۔۔ اور وہ
میری جیپ کہاں ہے ۔۔۔۔؟" بانو نے گھوم کر ملازم سے پوچھا۔
لہجہ خاصا غصیلا تھا۔

"وہ — وہ بی بی! — آپ کے اندر جاتے ہی وہ جیپ میں سوار ہو کر باغ کی طرف چلا گیا ہے" — ملازم نے نظریں جھکائے جھکائے جواب دیا۔

"اچھا — تو یہ مجھے چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے — اس کی یہ جرأت اگر میں نے اس کی کھال نہ اُدھیڑ دی تو میرا نام بھی بانو نہیں ہے"، بانو نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے گیراجوں کی قطار کی طرف بڑھ گئی۔ پوری قطار میں گیراج بنے ہوئے تھے اور ان کی تعداد تقریباً آٹھ تھی جن میں سے ایک کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ خالی تھا۔ یہ وہ گیراج تھا جس میں سے بانو نے لینڈ اوور جیپ نکالی تھی۔ بانو اس کے ساتھ والی گیراج کی طرف لپکی اور اس نے سائیڈ میں لگے ہوتے بٹن کو دبایا تو گیراج کا دروازہ خود بخود اونچا اٹھ گیا۔ اس گیراج میں ایک ٹو سیٹر انتہائی جدید ماڈل کی سپورٹس کار موجود تھی۔ یہ کار بانو نے خصوصی طور پر آرڈر دے کر کاریں بنانے والی مشہور کمپنی مرسڈیز والوں سے بنوائی تھی۔ اس میں خصوصی طاقتور انجن نصب تھے۔ جن کی وجہ سے کار کی رفتار کو بے حد تیز کیا جا سکتا تھا۔ بانو کو یہ کار بے حد پسند تھی۔ اور وہ اکثر دارالحکومت اسی کار میں جاتی تھی۔ اس نے پیار سے اس کار کا نام ریڈ ہاؤنڈ رکھا ہوا تھا۔ کار کا رنگ گہرا سرخ تھا۔ بانو اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور اس نے ایک بٹن دبایا تو کار سٹارٹ ہو گئی۔ اس کے گیئر آٹومیٹک تھے۔ صرف پہلا اور ریورس گیئر تھا۔ اور ان گیئروں

کے لئے بھی ہینڈل وغیرہ نہ تھا۔ بلکہ سامنے پینل پر دو مختلف بٹن تھے جنہیں پریس کرنے سے گیئر لگ جاتے تھے۔ اس کا سٹیئرنگ جہاز کی طرح ہاف تھا اور سٹیئرنگ کے دونوں آدھے کناروں پر بٹن لگے ہوئے تھے جنہیں پریس کرنے سے خصوصی انجن چل پڑتے تھے اور کار کی رفتار طوفانی ہو جاتی تھی۔ سامنے جہاز کی طرح پینل نصب تھا جس پر بے تحاشا چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب اور مختلف رنگوں کے بٹن تھے۔

بانو نے بٹن دبا کر پہلا گیئر لگایا اور کار ایک جھٹکے سے گیراج سے باہر نکل آئی۔ اور پھر بانو اُسے خاصی تیز رفتاری سے چلاتی ہوئی حویلی سے باہر نکل کر باغ میں داخل ہوئی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ عمران کو پکڑ لے گی۔ اس کی جیپ کے مقابلے میں یہ کار کہیں زیادہ تیز رفتار تھی۔

چند لمحوں بعد بانو کی کار مین گیٹ پر پہنچی تو وہاں موجود دربان نے ہاتھ کھڑا کر کے اُسے رُکنے کا اشارہ کیا۔

"کیا بات ہے" — ؟ بانو نے کار روکتے ہوئے بری طرح چیخ کر پوچھا۔ کیونکہ کسی ملازم کا اُسے اس طرح روکنا اس کے لئے ایک نئی بات تھی۔

"بی بی جی! — ابھی وہ عمران صاحب جیپ میں یہاں سے گذرے ہیں — انہوں نے آپ کے لئے ایک پیغام دیا ہے"، دربان نے آگے بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پیغام دیا ہے — کیا پیغام دیا ہے — جلدی بکو" — بانو

نے بُری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انھوں نے کہا ہے کہ مس بانو آئیں تو کہہ دینا کہ وہ دارالحکومت آنے کی تکلیف نہ کریں ---- جینی سے نکاح پڑھواتے ہی میں ہنی موون منانے اُسے یہیں حویلی میں لے آؤں گا" ---- ملازم نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو" ---- بانو بُری طرح چیختی ہوئی یکلخت اچھل کر کار سے باہر نکل آئی اور دربان گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ب ---- ب ---- بی بی جی! ---- یہ انھوں نے کہا تھا" ---- دربان نے اس طرح گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا جیسے بات تو عمران نے کی تھی لیکن قصور اس دربان کا تھا۔

"اوہ! ---- اس کی یہ جرأت ---- مجھ پر طنز کرتا ہے۔ میں اس کی بوٹیاں اُڑا دوں گی ---- اس نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں اُسے توپ سے اُڑا دوں گی" ---- بانو نے غصے کی شدت سے تقریباً ناچتے ہوئے کہا اور پھر وہ یوں اچھل کر کار میں بیٹھی جیسے کار کی بجائے عمران کی پشت پر سواری کر رہی ہو۔ دوسرے لمحے کار سائیں کی آواز نکالتی ہوئی کھلے گیٹ سے باہر نکل گئی بانو نے اُسے انتہائی رفتار سے دوڑانا شروع کر دیا تھا۔ اس کی خوبصورت آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں اور پورے جسم میں جیسے آگ بھڑک اٹھی تھی۔ عمران نے اس کی انا کو مجروح کیا تھا اور اُسے اب عمران پر اس بے طرح غصہ آ رہا تھا کہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ بس عمران فوراً

اُسے نظر آجائے اور وہ خونی چمگادڑ بن کر اس کے گلے سے چمٹ جائے اور اس کا سارا خون پی جائے۔ اور پھر کسی آدم خور درندے کی طرح اس کی ہڈیاں بھنبھوڑ ڈالے لیکن مصیبت یہ تھی کہ عمران کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔

وہ بے تحاشا انداز میں کار دوڑاتی ہوئی مین روڈ کی طرف بڑھی جا رہی تھی کہ اچانک اس کی نظریں دور سے ایک گھوڑے سوار پر پڑیں۔ گھوڑے کو دیکھتے ہی وہ پہچان گئی کہ یہ گھوڑا عمران کے والد سر رحمان کا پالتو گھوڑا ہے۔ جب بھی سر رحمان جاگیر پر آتے ہیں تو وہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر شہ سواری کا شوق پورا کرتے ہیں اس گھوڑے کو دیکھ کر غصے سے کھولتی ہوئی بانو کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال لپکا اور اس نے تیزی سے کار کا رُخ اس سڑک کی طرف موڑ دیا جس پر وہ گھوڑا چل رہا تھا۔ کار کو اپنی طرف آتا دیکھ کر گھوڑے سوار گھوڑے سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ وہ بانو اور اس کی کار کو اچھی طرح پہچانتا تھا یہ سر رحمان کا پرانا سائیس تھا اور گو مستقل طور پر یہیں جاگیر پر ہی رہتا تھا لیکن اکثر سر رحمان کے پاس شہر بھی چلا جاتا تھا۔ خاصا بوڑھا اور پرانا ملازم ہونے کی وجہ سے سر رحمان بھی اس کی بے حد عزت کرتے تھے۔ اور عمران تو اُسے انکل کہتا تھا۔ اس نے عمران کو گود میں کھلایا ہوا تھا۔ وہ جب بھی شہر جاتا تو عمران سے ملنے ضرور اس کے فلیٹ جاتا تھا۔ بانو نے اس کے قریب جا کر کار روکی تو سائیس نے جھک کر بانو کو سلام کیا۔

"بابا ـــــ وہ تمہارے سر رحمان کا بیٹا عمران کہاں ہے" ـــــ؟ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چھوٹے صاحب! ـــــ وہ تو ابھی ابھی شہر واپس گئے ہیں وہ جیپ میں آپ کی حویلی سے اپنے ڈیرے پر آئے ـــــ اور پھر سامان اٹھا کر اپنی کار میں ابھی تھوڑی دیر پہلے شہر چلے گئے ہیں ـــــ آپ کی جیپ ڈرائیور حویلی پہنچانے گیا ہے" ـــــ سائیں نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے انہیں گئے ہوئے" ـــــ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ کار کا سن کر اُسے اور زیادہ غصہ آ رہا تھا۔

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ ہوئے ہیں بی بی جی" ـــــ سائیں نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ کس رنگ کی کار ہے" ـــــ؟ بانو نے پوچھا کیونکہ وہ جیپ کو تو پہچانتی تھی لیکن عمران کی کار اس نے نہ دیکھی تھی۔

"گہرے سرخ رنگ کی سپورٹس کار ہے ـــــ بس آپ کی کار سے تقریباً ملتی جلتی ہے ـــــ اور بی بی جی! ـــــ چھوٹے صاحب کار اس طرح دوڑاتے ہیں جیسے طوفان چل پڑا ہو ـــــ میں نے انہیں کئی بار سمجھایا ہے کہ ـــــ" بوڑھے سائیں نے کہنا شروع کیا۔

"شٹ اپ! ـــــ میرے پاس تمہاری بکواس سننے کا وقت نہیں ہے ـــــ یہ بتاؤ کہ دارالحکومت میں عمران، سر رحمان کی کوٹھی میں رہتا ہے" ـــــ بانو نے اُسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"نہیں بی بی جی! ـــــ وہ علیحدہ ایک فلیٹ میں رہتے ہیں۔ اپنے باورچی سلیمان کے ساتھ ـــــ کنگ روڈ پر دوسو نمبر فلیٹ ہے ان کا" ـــــ سائیں نے جواب دیا۔ اور بانو نے سر ہلاتے ہوئے کار کو تیزی سے موڑا اور پھر بجلی کی سی رفتار سے اُڑتے دوڑاتی ہوئی مین روڈ کی طرف بڑھ گئی۔ اب اُسے عمران پر اور زیادہ غصہ آنے لگا تھا کہ اس جیسی سپورٹس کار اس کے پاس کیوں ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ بس جیسے ہی عمران نظر آئے گا ایک بار تو اس کا وہ حشر کرے گی کہ ساری عمر یاد رکھے گا۔ اس لئے وہ مسلسل غصے سے ہونٹ چباتی سپورٹس کار کو انتہائی رفتار سے دوڑاتی ہوئی تھوڑی سی دیر میں دارالحکومت پہنچ گئی۔ سائیں نے اُسے عمران کے فلیٹ کا نمبر دے دیا تھا اس لئے چند لمحوں بعد وہ کنگ روڈ پر پہنچ گئی اور پھر دوسو نمبر فلیٹ کے سامنے اس نے پوری قوت سے بریک ماری اور دوسرے لمحے اچھل کر کار سے نیچے اتری اور بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی تیزی سے اوپر چڑھ گئی۔

"ہونہہ! ـــــ اس گندے سے فلیٹ میں رہتا ہے" ـــــ بانو نے دروازے پر پہنچتے ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

"کیا مصیبت ہے ـــــ کیا پاگلوں کو بھی دروازہ نظر آتا ہے" ـــــ اندر سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولو ـــــ ورنہ میں توڑ دوں گی" ـــــ فقرہ سنتے

ہی بانو کے تن بدن میں مزید آگ بھڑک اٹھی۔ اس لئے وہ بُری طرح چیخ پڑی تھی۔

"ارے باپ رے باپ ۔۔۔ یہ تو نسوانی آواز ہے ۔۔۔ ایک پاگل دوسری عورت ۔۔۔ خدا خیر کرے" ۔۔۔ اس بار دروازے کے قریب سے بڑبڑاتی ہوئی لیکن واضح آواز سنائی دی۔ اور بانو بُری طرح پیر پٹخنے لگی۔ اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور بانو کا بے اختیار اٹھنے والا ہاتھ فضا میں ہی رُک گیا۔ ورنہ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ دروازہ کھلتے ہی بولنے والے کی ناک ضرور توڑ دے گی۔

"اوہ! ۔۔۔ بی بی بانو آپ" ۔۔۔ دروازے پر کھڑے سلیمان نے حیرت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ سلیمان تم یہاں ۔۔۔ تم یہاں کیسے" ۔۔۔؟ بانو کے لہجے میں بھی بے پناہ حیرت تھی۔ سلیمان، سر رحمان کے پاس جانے سے پہلے نواب شہر یار خان کے پاس ہی ملازم تھا۔ اور نواب شہر یار خان نے ہی اُسے سر رحمان کے پاس بھیجا تھا۔ بانو اور سلیمان بچپن میں اکٹھے ہی کھیلتے رہے تھے کیونکہ سلیمان اس سے چند سال ہی بڑا تھا۔

"میں یہاں عمران صاحب کے پاس ہوتا ہوں ۔۔۔ ان کا باورچی ہوں ۔۔۔ لیکن آپ یہاں کیسے آگئیں۔ پہلے تو کبھی نہیں آئیں ۔۔۔ اور نہ ہی عمران صاحب نے کبھی آپ کا ذکر کیا ہے" ۔۔۔ سلیمان نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ تم ہو ۔۔۔ اس احمق کے باورچی ۔۔۔ کہاں ہے وہ" ۔۔۔ بانو کو عمران کا نام سنتے ہی دوبارہ غصہ آنے لگا۔

"اندر آجایئے ۔۔۔ کافی عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے" ۔۔۔ سلیمان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک طرف ہٹتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ بانو کا اور اپنا مقام تو بہرحال پہچانتا ہی تھا۔

بانو قدم بڑھاتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور پھر سلیمان کی راہنمائی میں ڈرائینگ روم تک پہنچ گئی۔

"یہ ڈرائینگ رُوم ہے ۔۔۔ ہونہہ ۔۔۔ کوئی چیز بھی قرینے سے نہیں پڑی" ۔۔۔ بانو نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"کنواروں کے ڈرائینگ رُوم تو ایسے ہی ہوتے ہیں بی بی" ۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تمہارا صاحب ہے کہاں" ۔۔۔؟ بانو نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تو کئی دنوں سے زمینوں پر گئے ہوئے ہیں۔ واپس تو نہیں آئے ۔۔۔ آپ بیٹھئے ۔۔۔ میں آپ کے پینے کے لئے کچھ لے آتا ہوں" ۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"میں عمران کا خون پینا چاہتی ہوں ۔۔۔ بولو پلاؤ گے" ۔۔۔؟ بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ کے منہ کا ذائقہ خراب ہو جائے گا ۔۔۔ بڑا کڑوا خون ہے

صاحب کا ——— ویسے آپ کو صاحب پر اس قدر غصہ کیوں آ رہا ہے مجھے بتائیں ——— میں انہیں سزا کے طور پر ایک ہفتہ مونگ کی دال کھانے پر مجبور کر دوں گا" ——— سلیمان نے کہا۔

"اوہ! ——— تم تو واقعی پورے باورچی ہو چکے ہو ——— سزا بھی تجویز کی ہے تو باورچیوں جیسی ——— اس نے میری توہین کی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اپنی توہین کرنے والوں کو کیسی عبرتناک سزا دیتی ہوں" ——— بانو نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو انہوں نے بدصورت کہہ دیا ہے ——— ویسے صاحب ایسے بدذوق تو نہیں ہیں" ——— سلیمان بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ وہ بھی تو عمران کی صحبت میں رہتا تھا۔

"اچھا تو اس کے ساتھ رہتے رہتے تم پر بھی رنگ چڑھ آیا ہے میں کہتی ہوں بتاؤ کہاں ہے عمران ——— جلدی بتاؤ ——— ورنہ میں اس کا غصہ تم پر بھی نکال سکتی ہوں" ——— بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب میں سمجھ گیا کہ صاحب نے آپ کو غصہ کیوں دلایا ہے۔ دراصل آپ غصے میں اور زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہیں" ——— سلیمان نے کہا۔

"یو شٹ اپ! ——— اپنا مقام پہچان کر بات کیا کرو ——— میں پرانے تعلقات کی وجہ سے تمہارا لحاظ کر رہی ہوں اور تم بکواس پر اتر آئے ہو" ——— بانو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری میڈم! ——— ویسے صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

اگر آپ انتظار کرنا چاہتی ہیں تو بیٹھ جائیے ——— ورنہ پھر کسی اور وقت آ جائیے" ——— سلیمان کا لہجہ یکلخت سپاٹ ہو گیا۔ اور بانو چونک کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ اس کے لہجے سے یکلخت اجنبیت کی بو آنے لگی تھی۔

"میں کہتی ہوں کہ بتاؤ عمران کہاں ہے ——— جلدی بتاؤ۔ ورنہ ———" بانو کو اتنا غصہ آیا کہ اس کی آواز ہی پھٹ گئی۔

"بتا دیا ہے کہ صاحب موجود نہیں ہیں ——— اور کس طرح بتاؤں" ——— سلیمان نے اس سے بھی زیادہ جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"دیکھو سلیمان! ——— مجھے عمران سے بے حد ضروری کام ہے پلیز اس کا پتہ بتا دو" ——— اچانک بانو نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اسے بہرحال اتنی عقل تھی کہ وہ سمجھ گئی تھی سلیمان غصے سے قابو نہیں آئے گا۔ جتنا وہ غصہ کرے گی یہ اتنا ہی سپاٹ ہوتا جائے گا۔

"اوہ! ——— تو اس طرح بات کیجئے ——— آپ جاگیردارنی بن کر بات کر رہی تھیں ——— اس لئے مجبوراً مجھے بھی آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے صدر کا لہجہ اختیار کرنا پڑا ——— بہرحال عمران صاحب کا مجھے تو علم نہیں ——— البتہ ایک جگہ میں فون کر کے دیکھتا ہوں" ——— سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔ رانا ہاؤس" ـــــ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ـــ میں سلیمان بول رہا ہوں ـــ صاحب ہیں۔؟ ان کی ایک مہمان ان سے ملنا چاہتی ہیں" ـــ سلیمان نے کہا۔

"ماسٹر! ـــ وہ ابھی آئے ہیں اور اندر کچھ لوگوں میں مصروف ہیں ـــ انہیں کیا کہوں" ـــ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس رہنے دو ـــ میں خود وہاں جاؤں گی" ـــ بانو نے سلیمان سے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اتنی جلدی بھی نہیں" ـــ سلیمان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ رانا ہاؤس کہاں ہے" ـــ؟ بانو نے پوچھا اور سلیمان نے اسے تفصیل سے رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا۔

"شکریہ" ـــ بانو نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

رانا ہاؤس والی سڑک کی طرف جانے کے لئے اس نے جیسے ہی کار چوک سے موڑی، دوسرے لمحے ایک نیلے رنگ کی لمبی سی کار تیزی سے اسے کراس کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ بانو نے بڑے غصیلے انداز میں کار کے ڈرائیور کی طرف دیکھا۔ وہ تو اپنی سپورٹس کار صرف اس لئے آہستہ چلا رہی تھی کہ دارالحکومت میں

ٹریفک پولیس کی طرف سے رفتار کی پابندی تھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس جھنجھلاہٹ کے عالم میں ٹریفک کے کسی سپاہی سے اس کی مڈبھیڑ ہو جائے۔ لیکن نیلے رنگ کی کار کی رفتار خاصی حد تک تیز تھی اس لئے اسے اس کار کے ڈرائیور پر غصہ آیا تھا لیکن جیسے ہی اس نے کراس کرتی ہوئی کار کے ڈرائیور کی طرف دیکھا۔ وہ یکلخت چونک پڑی۔ کیونکہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جینی کولینز بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی سائیڈ سیٹ پر دو لمبے تڑنگے اور سخت چہروں والے غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ پچھلی سیٹ پر بھی چار افراد بیٹھے تھے۔

"اوہ! ـــ تو جینی کولینز یہاں پھر رہی ہے ـــ ٹھیک ہے عمران کا پتہ تو مل ہی گیا ہے ـــ پہلے اس جینی سے ہی دو دو ہاتھ ہو جائیں" ـــ بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے کار کی رفتار یکلخت بڑھا دی۔ لیکن اسی لمحے ایک سائیڈ روڈ سے ایک ہیوی ٹرک اچانک سڑک پر آگیا اور بانو کو پوری قوت سے بریک لگانے پڑے۔ ورنہ اس کی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار پوری قوت سے اس ٹرک سے ٹکرا جاتی۔ سپورٹس کار کے ٹائروں نے ایک طویل چیخ ماری اور پھر کار ٹرک سے صرف آدھے انچ کے فاصلے پر رک گئی۔

"اندھے ہو کر چلاتے ہو" ـــ بانو نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"سوری میڈم! ـــ ٹرک خراب ہے اس لئے یکلخت بھاگ پڑا ہے" ـــ ڈرائیور نے کھیسیں نکالتے ہوئے کہا اور ساتھ

ہی ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ سلام بھی کر دیا۔

"تو اب نکالو اس مصیبت کو ——— جلدی سے" ——— بانو نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن ٹرک اب جوں کی رفتار سے رینگ رہا تھا۔ شاید اس کے اندر کوئی ایسی خرابی ہو گئی تھی کہ خود ہی اس کی رفتار بڑھ جاتی تھی اور خود ہی کم ہو جاتی تھی۔

بانو ہونٹ کاٹتی ہوئی ٹرک کے گذرنے کا انتظار کرتی رہی اس کے پیچھے کاروں کی ایک طویل قطار لگ گئی تھی۔ خدا خدا کر کے ٹرک اتنا آگے بڑھا کہ بانو سائیڈ سے کار گذار سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے یکلخت ایکسیلیٹر دبایا اور کار بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھ گئی۔ دوسری طرف بھی کاروں کی طویل قطار لگی ہوئی تھی۔ لیکن بانو خاصی مہارت سے کار سائیڈ سے نکال کر آگے بڑھ گئی۔ اُسے جیبنی کی کار کی فکر تھی لیکن جیبنی کی نیلے رنگ کی کار اُسے دُور دُور تک نظر نہ آ رہی تھی۔

"نکل گئی ——— کم بخت اس ٹرک نے بھی عین موقع پر ہی ٹپکنا تھا" ——— بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اب وہ پھر رانا ہاؤس کو تلاش کرنے لگی۔

چند لمحوں بعد اُسے سلیمان کی دی ہوئی نشانیوں والی قلعہ نما عمارت نظر آ گئی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔ عمارت خاصی شاندار اور خوبصورت تھی۔ بانو اپنی کار رانا ہاؤس کے پھاٹک کی طرف موڑنے ہی لگی تھی کہ اچانک اس کی نظریں ایک درخت کی سائیڈ میں کھڑے دو افراد پر پڑیں۔ یہ دونوں وہی تھے جو جیبنی کی ساتھ والی سیٹ

پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک چھوٹی نال کی عجیب ساخت کی گن تھی۔ جس پر اس نے زرد رنگ کا کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ لیکن بانو چونکہ اس کے بالکل سائیڈ میں تھی اس لئے اُسے وہ گن نظر آ گئی۔ گن کا رُخ رانا ہاؤس کے پھاٹک کی طرف ہی تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ بانو کچھ سمجھتی۔ گن بردار کے ہاتھ کو ایک جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے گن سے ایک چھوٹا سا میزائل نما کیپسول نکل کر پھاٹک سے ٹکرایا۔ گن چلنے سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی تھی۔ لیکن جیسے ہی وہ کیپسول پھاٹک سے ٹکرایا۔ بڑا سا پھاٹک ایک زور دار دھماکے سے یوں کھلتا گیا جیسے کسی نے اُسے زور سے ٹکر مار کر کھول دیا ہو۔ اس کے دونوں پٹ پوری قوت سے سائیڈوں سے جا لگے۔

اسی لمحے سامنے سے وہی نیلے رنگ کی کار بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی سڑک کراس کر کے اس کھلے پھاٹک سے اندر داخل ہوئی اور پھر جب تک بانو ٹریفک کی وجہ سے سڑک کراس کرنے میں کامیاب ہوتی۔ عمارت کے اندر خوفناک دھماکوں اور انتہائی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ دھماکے اور فائرنگ اس قدر تیز تھی کہ اردگرد موجود تمام افراد بُری طرح بوکھلا کر ادھر اُدھر دوڑنے لگے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی فوج نے اچانک عمارت پر حملہ کر دیا ہو۔

"اوہ! ——— تو اس جیبنی نے عمران پر حملہ کیا ہے ——— اور اس

طرح دن دہاڑے“ —— بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ فائرنگ اور دھماکے ابھی تک مسلسل جاری تھے۔

اب سڑک پر دوڑنے والی ٹریفک کائی کی طرح چھٹ گئی تھی۔ اسی لمحے اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ ارد گرد کا پورا علاقہ بری طرح لرز اٹھا۔ اور عمارت کا ملبہ کسی اچانک پھٹ پڑنے والے آتش فشاں کے لاوے کی طرح آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ اور پھر پورے ماحول پر گرد کے بادل سے چھا گئے۔

اسی لمحے پھاٹک میں سے وہی نیلے رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی باہر نکلی اور پھر تیر کی طرح دائیں طرف مڑ کر آگے بھاگتی چلی گئی۔ کار کی رفتار انتہائی تیز تھی۔

”تم عمران کو اس طرح قتل کر کے بچ کر بھاگ جاؤ گی۔ میں تمہارے پرزے اڑا دوں گی —— عمران چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ میرا ہمسایہ تو ہے“ —— بانو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے یکلخت کار کی رفتار انتہائی تیز کی اور اسے نیلے رنگ کی کار کے پیچھے ڈال دیا۔ اس نے ایک ایکسٹرا انجن بھی آن کر دیا تھا۔ اس لئے اس کی کار کی رفتار یکلخت انتہائی تیز ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند لمحوں بعد ہی وہ نیلے رنگ کی کار کے قریب پہنچ گئی۔ نیلے رنگ کی کار بھی انتہائی رفتار سے دوڑ رہی تھی لیکن ظاہر ہے بانو کی کار کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے بانو کی کار لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن اسی لمحے بانو کو نیلے رنگ کی کار کی سائیڈ سے ایک آدمی آدھا باہر نکلتا دکھائی دیا اور پھر اسے اسی گن کی جھلک دکھائی دی۔ جس سے کیپسول فائر کیا گیا تھا اور دوسرے لمحے ایک کیپسول یکلخت گن سے نکل کر بانو کی کار کی طرف لپکتا ہوا دکھائی دیا۔ بانو نے بجلی کی سی تیزی سے کار کو سائیڈ پر کیا اور کیپسول اس کی کار کی سائیڈ سے پیچھے نکل گیا۔ اور پھر بانو کو اپنے پیچھے سڑک پر ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا۔

بانو نے ہونٹ بھینچ لئے اور پھر تیزی سے ہاتھ بڑھا کر پینل پر دو بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے سر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کار کے گرد براؤن رنگ کی چادریں سی چڑھ گئیں۔ اسی لمحے ایک اور کیپسول ان چادروں سے ڈائریکٹ آ کر ٹکرایا۔ بانو کی کار کو ایک جھٹکا سا لگا لیکن کیپسول نے کار کو کوئی نقصان نہ پہنچایا اور وہ نیچے گر کر دھماکے سے پھٹ گیا۔ جب کہ بانو کی کار صحیح سلامت آگے نکل گئی۔

اب بانو کی کار نیلے رنگ کی کار کے بالکل عقب پر چڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسی لمحے بانو نے پینل پر ایک بٹن دبایا اور بٹن کے اوپر موجود سرخ رنگ کا بلب جلتے ہی اس نے اس کے نیچے لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور اس کے آگے جاتی ہوئی نیلے رنگ کی کار یکلخت جیسے فضا میں بلند ہوئی اور پھر بری طرح قلابازی کھاتی ہوئی سڑک کی سائیڈ پر لڑھکتی ہوئی ایک درخت کے ساتھ زوردار دھماکے سے ٹکرا گئی۔

”بو کاٹا —— اب پتہ چلا بانو سے ٹکرانے کا“ —— بانو نے بچوں کے سے انداز میں نعرہ مارا اور پھر تیزی سے کار آگے بڑھاتی لے

گئی۔ نیلے رنگ کی کار جس انداز سے قلابازی کھاتی ہوئی درخت
سے ٹکرائی تھی اس کے بعد اس کے اندر موجود ایک آدمی کے
بچ جانے کا بھی چانس نہ تھا۔

بانو کا انتقام پورا ہو گیا تھا۔ اس لئے اب اُسے یہاں رُکنے
کی ضرورت نہ تھی۔ وہ کار دوڑاتی ہوئی آگے بڑھتی گئی اور پھر
اگلے چوک سے اس نے کار کو موڑا اور ایک لمبا چکر کاٹ کر دوبارہ
رانا ہاؤس والی سڑک کی طرف بڑھنے لگی۔ اب اُسے عمران کا خیال
آرہا تھا اور اب وہ دل ہی دل میں بڑے خلوص سے عمران کے
بچ جانے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ جیسے عمران اس کا انتہائی
قریب ترین عزیز ہو۔ عمران کی موت یا زخمی ہونے کا تصور کرتے
ہی اس کا غصہ نجانے کہاں ہوا ہو گیا تھا۔

عمران رانا ہاؤس میں داخل ہو کر جیسے ہی کار سے اُترا۔
برآمدے میں کھڑا ہوا جوانا تیزی سے اس کی طرف بڑھا جبکہ جوزف
پھاٹک بند کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ماسٹر!۔۔۔ آپ کے لئے میں نے بہت سا سامان اکٹھا کر رکھا
ہے"۔۔۔ جوانا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اچھا!۔۔۔ کیا اس سامان میں طوطے کا پنجرہ بھی ہے"۔۔۔؟
عمران نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"طوطے کا پنجرہ"۔۔۔ جوانا نے حیرت بھرے انداز میں بھنویں
اُچکاتے ہوئے پوچھا۔

"ارے ریلوے والے اشتہار دکھاتے ہیں کہ قلی نے بہت سا
سامان اٹھایا ہوا ہے ۔۔۔ اور سب سے اوپر طوطے کا پنجرہ ہوتا
ہے۔۔۔ ظاہر ہے سامان طوطے کے پنجرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی اور جوانا ہنس پڑا۔

"پنجرہ تو شاید نہ ہو ——— لیکن طوطا ضرور موجود ہے" ——— جوانا نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— واہ ——— بولتا ہے کیا؟" ——— عمران نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔ اور اسی لمحے وہ بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"ارے! ——— یہ تو تم نے پوری نمائش لگا رکھی ہے" ——— عمران کے لہجے میں واقعی حیرت تھی۔

"یہ تو زندہ نمائش ہے ——— لاشوں کی نمائش تو سرکاری مُردہ خانے میں لگی ہو گی" ——— جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کون لوگ ہیں ——— کیا چکر ہے یہ" ——— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ کمرے میں کرسیوں پر جکڑے ہوئے چھ مرد اور ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ان میں سے عورت اور چار مرد تو بیہوش تھے۔ جبکہ دو مرد ہوش میں تھے اور پھر جوانا نے عمران کو شروع سے لے کر آخر تک تفصیل بتانا شروع کر دی۔ اور پھر اس نے براؤن اور آرتھر کا تعارف کرایا اور ساتھ ہی اس نے اس عورت کے روشی کے میک اپ میں اندر آنے اور حملہ کرنے کی تفصیل بھی بتائی۔ اور پھر بتایا کہ کس طرح اس کے چار ساتھیوں کو جوزف نے اندر ہو کر ٹریپ کیا۔

"روشی ——— کیا جوزف کو اب نشہ ہونے لگ گیا ہے ——— یہ کس طرف سے اُسے روشی لگ رہی تھی" ——— عمران نے غور سے سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی عورت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ——— یقین کریں یہ بالکل روشی کی طرح تھی ——— یہ تو جوانا نے اس کا میک اپ کچھ صاف کر دیا ہے ——— ورنہ شاید آپ بھی دھوکہ کھا جاتے" ——— پیچھے آنے والے جوزف نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اور گروپ ہے۔ ٹھیک ہے اس عورت کو بھی ہوش میں لے آؤ" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا اور جوانا نے تیزی سے آگے بڑھ کر اپنے بھاری ہاتھ سے عورت کا منہ اور ناک بیک وقت بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی عورت کے جسم میں کسمساہٹ سی پیدا ہوئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ جوانا پیچھے ہٹ گیا اور عورت کے منہ سے کراہ سی نکل گئی۔

"ہاں تو محترمہ! ——— میں نے سنا ہے کہ آپ روشی کے میک اپ میں تشریف لائی تھیں ——— اس کی کیا ضرورت تھی۔ آپ تو ویسے بھی خوبصورت ہیں ——— روشی بے چاری تو اب بوڑھی ہو گئی ہو گی"۔ عمران نے اس عورت کے ہوش میں آتے ہی مسکرا کر کہا۔

"تم عمران ہو" ——— عورت نے بغور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے ایسا اطمینان ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ دوستوں کے گروپ میں بیٹھی باتیں کر رہی ہو۔

"ماں باپ نے تو یہی نام رکھا تھا ——— البتہ دادا مرحوم میرا نام اللہ رکھا رکھنا چاہتے تھے ——— لیکن دادا جلد ہی مرحوم ہو گئے اس لئے یہ نام چلا نہیں" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— تمہارے اس حبشی ملازم نے ایک آدمی کو قتل کر دیا

ہے — حالانکہ اس کا بظاہر اس آدمی سے کوئی تعلق نہ تھا اس لئے میں اس تعلق کو معلوم کرنے یہاں عمارت میں آئی تھی — میرا نام ورتھا ہے" — عورت نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مشغلہ ہی قتل کرنا ہے — تم کس آدمی کی بات کر رہی ہو" — عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"ماسٹر! — یہ اس ڈان کی بات کر رہی ہے جس نے آرتھر کو فوراً اپنے پاس بلایا تھا — وہ فون میں نے اٹنڈ کیا تھا چنانچہ آرتھر کو یہاں چھوڑ کر میں اس کے پاس چلا گیا اور پھر اس نے خودکشی کر لی" — جوانا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس نے خودکشی نہیں کی — اُسے گولی ماری گئی ہے" — ورتھا نے فوراً ہی کہا۔

"اس نے خود ہی قتل کا سامان پیدا کیا تھا — حالانکہ میں اسے قتل نہ کرنا چاہتا تھا — اس لئے میں تو اسے خودکشی ہی کہوں گا" — جوانا نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مس ورتھا! — پہلے اس کا فیصلہ ہو جائے کہ یہ قتل تھا — یا خودکشی — اس کے بعد آگے بھی مسئلہ حل کر لیں گے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ تمہارا ڈان سے کیا تعلق تھا" — ورتھا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بتاؤ یار — تعلق بتاؤ — میں نے بتایا تو ہو سکتا ہے کہ مس ورتھا ناراض ہو جائیں" — عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ماسٹر! — اس جواب طلبی کے چکر میں آپ کیوں پڑ گئے ہیں یہ لوگ آپ کے ڈیڈی سر رحمان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ مجرم ہے — اور مجرموں کی سزا موت ہے — میں تو شاید اس سزا پر عمل درآمد بھی کر چکا ہوتا — لیکن سر رحمان کا نام درمیان میں آنے کی وجہ سے میں نے سوچا کہ آپ کے نوٹس میں لے آؤں" جوانا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو جینی اس طرح چکر چلانا چاہتی ہے — اور یہ عمران سر رحمان کا بیٹا ہے" — ورتھا نے جوانا کی بات سُن کر منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تو تم جینی کو لینزر کے مخالف گروپ میں ہو" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا — تم کیا کہہ رہے ہو" — ورتھا نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔ وہ بے خیالی میں بڑبڑا گئی تھی۔ اس لئے اُسے یہ سمجھ نہ آئی تھی کہ عمران نے اس کے منہ سے جینی کا نام سُنا ہے اور ویسے بھی اُسے یہ علم نہ تھا کہ عمران جینی کو جانتا ہے۔

"ظاہر ہے — اگر تم جینی کے گروپ میں ہوتیں — تو تمہیں یہ علم ہوتا کہ جینی سر رحمان کو قتل کرانا چاہتی ہے — اور تمہیں یہ بھی علم ہوتا کہ میں سر رحمان کا بیٹا ہوں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں یہ کیسے علم ہوا کہ جینی سر رحمان کو قتل کرانا چاہتی ہے" — ورتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو واقعی علم نہ تھا ۔۔۔ یہ کارنامہ جوانا نے انجام دیا ہے
یہ براؤن اسے ملا کر سر رحمان کو قتل کرانا ہے ۔۔۔ جوانا کبھی پیشہ ور
قاتل رہ چکا ہے ۔۔۔ سر رحمان چونکہ میرے ڈیڈی ہیں اس
لئے جوانا چونک پڑا ۔۔۔ وہ براؤن کو اغوا کر کے یہاں لایا
اس سے اسے آرتھر کا پتہ چلا تو یہ آرتھر کو بھی اغوا کر لایا ۔۔۔ وہاں
اس ڈان کا فون آیا جو آرتھر کے نام تھا لیکن سنا جوانا نے ۔ چنانچہ
یہ ڈان کے پاس پہنچ گیا ۔۔۔ وہاں ڈان نے خود کشی کر لی
تو یہ واپس آ گیا ۔۔۔ اس کے بعد تم اس کا تعاقب کرتی ہوئی اپنے
ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچ گئیں ۔۔۔ تاکہ تم پتہ چلا سکو کہ ڈان
کو جوانا نے کیوں قتل کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے پوری طرح
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سے کہاں معلوم ہوتا ہے کہ جیبنی کا ان سے تعلق
ہے ۔۔۔ کیا آرتھر یا براؤن نے بتایا ہے" ۔۔۔ ورتھا نے کہا

"ان بے چاروں کو کہاں معلوم ہوگا ۔۔۔ یہ تو چھوٹی مچھلیاں ہیں
یہ کارنامہ میں نے انجام دیا ہے ۔۔۔ ایک جگہ جیبنی سے ٹکراؤ ہو گیا
اس سے پتہ چلا کہ اس نے ڈیڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا ہوا ہے
اور اب یہاں آ کر تمہاری نمائش دیکھی تو سلسلہ مل گیا" ۔۔۔ عمران
نے کہا اور ورتھا نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھ گئی ۔۔۔ بہرحال میرا جیبنی سے کوئی
تعلق نہیں ۔۔۔ نجانے وہ کون ہے ۔۔۔ ڈان میرے لئے
کام کرتا تھا اس لئے میں یہاں آ گئی ہوں ۔۔۔ اگر تم چاہو تو میں تم

سے معافی مانگ سکتی ہوں" ۔۔۔ ورتھا نے لاتعلق سے لہجے میں کہا۔

"مانگنے کے لئے کوئی وقت کی پابندی تو نہیں ہے ۔ اطمینان
سے مانگ لینا ۔۔۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ جیبنی کا مشن کیا ہے" ۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے کہ میں کسی جیبنی کو نہیں جانتی ۔۔۔ تو
مجھے اس کے مشن کا کیا علم ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ورتھا نے ایسے
لہجے میں جواب دیا جیسے اسے عمران کی حماقت پر جھنجلاہٹ ہو رہی ہو۔

"ایسی صورت میں تو تم میرے لئے بے کار ثابت ہو رہی ہو۔
ٹھیک ہے جوانا ۔۔۔ یہ تمہارے شکار ہیں جو چاہو کرتے پھرو۔
میں جا رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر
واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سنو! ۔۔۔ اگر تم اپنے ان حبشی ملازموں کو میرے ہاتھوں ضائع
نہیں کرانا چاہتے ۔۔۔ تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔
تم جانو اور جیبنی ۔۔۔ میرا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے" ۔۔۔
ورتھا نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا ہے ۔۔۔ میرا خرچہ بچ جائے گا ۔۔۔ خوامخواہ کا خرچہ
مجھ غریب پر پڑا ہوا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا
اور دروازے میں پہنچا ہی تھا کہ جوزف اندر داخل ہوا۔

"ماسٹر! ۔۔۔ سلیمان کا فون آیا تھا ابھی ۔۔۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ
کی کوئی مہمان فلیٹ میں آئی ہے" ۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"مہمان! ۔۔۔ لاحول ولا ۔۔۔ یہ مہمانوں کی تو بارش شروع ہو گئی

ہے ـــــ یہاں آیا ہوں تو جوانا نے اتنے سارے مہمان اکٹھے کر رکھے ہیں ـــــ اب یہاں سے جانے کی سوچ ہی رہا تھا تو سلیمان کوئی مہمان فلیٹ میں سجائے بیٹھا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اس دوران جوزف نے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر ـــــ پھر اجازت ہے ـــــ میں ان مہمانوں کو رخصت کر دوں ـــــ اگر آپ کہیں تو اس لڑکی کو پوچھ گچھ کے لئے بچا لوں" ـــــ جوانا نے ریوالور کا سیفٹی لاک ہٹاتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"چھوڑو جوانا! ـــــ کن چکروں میں پڑ گئے ہو ـــــ تمہارا قتل کرنے کا کوٹا پورا ہو گیا ہو تو ان کے صرف ہاتھ پیر توڑ کر باہر سڑک پر پھینک دو ـــــ اتنی گولیاں ضائع کرنے کا کیا فائدہ" ـــــ عمران نے مڑ کر بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"سنو! ـــــ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہاری جینی سے کہاں ملاقات ہوئی ہے" ـــــ خاموش بیٹھی ورتھا نے اچانک پوچھا۔

"جب تم جینی کے متعلق کچھ جانتی ہی نہیں ہو ـــــ تو پھر ملاقات کہیں بھی ہوئی ہو ـــــ تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر میں جینی کے متعلق تفصیلات تمہیں بتا دوں تو کیا تم مجھے رہا کر دو گے" ـــــ؟ ورتھا نے کہا۔

"جو تفصیلات تم مجھے بتانا چاہتی ہو ـــــ وہ مجھے معلوم ہیں۔

یہی بتاؤ گی کہ جینی سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہے اور اس کا تعلق روسیاہ کی کے۔ جی۔ بی سے ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ورتھا کی آنکھیں بُری طرح پھیلنے لگیں۔

"کک ـــــ کک ـــــ کیا مطلب ـــــ؟ تم کیسے جانتے ہو۔؟ کیا تم نے جینی پر تشدد کر کے یہ سب کچھ پوچھا ہے" ـــــ؟ ورتھا کے لہجے میں یقین نہ آنے والا عنصر غالب تھا۔

"اتنی تفصیلات تو میں تمہارے متعلق بھی بتا سکتا ہوں۔ اب تم خود بتاؤ کہ کیا میں نے تم پر کوئی تشدد کیا ہے ـــــ میں تو صرف تم سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ جینی یہاں کس مشن پر آئی ہے۔ کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم اس کے مخالف کیمپ میں ہو۔ اس لئے ظاہر ہے کہ تمہارا وہ مشن نہ ہو گا جو جینی کا ہے۔ لیکن اگر تم نہ بتاؤ گی ـــــ تو پھر میں جینی سے پوچھ لوں گا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تم میرے متعلق کیا تفصیلات جانتے ہو" ـــــ؟ ورتھا نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"یہ میں جینی کو بتاؤں گا ـــــ جس طرح جینی کی تفصیلات میں نے تمہیں بتا دی ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یقین کرو مجھے جینی کے کسی مشن کا علم نہیں ہے" ـــــ ورتھا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک دوسرے پھاٹک کے قریب ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی اور عمران

جوزف اور جوانا تینوں یہ دھماکہ سنتے ہی بُری طرح چونک پڑے۔

"یہ کیا ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا اور دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکلا۔ جوانا اور جوزف بھی اس کے پیچھے تھے۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ برآمدے تک پہنچتے، برآمدے کے قریب ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور برآمدے کا آدھا حصہ یکلخت ٹوٹ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تیز فائرنگ اور برآمدے میں مزید خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"رانا ہاؤس پر کسی پارٹی نے حملہ کر دیا ہے ——— نیچے تہہ خانے میں چلو" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا واپس پلٹ کر ایک سائیڈ کمرے میں پہنچا۔ جوانا اور جوزف اس کے پیچھے تھے۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا بٹن دبایا تو وہ چھوٹا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کی حرکت رک گئی تو عمران اچھل کر ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچا اور اس نے کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین کے اوپر موجود سکرین پر بجلیاں سی کوندنے لگیں۔ اور اسی لمحے سکرین پر جیسے آتش فشاں کا لاوا اچھلتا ہے اس طرح کا منظر ابھرا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گرد کے بادل چھا گئے۔

عمران نے مشین پر لگے ہوئے ایک گول چکر کو تیزی سے گھمایا

تو سکرین پر منظر بدلا اور اس نے نیلے رنگ کی ایک کار کو تیزی سے مڑتے ہوئے دیکھا۔ کار کے کھلے دروازوں میں مختلف افراد اچھل کر سوار ہو رہے تھے۔ یہ رانا ہاؤس کے وسیع صحن کا منظر تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جیلینی اسے نظر آگئی تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کار ایک لمحے میں کھلے پھاٹک سے باہر نکلی اور دائیں طرف مڑ کر غائب ہو گئی۔

"تو یہ کارنامہ جیلینی نے سرانجام دیا ہے" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ——— اوپر والی ساری عمارت ہی تباہ ہو گئی ہے۔ میری شراب کا سٹاک بھی تو اسی میں تھا" ——— جوزف نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اسے عمارت کی بجائے اپنی شراب کے سٹاک پر افسوس ہو رہا تھا۔

"ماسٹر! ——— میں شرمندہ ہوں ——— یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے ——— اگر میں انہیں یہاں نہ لے آتا تو ایسا نہ ہوتا" ——— جوانا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے تم دونوں رونے کیوں لگ گئے ہو ——— رانا ہاؤس رانا تہور علی صندوقی کا ہے اور وہ بڑا جاگیردار ہے۔ خود ہی بنواتا پھرے گا ——— اور جہاں تک جوزف کی شراب کے سٹاک کا تعلق ہے تو چلو شاید اس بہانے جوزف شراب پینا بند کر دے کیوں جوزف" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بب ——— بب ——— باس! ——— شش ——— شراب تو میری زن

ہے ___ مم ___ مم ___ میں مر جاؤں گا" ___ جوزف نے بُری
طرح گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یعنی اب تم بوتلوں کی بجائے نہروں کا خواب دیکھ رہے ہو"
عمران نے کہا۔

" شراب کی نہریں ___ کہاں ہیں باسٹر ___ ؟ شراب کی نہریں
واہ" ___ جوزف نے بُری طرح چونکتے ہوئے اِدھر اُدھر الٹ
دیکھتے ہوئے کہا جیسے شراب کی نہر اس کمرے میں موجود ہو۔ اور
اُسے نظر نہ آرہی ہو۔

" میں جہنم کی بات کر رہا ہوں ___ جہاں شراب کی نہریں
بہتی ہیں۔ لیکن ایک بات ہے اس شراب میں نشہ نہیں ہوتا"
عمران نے کہا۔

" نشہ نہیں ہوتا ___ تو وہ شراب کیا ہوئی۔ پانی ہو گیا" ___
جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہارے لئے تو یہاں کی شراب پانی بن گئی ہے۔ غضب
خدا کا ___ بیس بیس بوتلیں چڑھا جاتے ہو ___ اور یوں اطمینان
سے پھرتے رہتے ہو جیسے شراب نہ ہوئی رُوح افزا کا شربت ہو گا"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بب ___ بب ___ باس ! ___ سرور تو ہوتا ہے" ___ جوزف
نے کھیسیں نکالتے ہوئے کہا۔

" ارے یہ زندہ بچ گئی ہے" ___ اچانک عمران نے چونک
کر سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور جوزف اور جوانا بھی چونک

کر اس طرف دیکھنے لگے۔

سکرین پر ورتھا پھاٹک کی طرف لڑکھڑانے والے انداز میں
بھاگتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جسم
نہ صرف خاصا گرد آلود تھا بلکہ وہ زخمی بھی دکھائی دے رہی تھی۔
اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ پھاٹک سے باہر نکل کر غائب
ہو گئی۔

عمران نے جلدی سے مشین کے سوئچ آف کئے اور پھر واپس
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اوپر والا حصہ تو چونکہ تباہ ہو چکا تھا اس
لئے اب لفٹ تو کام نہ کر سکتی تھی۔ لیکن اوپر جانے کے لئے ایک
اور راستہ موجود تھا۔ وہ تینوں ہی اس راستے سے جلد ہی اوپر
پہنچ گئے۔

اسی لمحے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے اوپر کی
عمارت کا خاصا بڑا حصہ تباہ ہو چکا تھا۔ لیکن اس میں آگ نہ لگی
تھی۔ جس کمرے میں ورتھا اور اس کے ساتھی موجود تھے وہ بھی
تباہی کا شکار ہوا تھا۔ نجانے ورتھا کس طرح بچ نکلی تھی۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر سامنے صحن کی طرف
مڑ گیا۔ اسی لمحے پولیس گاڑیوں کے سائرن نزدیک آگئے۔ اور
پھر ایک گاڑی تیزی سے سائرن بجاتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ وہ
ملبے کے قریب آکر رکی اور اس میں سے ایک پولیس آفیسر اور
سپاہی گنیں سنبھالے تیزی سے نیچے اترے۔

" خبردار ! ___ ہاتھ اٹھا دو ___ ورنہ ___ " پولیس آفیسر نے

عمران، جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ٹھیک ہے ---- اگر ہمارے ہاتھ اٹھانے سے یہ عمارت دوبارہ صحیح سالم ہو سکتی ہے تو ہم ہاتھ اٹھا دیتے ہیں" ---- عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے عمران صاحب ---- آپ! ---- میں نے تو آپ کو پہچانا نہ تھا" ---- پولیس آفیسر نے چونک کر کہا اور پھر گن نیچے کر کے وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

یہ ڈی۔ ایس۔ پی سٹی شیرازی تھا۔ پہلے یہ سر رحمان کے محکمے میں تھا۔ پھر وہاں سے پولیس میں اس کا ٹرانسفر ہو گیا تھا۔

"چلو اب تو پہچان لیا ---- یہی غنیمت ہے ---- ورنہ میں نے تو سنا ہے کہ جس کا نقصان ہو ---- اس کی شناخت ہی لوگ بھول جاتے ہیں" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ---- یہ عمارت آپ کی ہے ---- ؟ اس پر بورڈ تو رانا تہور علی صندوقی کا لگا ہوا ہے" ---- شیرازی نے قریب آکر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کبھی سیکرٹ سروس کا نام سنا ہے" ---- ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس ---- ہاں! ---- کیوں" ---- ؟ شیرازی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ صندوق اور صندوقی اسی قبیل کی شے ہے ---- اور اگر کوئی انجان آدمی اس۔ جیسے صندوق کو کھولنے کی کوشش کرے تو

بعض اوقات یہ عام صندوق کی بجائے پینڈورا باکس یعنی صندوق بھی ثابت ہو سکتا ہے" ---- عمران نے کہا۔

"اوہ ---- اوہ ---- میں سمجھ گیا ---- آپ کا مقصد ہے یہ عمارت سیکرٹ سروس کی ہے ---- اس لئے ہم اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ کریں" ---- شیرازی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یار اتنے ہی سمجھدار ہو گئے ہو تو پولیس میں کیا کرتے پھر رہے ہو ---- کسی یونیورسٹی میں لیکچرار لگ جانا تھا" ---- عمران نے کہا اور شیرازی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ---- میں رپورٹ کر دوں گا کہ معاملہ سیکرٹ سروس کا ہے ---- او۔ کے" ---- شیرازی نے کہا اور اپنے سپاہیوں کو اشارہ کرتا ہوا تیزی سے واپس اپنی جیپ کی طرف مڑ گیا۔

"یہ اچھا ہوا کہ شیرازی خود آگیا ---- ورنہ خاصا وقت لگتا" ---- عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف اور جوانا کی طرف مڑا۔

"تم دونوں اس تباہ شدہ کمرے کا ملبہ ہٹا کر دیکھو ---- ہو سکتا ہے کہ باقی لوگوں میں سے کوئی زندہ ہو تو اسے ہسپتال بھیجا جا سکے" ---- عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا تباہ شدہ عمارت کی طرف مڑ گئے۔

عمران نے سوچا کہ پہلے جا کر پھاٹک بند کر دے کیونکہ اسے باہر سڑک پر خاصا بڑا مجمع نظر آ رہا تھا۔ جو اندر کے حالات جاننے کے اشتیاق میں وہاں اکٹھا ہو گیا تھا۔

عمران، جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اگر ہمارے ہاتھ اٹھانے سے یہ عمارت دوبارہ صحیح سالم ہو سکتی ہے تو ہم ہاتھ اٹھا دیتے ہیں" ـــــ عمران کے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ارے عمران صاحب ـــــ آپ! ـــــ میں نے تو آپ کو پہچانا نہ تھا" ـــــ پولیس آفیسر نے چونک کر کہا اور پھر گن نیچے کرکے وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

یہ ڈی۔ ایس۔ پی سٹی شیرازی تھا۔ پہلے یہ سر رحمان کے محکمے میں تھا۔ پھر وہاں سے پولیس میں اس کا ٹرانسفر ہو گیا تھا۔

"چلو اب تو پہچان لیا ـــــ یہی غنیمت ہے ـــــ ورنہ میں نے تو سنا ہے کہ جس کا نقصان ہو ـــــ اس کی شناخت ہی لوگ بھول جاتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ـــــ یہ عمارت آپ کی ہے ـــــ؟ اس پر بورڈ تو رانا تہور علی صندوقی کا لگا ہوا ہے" ـــــ شیرازی نے قریب آکر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کبھی سیکرٹ سروس کا نام سنا ہے" ـــــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس ـــــ ہاں! ـــــ کیوں" ـــــ؟ شیرازی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ صندوق اور صندوقی اسی قبیل کی شے ہے ـــــ اور اگر کوئی انجان آدمی اس۔ جیسے صندوق کو کھولنے کی کوشش کرے تو

بعض اوقات یہ عام صندوق کی بجائے پینڈورا باکس یعنی صندوق بھی ثابت ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ اوہ ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ آپ کا مقصد ہے یہ عمارت سیکرٹ سروس کی ہے ـــــ اس لئے ہم اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ کریں" ـــــ شیرازی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یار اتنے ہی سمجھدار ہو گئے ہو تو پولیس میں کیا کرتے پھر رہے ہو ـــــ کسی یونیورسٹی میں لیکچرار لگ جاتا تھا" ـــــ عمران نے کہا اور شیرازی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ـــــ میں رپورٹ کر دوں گا کہ معاملہ سیکرٹ سروس کا ہے ـــــ او۔ کے" ـــــ شیرازی نے کہا اور اپنے سپاہیوں کو اشارہ کرتا ہوا تیزی سے واپس اپنی جیپ کی طرف مڑ گیا۔

"یہ اچھا ہوا کہ شیرازی خود آگیا ـــــ ورنہ خاصا وقت لگتا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف اور جوانا کی طرف مڑا۔

"تم دونوں اس تباہ شدہ کمرے کا ملبہ ہٹا کر دیکھو ـــــ ہو سکتا ہے کہ باقی لوگوں میں سے کوئی زندہ ہو تو اسے ہسپتال بھیجا جا سکے" ـــــ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا تباہ شدہ عمارت کی طرف مڑ گئے۔

عمران نے سوچا کہ پہلے جا کر پھاٹک بند کر دے کیونکہ اسے باہر سڑک پر خاصا بڑا مجمع نظر آرہا تھا۔ جو اندر کے حالات جاننے کے اشتیاق میں وہاں اکٹھا ہو گیا تھا۔

لیکن ابھی اس نے دو قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ اچانک ایک سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے مڑ کر پھاٹک میں داخل ہوئی اور اُسے دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ کیونکہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی بانو اُسے صاف نظر آ رہی تھی ۔۔۔ بانو نے بھی اُسے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے اس نے سیدھی کار اس کے قریب آ کر روکی۔

"ارے تم تو ٹھیک ٹھاک کھڑے ہو ۔۔۔ میں تو سارے راستے دعائیں مانگتی آئی ہوں کہ تم زندہ بچ گئے ہو" ۔۔۔ بانو نے کار سے نیچے اترتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زندہ اور میں ۔۔۔ کاش بانو! ۔۔۔ میں تمہیں اپنا دل کھول کر دکھا سکتا کہ بے چارہ کتنا زخمی ہے ۔۔۔ زخموں سے چور چور ہے" ۔۔۔ عمران نے ٹھیٹھ عاشقوں کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم پر پھر عاشقی کا دورہ پڑ گیا ہے ۔۔۔ ارے ہاں! یہ جینی نے تو بے تحاشا یہاں دھماکے اور فائرنگ کی تھی ۔۔۔ عمارت ساری تباہ کر دی ۔۔۔ پھر تم کیسے زندہ بچ گئے ہو۔ اور عمران سنو! ۔۔۔ میں نے تمہارا انتقام اس سے لے لیا ہے۔ میں نے ان کی کار اُلٹا کر تباہ کر دی ہے ۔۔۔ اب پولیس والے ان کی لاشیں اٹھا رہے ہوں گے" ۔۔۔ بانو نے یکلخت خوش ہوتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"کس کی کار اُلٹا دی تم نے ۔۔۔ کن کی لاشیں پولیس والے اٹھا رہے ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جینی اور اس کے ساتھیوں کی ۔۔۔ جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا" ۔۔۔ بانو نے آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ان سے کیسے ٹکرا گئیں ۔۔۔ اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ جینی نے اس عمارت پر حملہ کیا ہے" ۔۔۔؟ عمران واقعی حیران تھا۔

جواب میں بانو نے اس کے آنے کے بعد سے اس کے سائیں سے اس کے فلیٹ کا پتہ پوچھنے اور پھر وہاں سے سلیمان سے ملنے سے لے کر یہاں پہنچنے اور جینی کے حملے سے لے کر ان کے تعاقب اور پھر سپورٹس کار سے ان کی کار اٹھانے تک کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"تم نے رک کر دیکھا نہیں کہ جینی اور اس کے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت تھی وہاں رکنے کی ۔۔۔ بس مر مرا گئے ہوں گے۔ لیکن ہاں تم بتاؤ کہ تم حویلی کے دربان کو کیا پیغام دے آئے تھے۔ اور پھر تم مجھے چھوڑ کر فرار کیوں ہو گئے تھے" ۔۔۔ بانو کو اچانک یاد آیا تو اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ تو ان ڈائریکٹ پیغام تھا ۔۔۔ نام جینی کا تھا لیکن شخصیت اور تھی ۔۔۔ میرا خیال تھا کہ تم کافی ذہین ہو۔ سمجھ جاؤ گی ۔۔۔ اور پھر اگر ہم اس طرح وہاں سے چلے آتے تو لوگ کیا کہتے کہ نواب شہریار خان کی بیٹی اس طرح ۔۔۔" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"اوہ ٹوشٹ اپ ۔۔۔ بس تمہیں تو بکواس کرنی آتی ہے۔

بانو نے اس بار مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات کا مقصد وہ سمجھ گئی تھی۔ اس لئے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور شاید عمران کے اس فقرے نے اس کا سارا غصہ ختم کر دیا تھا۔

"یہ تو اصول کی بات ہے کہ شادی سے پہلے مرد بولتا ہے اور شادی کے بعد پھر مرد بیچارے کو صرف سننا ہی پڑتا ہے۔ بولنے کے کام بیوی سنبھال لیتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ماسٹر! — کمرے میں موجود باقی تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ ورتھا شاید اس لئے بچ گئی کہ اس کی کرسی الٹ گئی تھی اور ملبہ اس آہنی کرسی پر پڑا تھا ——— اور کرسی اُلٹنے کی وجہ سے اس کا میکنزم بھی ٹوٹ چکا تھا اس لئے ورتھا آزاد ہو گئی" ——— جوانا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"اوکے! — میں اب جا رہا ہوں ——— تم دونوں ان کی لاشیں کسی گٹر میں ڈال دینا اور اپنی رہائش تہہ خانوں میں رکھ لو۔ جب تک یہ عمارت دوبارہ تیار نہیں ہو جاتی" ——— عمران نے کہا اور جوانا کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ بانو کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"آؤ مس بانو چلیں" ——— عمران نے کہا۔

"کہاں" ——— ؟ بانو نے چونک کر کہا۔

"کوئی میرج ہال تلاش کرتے ہیں ——— سنا ہے آجکل مولوی گواہ، چھوہارے سب کا انتظام یار لوگوں نے کرائے میں کر رکھا ہوا ہے" ——— عمران نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو! — اب اگر آئندہ تم نے ایسی کوئی بات میرے سامنے کی

تو میں تمہیں گولی مار دوں گی ——— سمجھے ——— میں ایسی بکواس سننے کی عادی نہیں ہوں" ——— بانو نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایسی بکواس بند کرنے اور تمہاری شروع کرنے کا انتظام تو کرنا چاہتا ہوں" ——— عمران بھلا کہاں باز رہنے والا تھا اور بانو نے جھلاتے ہوئے انداز میں کار کا رُخ پھاٹک کی طرف موڑا اور پھر پھاٹک سے باہر نکل کر اس نے کار روک لی۔

"اب کس طرف جانا ہے" ——— ؟ بانو نے کہا۔

"فی الحال تو اس طرف لے چلو ——— جہاں تم نے جیبی کی کار الٹائی تھی ——— میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ صحیح اُلٹی ہے یا نہیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— تم شاید اس جیبی کی موت کی تصدیق کرنا چاہتے ہو" ——— بانو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے کار ایک طرف بڑھا دی۔

خوفناک اور مسلسل دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں سنتے ہی
عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر
نکلے تو ورتھا نے بھی کرسی سے آزاد ہونے کی کوششیں شروع
کردیں ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرسی سے نجات حاصل کرسکتی
عین اس کمرے کے سامنے کی دیوار ایک خوفناک دھماکے سے
اڑ کر کمرے کی چھت سمیت ورتھا اور اس کے ساتھیوں پر گری
دیوار کے دھماکے سے اڑنے کی وجہ سے ورتھا کرسی سمیت
اچھل کر پہلو کے بل نیچے فرش پر گری ۔ اور کرسی اس کے اوپر
آگئی ۔ دوسرے لمحے ورتھا کو یوں محسوس ہوا جیسے لاکھوں ٹن
وزن کرسی کے اوپر آگرا ہو ۔ اس نے براؤن اور آرتھر دونوں کی
ڈوبتی ہوئی چیخیں سنیں ۔ اس کا اپنا سانس بھی اس خوفناک
وزن کے نیچے جیسے رک سا گیا تھا ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ

جیسے اب اس کا اندر رکا ہوا سانس کبھی باہر نہ آسکے گا ۔ اس کا
پورا جسم سانس کو باہر نکلنے کے لئے بری طرح پھڑک رہا تھا اور
پھر یکلخت ورتھا کے جسم نے اس طرح حرکت کی جیسے کوئی
خوفناک وحشی سانڈ پنجرہ توڑ کر باہر نکلنے کی جدوجہد کر رہا ہو ۔ اور
اس لاشعوری حرکت نے اچانک ایک سائیڈ پر پڑا ہوا وزن کھسکا
دیا اور دوسرے لمحے ورتھا نہ صرف اس وزن کی قید سے آزاد
ہوگئی بلکہ اس کا رکا ہوا سانس بھی خود بخود بحال ہوگیا ۔ اور اس
کے ساتھ ہی زوردار چڑچڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چند لمحے
پہلے اس کی پشت پر موجود کرسی زمین کے ساتھ جا ملی ۔ لیکن ورتھا
کا جسم ایک لمحہ پہلے سائیڈ سے باہر نکل چکا تھا ۔ ورنہ وہ لازماً بری
طرح کچلی جاتی ۔

ہر طرف اندھیرا سا محسوس ہو رہا تھا ۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے
اس کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی ہو ۔ اور اسے اپنے جسم میں شدید
درد کا احساس ہو رہا تھا ۔

ورتھا چند لمحے فرش پر پڑی لمبے لمبے سانس لیتی رہی اور پھر
اٹھ کر کھڑی ہوگئی ۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے سے قدرے
مانوس ہوگئی تھیں ۔ اس لئے اسے کچھ کچھ دکھائی دینے لگ گیا
تھا ۔ دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں اب ختم ہوچکی تھیں اور ورتھا
کے کانوں میں دور سے کسی کار کے چلنے اور تیزی سے موڑ
کاٹ کر دور جانے کی آوازیں سنائی دیں تو اس کا اپنا شعور بھی
بیدار ہوگیا ۔ وہ جلدی سے چھت کے ملبے کو پھلانگتی ہوئی باہر

کی طرف لپکی۔ اس کے جسم میں درد کی شدید لہریں چل رہی تھیں اور دماغ پر بار بار اندھیرے سے لپکتے محسوس ہو رہے تھے۔ لیکن وہ دانت بھینچے آگے کو بڑھی جا رہی تھی۔

اب اندھیرا کافی سے زیادہ چھٹ گیا تھا اور چند لمحوں بعد وہ ایک کھلے میدان سے علاقے میں پہنچ گئی۔ اس کو سامنے کھلا ہوا پھاٹک نظر آیا تو وہ سمجھ گئی کہ وہ اس عمارت کے وسیع لان میں ہے۔ پھاٹک نظر آتے ہی وہ بے تحاشا دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھی اور پھر پھاٹک سے باہر نکل کر وہ تیزی سے مڑ کر سڑک کی سائیڈ پر دوڑنے لگی۔ اُسے اپنی حالت کا بھی احساس نہ تھا۔ باہر لوگ افراتفری کے عالم میں دوڑ بھاگ رہے تھے۔

ابھی ورتھا چند ہی قدم آگے بڑھی ہو گی کہ اچانک ایک ٹیکسی اس کے قریب آکر رُکی۔ اور ورتھا لاشعوری طور پر ٹیکسی کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر تقریباً گر سی گئی۔

"ش۔۔ش۔۔شیراز اسکوائر" ۔۔۔۔ ورتھا نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن پھر اس کے ذہن پر اندھیروں نے مکمل طور پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد جب اس کا شعور جاگا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ایک ہسپتال کے بستر پر پڑی ہوئی ہے اور اس کے جسم پر ہسپتال کی سفید چادر پڑی ہوئی تھی۔

"اوہ۔۔ یہ میں کہاں آ گئی ہوں" ۔۔۔۔ ورتھا نے یکلخت کراہتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ہوش آ گیا۔۔۔ شکر ہے ۔۔۔ آپ لیٹی رہیئے۔ لیٹی رہیئے۔۔۔ میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں" ۔۔۔۔ ایک نرس نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس دوڑ سی گئی۔ لیکن دوسرے لمحے ورتھا کی آنکھیں دوبارہ بند ہو گئیں۔

چند لمحوں بعد اُسے احساس ہوا کہ اس کے بازو میں چبھن سی ہو رہی ہے اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں تو اس نے ایک ڈاکٹر کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔

"مم۔۔مم۔۔ میں کہاں ہوں" ۔۔۔۔ ؟ ورتھا نے کراہتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ہسپتال میں ہیں۔۔۔ آپ خاصی زخمی ہو گئی تھیں۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور آپ کو یہاں چھوڑ گیا تھا ۔۔۔۔ آپ کی حالت سے اندازہ ہو رہا تھا جیسے آپ کسی ملبے کے نیچے دب کر زخمی ہوئی ہیں" ۔۔۔۔ ڈاکٹر نے بڑے نرم لہجے میں اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! ۔۔۔ مم۔۔۔ مگر مجھے تو کچھ یاد نہیں۔۔۔ میں تو سڑک پر چل رہی تھی ۔۔۔ بس مجھے اتنا یاد ہے" ۔۔۔۔ ورتھا نے کہا۔ حالانکہ اُسے عمران کی عمارت تباہ ہونے کا پورا واقعہ یاد آ گیا تھا لیکن وہ بتاتے بتاتے یکلخت بات بدل گئی تھی۔

"آپ دماغ پر زور نہ دیجئے۔۔۔ آپ کو کافی دیر بعد ہوش آیا ہے ۔۔۔ ویسے آپ اب مکمل طور پر خطرے سے باہر ہیں ایک دو روز بعد آپ کو ہسپتال سے چھٹی مل جائے گی" ۔۔۔ ڈاکٹر

نے اس کے بازو پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد ورتھا نے اپنے جسم پر پڑی ہوئی چادر ہٹائی اور جسم کو حرکت دینی چاہی تو اسے یہ محسوس کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ اس کا جسم مکمل طور پر صحیح حرکت کر رہا تھا۔ البتہ بازو ٹانگوں اور جسم پر جگہ جگہ بینڈیج کی گئی تھی۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا لباس تھا۔

ورتھا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑی کہ اس کے بلاک کے بالکل سامنے والے بلاک میں جینی ایک بستر پر پڑی ہوئی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں اور ایک نرس اس کی کلائی میں انجکشن لگا رہی تھی۔

"اوہ ۔۔۔ تو جینی بھی ہسپتال پہنچ گئی ہے ۔۔۔ لیکن کیسے اور کیوں" ۔۔۔ ؟ ورتھا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ لیٹ جائیے ۔۔۔ پلیز" ۔۔۔ اسی لمحے ایک نرس نے ورتھا کے قریب آکر کہا۔

"کوئی بات نہیں سسٹر! ۔۔۔ میں اس طرح زیادہ اچھا محسوس کر رہی ہوں ۔۔۔ ہاں سسٹر! ۔۔۔ یہ تو بتائیے کہ یہ سامنے والے بلاک میں وہ جو دوسرے نمبر کے بیڈ پر مریضہ ہے ۔۔۔ یہ کب یہاں آئی ہے ۔۔۔ اور اسے کیا ہوا ہے" ۔۔۔ ورتھا نے جینی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دو نمبر بیڈ والی ۔۔۔ یہ ایک کار کے حادثے میں زخمی ہوئی ہے ۔۔۔ اس کے باقی ساتھی تو موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے لیکن یہ بچ گئی ہے ۔۔۔ البتہ اس کے سر پر شدید چوٹ آئی ہے اور یہ ابھی تک بیہوش ہے ۔۔۔ یہ پولیس کیس ہے" ۔۔۔ نرس نے جواب دیا۔

"یہ کب یہاں آئی ہے" ۔۔۔ ورتھا نے پوچھا۔

"بس آپ کے تقریباً ساتھ ہی آئی ہے ۔۔۔ دو گھنٹے ہوئے ہوں گے ۔۔۔ ارے وہ تو ہوش میں آ رہی ہے ۔۔۔ اوہ ویری گڈ" ۔۔۔ نرس نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے جینی کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ جینی نے واقعی آنکھیں کھول دی تھیں۔ پھر اور بھی کئی نرسیں اور ڈاکٹر اس کے قریب پہنچ گئے۔ اور انہوں نے دونوں طرف سے بستر کو گھیر لیا۔

ورتھا ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ بستر پر لیٹ گئی ڈاکٹر جب جینی کے بستر سے ہٹ گئے تو ورتھا نے گردن گھما کر دیکھا تو جینی اب پوری طرح ہوش میں تھی۔ اور سر کو گھما کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ ورتھا نے جلدی سے اپنا چہرہ مخالف سمت میں کر لیا تاکہ جینی اسے پہچان نہ سکے۔

تقریباً دس پندرہ منٹ بعد سینئر ڈاکٹر ایک نرس کے ساتھ بلاک کے راؤنڈ پر آیا۔ اس نے ورتھا سے رسمی باتیں کیں اور پھر اس نے نرس کو اشارہ کیا تو نرس نے ہاتھ میں اٹھائی ہوئی پلیٹ ڈاکٹر کی طرف بڑھا دی۔ پلیٹ میں ایک سرنج موجود تھی۔

"اس انجکشن سے آپ کی صحت انتہائی تیز رفتاری سے بحال ہو جائے گی" ——— ڈاکٹر نے انجکشن اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا اور پھر بڑے نرم انداز میں اس نے ورتھا کے بازو میں انجکشن لگانا شروع کر دیا۔

ورتھا کو بڑا سکون سا محسوس ہونے لگا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انتہائی خوشگوار موسم میں کسی باغ میں جھولا جھول رہی ہو۔ اور پھر اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگ گئیں اُسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی اُسے تھپک تھپک کر سلا رہا ہو اس نے زبردستی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سُود۔ اس کے ذہن پر آہستہ آہستہ سیاہ چادر پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ پھر اچانک ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں یوں کھُل گئیں جیسے کسی نے زبردستی اس کی پلکیں ایک دوسرے سے جدا کر دی ہوں اور پھر اس کا شعور بھی جاگ اٹھا۔

دوسرے لمحے وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی کیونکہ اُسے فوراً ہی احساس ہو گیا تھا کہ وہ ہسپتال کی بجائے کسی اور جگہ ہے۔ اور پھر جیسے اس کے سر پر بم سا پھٹ گیا ہو۔ کیونکہ اُٹھ کر بیٹھتے ہی اس کی نظریں ساتھ ہی لیٹی ہوئی جینی پر پڑیں جس کی بند آنکھیں آہستہ آہستہ کھُل رہی تھیں۔ اور وہ حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہوش میں آتی ہوئی جینی کو لیٹنر کو دیکھنے لگی۔

وہ اس وقت ایک بڑے سے کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے

قالین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرہ ہر قسم کے سازوسامان سے خالی تھا اور اس کا سامنے موجود اکلوتا دروازہ بھی بند تھا۔

اسی لمحے جینی کے حلق سے بھی حیرت بھری آواز نکلی اور وہ بھی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

"تت —— تت —— تم ورتھا" —— جینی کے حلق سے حیرت بھری آواز نکلی اور وہ بھی ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ہاں! —— یہ میں ہوں ورتھا —— لیکن ہم تو ہسپتال میں تھیں پھر یہاں کیسے آگئیں —— اور یہ کونسی جگہ ہے" —— ورتھا نے بھی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! —— مجھے یاد آ رہا ہے وہ ہسپتال تھا —— ہاں! لیکن کیا تم بھی ہسپتال میں تھی" —— ؟ جینی نے بھی حیرت بھرے انداز میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— میں تمہارے سامنے والے بلاک میں موجود تھی۔ تمہیں میرے سامنے ہوش آیا تھا —— اور نرس نے بتایا تھا کہ تم کسی کار کے حادثے کے نتیجے میں ہسپتال پہنچی تھیں" —— ورتھا نے کہا۔

"اوہ ہاں! —— وہ بانو تھی —— یقیناً اس نے میری کار الٹائی تھی —— میں اس کا خون پی جاؤں گی —— مجھے اب یاد آ رہا ہے" —— جینی کا چہرہ یکلخت بگڑنے لگا۔

"بانو! —— وہ کون ہے —— ؟ ورتھا نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ نواب شہریار خان کی بیٹی ہے ۔۔۔ لیکن تم ۔۔۔ تم ہسپتال کیسے پہنچ گئیں ۔۔۔ کیا ہوا تھا تمہیں" ۔۔۔ جینی بے خیالی میں بات کرتے کرتے یکلخت موضوع بدل گئی جیسے اُسے اچانک خیال آ گیا ہو کہ اُسے یہ بات ورتھا کے سامنے نہیں کرنی چاہیئے تھی۔

"اوہ اچھا! ۔۔۔ میں سمجھ گئی ۔۔۔ لیکن نواب شہریار خان کی بیٹی یہاں دارالحکومت میں کیسے پہنچ گئی" ۔۔۔ ورتھا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تم کیسے جانتی ہو نواب شہریار خان کو" ۔۔۔ جینی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور ورتھا کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"جینی! ۔۔۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ ورتھا سے بالا بالا ہی سب کچھ کر لو گی ۔۔۔ یہ تمہاری بھول ہے ۔۔۔ مجھے سب معلوم ہے جو کچھ تم کرتی پھر رہی ہو" ۔۔۔ ورتھا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہوں ۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے جان کو ختم کر کے وہ لیبارٹری کیوں تباہ کر دی تھی" ۔۔۔ جینی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو تمہیں یہ رپورٹ مل گئی ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھ گئی ۔۔۔ بس میرا جان سے جھگڑا ہو گیا تھا اور تم جانتی ہو کہ میں غصے کی کتنی پاگل ہوں" ۔۔۔ ورتھا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے تمہارے غصے کا بھی علم ہے ورتھا! ۔۔۔ مجھے چکر دینے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تم ہسپتال کیسے پہنچ گئیں" ۔۔۔ جینی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بس تھا ایک چکر ۔۔۔ میں ایک تباہ ہوتی عمارت کے ملبے میں دب گئی تھی" ۔۔۔ ورتھا نے کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا ۔۔۔ کیا تم رانا ہاؤس میں موجود تھی۔ جس وقت وہ تباہ ہوا" ۔۔۔ جینی ورتھا کی بات سن کر یوں اچھل پڑی جیسے اس کے جسم کو اچانک طاقتور کرنٹ لگ گیا ہو۔

"تم ۔۔۔ تم رانا ہاؤس کو کیسے جانتی ہو ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ تو کیا یہ تباہی تمہاری وجہ سے ہوئی ہے" ۔۔۔ ورتھا کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے جینی کا ہوا تھا اور وہ دونوں اس طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں جیسے انہیں ایک دوسرے کے وجود پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران واقعی ایک گہرا آدمی ہے۔ اس کے متعلق جو کچھ بتایا گیا ہے ۔۔۔ وہ واقعی سچ ہے" ۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جینی نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران! ۔۔۔ تو تم ان حبشیوں کے ماسٹر عمران کی بات کر رہی ہو ۔۔۔ وہ احمق سا نوجوان" ۔۔۔ ورتھا نے کہا۔

"تم کس حیثیت سے وہاں گئی تھی" ۔۔۔ جینی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اُلٹا سوال کر دیا۔

"کس حیثیت سے ۔۔۔ اوہ تو تم بھی میرے خیال میں ڈان کے

قتل ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے گئی ہو گی ـــــ اور تم نے بدلہ لینے کے لئے وہ عمارت ہی تباہ کر دی ـــــ لیکن پھر وہ بانو وہاں کیسے پہنچ گئی" ـــــ ورتھا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ڈان! ـــــ تو کیا ڈان کو عمران نے قتل کیا ہے" ـــــ جینی بُری طرح چونک پڑی۔

"ہاں! ـــــ اس کے حبشی ملازم نے کیا ہے ـــــ مجھے سارے واقعات کا علم ہے ـــــ سچ بات تو یہ ہے کہ میں ڈان کے پیچھے گئی تھی تاکہ اس کی جگہ اپنا آدمی رکھ دوں۔ لیکن ڈان قتل ہو چکا تھا۔ اور پھر وہ حبشی نظروں میں آ گیا اس کا نام جوانا ہے ـــــ میں حالات معلوم کرنے اس حبشی کا تعاقب کرتی ہوئی رانا ہاؤس تک پہنچی۔ لیکن اس حبشی اور اس کے ساتھی دوسرے حبشی نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو وہاں قید کر لیا ـــــ وہاں دو آدمی آرتھر اور براؤن بھی قید تھے۔ وہ عمران کو ماسٹر کہہ رہے تھے۔ پھر وہ احمق سا نوجوان وہاں آ گیا۔ اسے تمہارے متعلق سب کچھ معلوم ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم سوئٹزرلینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہو ـــــ اسی لمحے باہر سے دھماکے اور فائرنگ شروع ہو گئی۔ عمران دونوں حبشیوں سمیت باہر نکل گیا اور اس کے بعد اس کمرے کی چھت مجھ پر آ گری لیکن میں مرنے سے بچ گئی اور اس تباہ شدہ عمارت سے باہر نکل آئی۔ اس کے بعد شاید میں بیہوش ہو گئی اور پھر مجھے ہسپتال میں ہوش آیا جہاں میں نے تمہیں دیکھا۔ اس کے بعد میں پھر بیہوش ہو گئی یا کر دی گئی اور اس کے بعد یہاں آنکھ کھلی ہے"۔ ورتھا نے اس بار پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گئی ـــــ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم اندر موجود ہو ـــــ ورنہ میں اس طرح عمارت تباہ کر کے ان کا خاتمہ نہ کرتی ـــــ میں پہلے تمہیں بچانے کی کوشش کرتی ـــــ لیکن یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ہم ایک اجنبی جگہ پر مسلسل بولے چلی جا رہی ہیں" ـــــ اچانک بات کرتے کرتے جینی نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اُسے اب ہوش آیا ہو۔

"اوہ! ـــــ مجھے بھی اب خیال آ رہا ہے ـــــ لیکن یہ کونسی جگہ ہے" ـــــ ورتھا نے بھی چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سمجھ گئی ـــــ یہ عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور بانو سیکرٹ سروس سے متعلق نہ بھی ہو تو عمران کی ساتھی ہے۔ اس نے سیکرٹ سروس کو اطلاع دی ہو گی ـــــ اور سیکرٹ سروس ہمیں ہسپتال سے یہاں لے آئی ہو گی" ـــــ جینی نے کہا اور ورتھا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے جینی اور ورتھا دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

عمران بانو کے ساتھ جب اس جگہ پہنچا جہاں جینی کو لینے کی کار کو بانو نے الٹایا تھا تو وہاں کار اور لاشیں موجود تھیں۔ لیکن ان لاشوں میں جینی شامل نہ تھی۔ پولیس نے کار اور لاشوں کو گھیرا ہوا تھا۔

عمران نے بانو کو اشارہ کر کے کار ایک طرف رکوائی اور خود نیچے اُتر کر جائے حادثہ کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی سی پوچھ گچھ کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ کار میں موجود ایک عورت زخمی تھی جسے سنٹرل ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔

عمران سمجھ گیا کہ جینی مری نہیں بلکہ زخمی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس نے سنٹرل ہسپتال جانے کا فیصلہ کیا اور بانو کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

" مر گئی وہ "۔۔۔ بانو نے عمران کے بیٹھتے ہی بڑے اشتیاق آمیز

لہجے میں پوچھا۔

" عورت ہے ۔۔۔ اور اتنی جلدی مر جائے ۔۔۔ وہ صرف زخمی ہوئی ہے "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا مطلب! ۔۔۔ کیا جینی زندہ بچ گئی ہے "۔۔۔ بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" یہی تو بتا رہا ہوں کہ کار میں موجود سب مرد مر گئے ہیں۔ لیکن عورت زندہ بچ گئی ہے ۔۔۔ نجانے اللہ تعالیٰ نے عورت ذات کو کونسی مٹی سے پیدا کیا ہے کہ مردوں کو مار کر بھی نہیں مرتی "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تو تمہیں خوشی ہو رہی ہے اس کے زندہ بچ جانے پر "۔۔۔ بانو نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے ۔۔۔ ورنہ شادی کا ایک اور چانس ختم ہو جاتا۔ بہرحال اب سنٹرل ہسپتال چلو تاکہ چانس کا مکمل حشر معلوم کیا جا سکے "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اگر وہ زندہ ہوئی تو میں اسے ہسپتال میں ہی گولی مار دوں گی "۔ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔

" یعنی دونوں چانس ختم "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" کیا مطلب! ۔۔۔ میں سمجھی نہیں "۔۔۔؟ بانو نے چونک کر پوچھا۔

" ایک تو تم عورتوں کو الٹی باتیں تو جلدی سمجھ آ جاتی ہیں۔ لیکن سیدھی بات سمجھ میں نہیں آتی ۔۔۔ تم اسے گولی مار دو گی تو ظاہر ہے

وہ مر جائے گی ۔۔۔ یعنی ایک چانس ختم ۔۔۔ اور تم اُسے گولی مارنے کے الزام میں پھانسی لگ جاؤ گی ۔۔۔ یعنی دوسرا چانس بھی ختم" ۔۔۔ عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ میرے سامنے اپنی یہ چونچ بند رکھا کرو مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے کہ تم جیسے احمق سے شادی کروں گی" بانو نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر سنٹرل ہسپتال چلنے کی بجائے پہلے وٹرنری ہسپتال چلو۔ کوئی نہ کوئی پاگل کتا وہاں لازماً زیر علاج ہو گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہوں! ۔۔۔ تو تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے" ۔۔۔ بانو نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کو یکلخت سائیڈ میں کرتے ہوئے پوری قوت سے بریک لگائے اور عمران اگر سنبھل کر نہ بیٹھا ہوتا تو لازماً اس کا سر پوری قوت سے ڈلیش بورڈ سے ٹکرا جاتا۔

"یہیں نظر آ گیا ہے ۔۔۔ چلو ٹھیک ہے۔ وٹرنری ہسپتال نہ جانا پڑا ۔۔۔ ویسے مجھے تو پاگل کتے سے ڈر لگتا ہے۔ تم خود ہی جا کر کٹوا آؤ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بانو اس بار بجائے جھلانے کے یکلخت کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"تو تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے واقعی پاگل ہو رہے ہو" ۔۔۔ بانو کے لہجے میں غرور کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"لل ۔ لیکن مجھے تو پاگل کتے تو کیا ۔۔۔ عام کتے نے بھی نہیں کاٹا" عمران نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ میں ابھی فیصلہ کرنا چاہتی ہوں ۔۔۔ ہاں یا ناں میں جواب دو ۔۔۔ کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو یا نہیں" بانو پر ایک بار پھر جھلاہٹ کا دورہ پڑ گیا۔

"ارے ارے ۔۔۔ کچھ شرم و حیا کرو ۔۔۔ شادی کی بات ۔ اور اس طرح کھلے عام" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میں کہتی ہوں ۔۔۔ ہاں یا ناں میں جواب دو ۔۔۔ ابھی اور اسی وقت" ۔۔۔ بانو نے زور سے ڈلیش بورڈ پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے جولیا سے ڈر لگتا ہے" ۔۔۔ عمران نے بری طرح خوفزدہ ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

"جولیا ! ۔۔۔ تم نے پہلے بھی ایک بار اس کا نام لیا تھا ۔ کون ہے یہ ۔۔۔ اور تم اس سے کیوں ڈرتے ہو" ۔۔۔ بانو اور زیادہ جھلا گئی۔

"سخت وحشی قسم کی عورت ہے ۔۔۔ اگر میں نے اس سے پوچھے بغیر ہاں کر دی ۔۔۔ تو وہ مجھے کچا چبا جائے گی ۔۔۔ اور اگر نہ کروں تو ہو سکتا ہے کہ پکا کر کھا جائے ۔۔۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اس سے مل لو ۔۔۔ اس کے بعد مجھے بتاؤ کہ میں ہاں کہوں یا ناں" ۔۔۔ عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"کہاں رہتی ہے وہ ۔۔۔ پتہ بتاؤ ۔۔۔ میں دیکھتی ہوں کہ آخر وہ

کیا چیز ہے"۔۔۔۔ بانو کی ذہنی رو بدل گئی۔

"پہلے ہسپتال چلو۔۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جیبنی زندہ بچ جائے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔۔۔ بالکل پہلے اس کا خاتمہ ضروری ہے"۔۔۔ بانو نے کہا اور کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

"کوئی اسلحہ وغیرہ ہے۔۔۔ یا راستے سے خریدتے جائیں"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم خاموش بیٹھے رہو۔۔۔ اب اگر تم نے زبان ہلائی تو جیبنی سے پہلے میں تمہیں گولی مار دوں گی۔۔۔ تم نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے"۔۔۔ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران اس طرح سہم کر ایک کونے میں سمٹ گیا جیسے واقعی وہ بےحد خوفزدہ ہو گیا ہو۔

چند لمحوں بعد کار سنٹرل ہسپتال کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی اور پھر بانو نے جیسے ہی کار پارکنگ میں روکی، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس طرح ہسپتال کی طرف بھاگ پڑا جیسے اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی رک گیا تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

عمران کو اپنے پیچھے بانو کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ چیخ چیخ کر اسے رکنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ لیکن ظاہر ہے عمران بھلا اب کہاں رکنے والا تھا۔

وہ ہسپتال کے استقبالیہ میں داخل ہوا تو استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی اسے اس طرح دوڑ کر اندر آتے دیکھ کر چونک پڑی۔

"کیا بات ہے۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔؟ استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی عمران کا چہرہ دیکھ کر متوحش انداز میں بولی۔

"ش۔ ش۔ ش۔ شادی۔۔۔ بچاؤ۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ پاگل کتا"۔۔۔ عمران نے اس طرح کہا جیسے وہ واقعی بری طرح گھبرایا ہوا ہو۔

"شادی۔۔۔ پاگل کتا"۔۔۔ لڑکی عمران کی بات سن کر اور زیادہ بوکھلا گئی۔

اسی لمحے عمران نے دور سے دوڑتی ہوئی بانو کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ادھر ہی آ رہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔ اسے روکو۔۔۔ یہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے کہتی ہے کہ اسے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔۔۔ پلیز"۔۔۔ عمران نے جلدی سے کہا اور پھر غڑاپ سے ساتھ والے دروازے میں گھس گیا۔

"پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔۔۔ اوہ!۔۔۔ یہ تو بے حد خطرناک ہے"۔۔۔ لڑکی بری طرح گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر جب تک بانو کاؤنٹر تک پہنچتی، اس نے جلدی سے کاؤنٹر پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔

"کہاں گیا وہ نانسنس!۔۔۔ کہاں گیا ہے۔۔۔ آج میں اس کا وہ حشر کروں گی"۔۔۔ بانو نے انتہائی تیز لہجے میں کہا وہ چونکہ غصے میں دوڑتی ہوئی آئی تھی اس لئے اس کا چہرہ پسینے سے شرابور اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

گھنٹی کی آواز سنتے ہی اسی لمحے دو گارڈ تیزی سے استقبالیہ لڑکی کے پاس پہنچے۔

"اسے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے — جلدی سے اسے لے جاؤ سپیشل وارڈ میں — جلدی" — لڑکی نے گارڈز کے آتے ہی بُری طرح چیختے ہوئے بانو کی طرف اشارہ کیا جو اسی لمحے کاؤنٹر پر پہنچی تھی۔ اور گارڈز بانو پر اس طرح جھپٹ پڑے جیسے اگر بانو ان کے ہاتھوں سے نکل بھاگی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"کک — کک — کیا کہہ رہی ہو نانسنس — تمہیں پاگل کتے نے کاٹا ہو گا — چھوڑو مجھے — ورنہ میں تمہیں کچا چبا جاؤں گی" — بانو اس اچانک اُفتاد پر بُری طرح بوکھلا گئی۔ لیکن گارڈز اُسے بازو سے پکڑے تیزی سے سپیشل وارڈ کی طرف گھسیٹنے لگے۔

اب تو بانو کا غصے کی شدت سے بُرا حال ہو گیا۔ وہ بُری طرح چیخنے چلانے لگی۔ اور جیسے جیسے وہ چیختی جاتی، ویسے ویسے ہی گارڈز اور وہاں موجود لوگوں کو یقین ہوتا گیا کہ واقعی اسے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔

بانو نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن گارڈز بھلا اس قدر سیریس کیس کو اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دیتے چنانچہ وہ اُسے گھسیٹتے ہوئے سپیشل وارڈ کی طرف لیتے گئے۔

"شش — شش — شکریہ مس! — لیکن وہ پاگل نہیں ہے — اس نے تو مجھے کہا تھا کہ پاگل کتے نے کاٹا ہے جو تم سے

شادی کروں" — عمران نے بانو کے جاتے ہی اس دروازے سے باہر نکلتے ہوئے جس میں وہ پہلے گھس گیا تھا بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ یہ سٹور روم تھا اس لئے عمران اس کے دروازے کے اندر کھڑا ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔

"کک — کک — کیا مطلب! — کیا اُسے کتے نے نہیں کاٹا" — اب تو استقبالیہ لڑکی اور زیادہ بوکھلا گئی۔

"ارے کاٹ لیتا تو اب تک شادی نہ ہو چکی ہوتی — ویسے یہ بتا دوں کہ وہ نواب شہریار خان کی اکلوتی لڑکی بانو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے ہسپتال پر بھی قیامت ٹوٹ پڑے" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

نواب شہریار خان کا نام سنتے ہی لڑکی کا رنگ زرد پڑ گیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نواب شہریار خان سنٹرل ہسپتال کو عطیات دینے والوں میں نہ صرف سرفہرست ہیں بلکہ وہ ہسپتال کی اعزازی کونسل کے تاحیات صدر بھی ہیں۔ چنانچہ دوسرے لمحے وہ تیر کی طرح کاؤنٹر سے نکل کر بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی سپیشل وارڈ کی طرف لپکی۔ ساتھ ساتھ وہ لاشعوری طور پر چیختی جا رہی تھی کہ "وہ پاگل نہیں ہے — وہ پاگل نہیں ہے" — اور ہسپتال کے اس حصے میں موجود ہر شخص حیرت بھرے انداز میں یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔

عمران اب بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ بانو کو پاگل کتے کے کاٹنے والے انجکشن لگنے سے پہلے ہی استقبالیہ لڑکی سپیشل وارڈ میں پہنچ جائے گی۔ ورنہ اُسے خطرہ تھا

کہ ڈاکٹروں نے فوراً ہی اُسے انجکشن لگانا شروع کر دیئے ہیں۔
اور اس کے بعد ظاہر ہے بانو کا جو حشر ہونا تھا وہ اظہر من الشمس تھا۔

ہسپتال کے ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہو کر عمران سیدھا ڈاکٹر
بلال کے کمرے میں پہنچ گیا۔ ڈاکٹر بلال ایمر جنسی شعبے کا انچارج
تھا اور عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ اور یہاں" ـــــ ڈاکٹر بلال اچانک
اپنے سامنے عمران کو دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں ـــ مجھے ایکسٹو نے بھیجا ہے ـــــ یہ بتاؤ کہ انگلٹن روڈ
پر کار کے حادثے میں زخمی ہو کر کوئی لڑکی آئی ہے تمہارے شعبے
میں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں ـــ آئی ہے ـــ لیکن وہ ابھی تک بیہوش ہے
مگر اس کی حالت خطرے سے باہر ہے" ـــــ ڈاکٹر بلال نے
بھی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے ایکسٹو کا نام درمیان
میں آنے کے بعد سنجیدہ ہونا لازمی تھا۔

"کہاں ہے ـــ مجھے دکھاؤ" ـــــ عمران نے کہا اور ڈاکٹر
بلال سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اور پھر وارڈ میں پہنچتے ہی عمران کی نظریں ایک بستر پر لیٹی
ہوئی ورتھا پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔ ورتھا کی آنکھیں بند تھیں۔

"یہ کون ہے" ـــــ عمران نے ڈاکٹر بلال کی توجہ ورتھا
کی طرف کراتے ہوئے پوچھا۔

"اسے کوئی ٹیکسی ڈرائیور چھوڑ گیا ہے یہاں ـــ اس کا جسم خاصا

زخمی تھا ـــ یوں لگتا تھا جیسے یہ کسی تباہ شدہ عمارت کے ملبے
میں دفن رہی ہو ـــ ابھی یہ بیہوش ہے ویسے اس کی
حالت بھی خطرے سے باہر ہے" ـــــ ڈاکٹر بلال نے جواب
دیتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر جیبنی کو دیکھ کر وہ
واپس پلٹا اور اس کے بعد اس نے ڈاکٹر بلال کو کہا کہ وہ کمرے
سے باہر چلا جائے۔ کیونکہ اس نے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے
سرکاری بات چیت کرنی ہے تو ڈاکٹر بلال خاموشی سے کمرے
سے باہر چلا گیا۔

چونکہ ڈاکٹر بلال کا ٹیلیفون ہسپتال ایکس چینج سے منسلک نہ تھا
بلکہ ڈائریکٹ نمبر تھا اس لئے عمران کو تسلی تھی کہ بات چیت کہیں
چیک نہ ہو سکے گی۔ اس نے دانش منزل کا نمبر ملایا۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو
کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ـــــ میری بات غور سے سن لو۔ تفصیلات
وہیں آکر بتاؤں گا" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی فرمائیے" ـــ بلیک زیرو نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اُسے ہدایات دیں کہ وہ ڈاکٹر بلال
کو فون کر کے جیبنی کولینڈر اور ورتھا دونوں لڑکیوں کو دانش منزل بلوا
کر انہیں سپیشل گیسٹ روم میں رکھے اور ڈاکٹر بلال سے کہہ
دے کہ وہ انہیں طویل بیہوشی کے انجکشن لگا دے۔ اس کے
علاوہ دانش منزل میں جب وہ پہنچیں تو انہیں ایف۔ آر بھری کے

انجکشن لگا دیئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیبنی اور ورتھا
کے ہیڈ نمبر بلیک زیرو کو بتا دیئے۔ اور پھر رسیور رکھ کر وہ کمرے
سے باہر نکل آیا۔

ڈاکٹر بلال شائد راؤنڈ پر چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ باہر کہیں نظر نہ
آرہا تھا۔ ویسے اب عمران کو اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ بلیک زیرو
اب خود ہی سارا کام سنبھال لے گا۔ چنانچہ وہ تیزی سے بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لیے اُسے خیال آیا کہ وہ بانو کا پتہ
کرلے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔ کیونکہ بانو خوامخواہ گلے
پڑرہی تھی۔ اس لیے عمران سیدھا مین گیٹ سے نکل کر کمپاؤنڈ
گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ باہر سے ٹیکسی حاصل کر سکے۔ لیکن ابھی
وہ گیٹ تک پہنچا نہ تھا کہ اُسے اپنے پیچھے انتہائی تیز رفتاری سے
آتی ہوئی کار کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز یکلخت اس کے عین پیچھے
سنائی دی اور عمران نے مڑ کر دیکھنے کی بجائے بجلی سے بھی زیادہ
تیزی سے سائیڈ میں چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے کار کے بریک لگنے
کی تیز آواز سنائی دی اور عمران جب چھلانگ لگا کر سیدھا ہوا تو اس
نے دیکھا کہ یہ بانو کی کار تھی۔

"تم بچ گئے ۔۔۔ کاش تم نیچے آجاتے" ۔۔۔ بانو نے کار کی
کھڑکی سے چیختے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارا چانس ختم ہو جاتا ۔۔۔ میرا کیا جاتا" ۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادھر آؤ بیٹھو ۔۔۔ ابھی مجھے تم سے سارا حساب چکانا ہے۔

تم نے مجھے بہت ذلیل کیا ہے" ۔۔۔ بانو نے جھلائے ہوئے
انداز میں کہا اور عمران اس کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ بانو اب
اُسے آسانی سے نہ چھوڑے گی ۔۔۔ اس لیے وہ کندھے
اچکاتا آگے بڑھا اور کار کی دوسری طرف سے گھوم کر سائیڈ سیٹ
پر بیٹھ گیا۔

بانو کی کار نے چونکہ گیٹ کو گھیرا ہوا تھا اور دونوں طرف سے
ٹریفک تقریباً رک گئی تھی اس لیے بانو نے عمران کے بیٹھتے ہی
تیزی سے کار آگے بڑھائی اور پھر گیٹ کراس کر کے آگے بڑھنے
کی بجائے اس نے کار سائیڈ پر روکی اور انجن بند کر کے وہ عمران
کی طرف اس طرح مڑ کر بیٹھ گئی جیسے استانی کسی نالائق بچے کو
سزا دینے کے لیے اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ بانو کے چہرے
پر شدید غصے کے آثار تھے۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے معاف کر دو ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا کوئی قصور
نہیں ہے ۔۔۔ وہ لڑکی ہی پاگل تھی ۔۔۔ کہتی تھی کہ مجھے پاگل
کتے نے کاٹ رکھا ہے اس لیے مجھ سے شادی کر لو ۔۔۔ مم
مم ۔۔۔ میں نے تو کہا تھا کہ بانو آرہی ہے اس سے پوچھ لو" ۔۔۔ عمران
نے بُری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے ذلیل کرایا ہے عمران! ۔۔۔ اگر وہ لڑکی میرے
والد کو نہ جانتی ہوتی تو ڈاکٹر لازماً میرے پیٹ میں انجکشن لگانا
شروع کر دیتے ۔۔۔ وہ میری ایک بات بھی نہ سن رہے تھے"۔
بانو نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"لگ جاتے تو اچھا تھا ـــــ میں نے سُنا ہے کہ جدید ریسرچ کے مطابق اب شادی سے پہلے عورتوں کو یہ انجکشن لازماً لگانے کے لئے قانون پاس ہو رہا ہے ـــــ تاکہ مرد بیچارے شادی کے بعد کچھ دن تو سکون سے گذار سکیں ـــــ ویسے ایک بات ہے بانو! ـــــ اگر یہ کورس سالانہ ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے ـــــ کیا خیال ہے تم اور میں مل کر اس بارے میں ایک پریس کانفرنس نہ کر دیں ـــــ کیونکہ آجکل پریس کانفرنس بھی فیشن میں شامل ہو گئی ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ بانو کا غصے سے بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

"تم یقیناً دنیا کے سب سے بڑے اداکار بن سکتے ہو۔ ایسی اداکاری کرتے ہو کہ سارا غصہ ہی ختم ہو جاتا ہے" ـــــ بانو نے اس بار کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ـــــ تم نے مس بانو کو کچھ دیر کے لئے سہی، اتنی عقل تو دے ہی دی کہ بغیر مطلب پوچھے وہ بات سمجھ گئی" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس جیبنی کا کیا ہوا ـــــ؟ میں تو غصے کے مارے واپس آگئی اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں کار کے نیچے دے کر کچل ڈوں گی" ـــــ بانو نے کہا۔

"اُسے ہسپتال سے بیہوشی کے عالم میں اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس لئے وہ چانس تو ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ـــــ لیکن اب بھی

دو چانس رہ گئے ہیں ـــــ تمہارا اور جولیا کا ـــــ ویسے مس بانو! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں ٹاس کر لو۔ تاکہ میں بھی دنیا کے مظلوم ترین مردوں کی صف میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کر ہی لوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر جولیا کا حوالہ دیا تھا کیونکہ بانو سے جان چھڑانے کا اُسے فی الحال یہی راستہ نظر آیا تھا کہ وہ اُسے جولیا کے گلے ڈال کر خود فرار ہو جائے۔

"ایسا کرو کہ تم اس جولیا سے ہی شادی کر لو" ـــــ بانو نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تو کر لوں ـــــ اجازت ہے" ـــــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے مجھے دکھاؤ تو سہی ـــــ آخر یہ جولیا ہے کون ـــــ کوئی بوڑھی میم ہو گی" ـــــ بانو نے دانت پیستے ہوئے کہا اور عمران عورت کی نفسیات پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔

"ارے تم نے کہاں دیکھا ہے اُسے" ـــــ؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا واقعی وہ بوڑھی ہے ـــــ پھر آخر تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے اس سے شادی کرنے کی" ـــــ بانو نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ارے تو وہ مانتی تھوڑی ہے کہ وہ بوڑھی ہے ـــــ کہتی ہے کہ میری عمر صرف سولہ سال ہے ـــــ یہ تو میک اَپ کے جعلی سامان کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پڑ گئی ہیں۔ اور بازاری

ہیئر کریمیں لگانے کی وجہ سے سر کے بال جھڑ گئے ہیں۔ اور زیادہ
ورزش کرنے کے ردعمل کی وجہ سے جسم بوڑھا ہو گیا ہے" ——
عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور بانو بے اختیار ہنس پڑی
اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھتے ہی عمران کو بے اختیار
اپنے سر پر ایک بار پھر ہاتھ پھیرنا پڑا۔ کیونکہ چمک بتا رہی تھی کہ
مذاق مذاق میں ایک اور مستقل عذاب اس کے گلے پڑنے والا ہے۔
"اب تو میں اس سے ضرور ملوں گی —— کہاں ہے اس کا
گھر" —— بانو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی
وہ بیک مرر میں بار بار اپنا چہرہ بھی دیکھتی جا رہی تھی۔
"ہاں بالکل ملو —— اور سنو! —— میں ساتھ نہیں جاؤں گا
ورنہ وہ تمہیں میرے ساتھ دیکھتے ہی گولی مار دے گی —— بس
ایسی ہی جذباتی عورت ہے وہ" —— عمران نے کہا اور ساتھ
ہی اس نے بانو کو جولیا کے فلیٹ کا پتہ بھی بتا دیا۔
"مجھے گولی مار دے گی —— اس بڑھیا کی یہ جرأت —— میں
اس کا خون نہ پی جاؤں گی" —— بانو کو ایک بار پھر غصہ آنے لگا
"ارے ارے تم خون بھی پیتی ہو —— مم —— مم —— میرا
خون تو بہت کڑوا ہے —— مجھے ممی نے بچپن میں نیم کا عرق
بہت پلایا ہے" —— عمران نے سہمے ہوئے انداز میں کہا اور
بانو ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔
"میں اس بوڑھی میم کی بات کر رہی ہوں" —— بانو نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بانو! —— پلیز مجھ پر احسان کرو کہ کسی طرح میری جان اس سے
چھڑا دو" —— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
"تم مجھے وہاں پہنچنے تو دو —— پھر دیکھو کہ میں اس کا کیا
حشر کرتی ہوں —— آئندہ تمہارا نام بھی لے جائے تو میرا نام بدل
دینا" —— بانو نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ تمہاری طرف سے ہاں ہو ہی گئی ——
خدایا تیرا شکر ہے" —— عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔
"کیا مطلب —— کیسی ہاں" —— ؟ بانو نے بری طرح
چونکتے ہوئے پوچھا۔
"یہی نام بدلنے والی —— واہ! —— کیا مہذب انداز ہے شادی
کے لئے ہاں کرنے کا —— میرا مطلب ہے کہ تمہارا نام بدل کر مسز
علی عمران رکھا جائے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
بانو نے ایک بار پھر آنکھیں نکالیں۔
"تم باز نہیں آؤ گے ان حرکتوں سے —— جب میں نے ایک
بار کہہ دیا ہے کہ میں تم سے شادی نہیں کر سکتی —— نہیں کر سکتی
پھر تم کیوں بار بار مجھے تنگ کر رہے ہو" —— بانو نے دانت
پیستے ہوئے کہا۔
"کیا تم سچ کہہ رہی ہو —— تو میں مایوس ہو جاؤں" ——
عمران کا چہرہ یکلخت لٹک گیا اور آنکھوں کی چمک مدھم پڑ گئی۔
"ارے ارے مایوسی تو گناہ ہے" —— بانو نے اس بار
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا ذہن واقعی عجیب و غریب تھا۔

گھڑی ماشہ، گھڑی تولہ۔ اور چونکہ عمران اس کی نفسیات اچھی طرح سمجھ گیا تھا اس لئے وہ اُسے اسی طرح ہی ڈیل کر رہا تھا۔

”گناہ ہے۔۔۔ اوہ توبہ توبہ!۔۔۔ اماں بی کہتی ہیں کہ گناہ گار کو دوزخ کے فرشتے آگ کے کوڑے ماریں گے۔۔۔ میری توبہ! میں اب بالکل مایوس نہ ہونگا۔۔۔ تو پھر کوئی مولوی ڈھونڈیں“۔ عمران نے آخر میں بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور بانو جواب دینے کی بجائے ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسرت تھی۔

”پہلے مجھے اس بوڑھی میم کے ہوش ٹھکانے لگانے دو۔۔۔ اس کے بعد سوچوں گی“۔۔۔ بانو نے کہا اور عمران نے اس انداز میں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے اس مسئلے کا صحیح حل بھی یہی ہو۔

تھوڑی دیر بعد کار جولیا کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گئی تو عمران نے بانو کو کار روکنے کے لئے کہا۔

”وہ دیکھو سامنے جولیا کا فلیٹ ہے۔۔۔ اب تم جاؤ۔۔۔ بس خیال رکھنا کہ زندہ سلامت واپس آجانا۔۔۔ ویسے اگر کہو تو میں ایمبولینس منگوا لوں“۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم مجھے کیا سمجھتے ہو عمران!۔۔۔ یہ تو میں تمہارا لحاظ کر جاتی ہوں ورنہ میں نے بڑے بڑے ماہرین سے مارشل آرٹ کی تربیت لی ہوئی ہے“۔۔۔ بانو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اُتر آئی۔

”تم بھی میرے ساتھ چلو“۔۔۔ بانو نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

”مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ ارے نہیں۔۔۔ مجھے ساتھ مت لے جاؤ۔۔۔ ورنہ مجھے دیکھتے ہی جولیا یکلخت جوان ہو جائے گی“۔۔۔ عمران نے سمٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔۔۔ میں تمہارے سامنے اس کا حشر کرنا چاہتی ہوں“۔ بانو نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو پھر پہلے مجھے فون کر کے ہسپتال میں ایک بستر ریزرو کرانے کی مہلت دو“۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”بکواس مت کرو۔۔۔ اور سیدھی طرح کار سے اُتر کر میرے ساتھ چلو“۔۔۔ بانو نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔۔۔ چلو ٹھیک ہے“۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر خود ہی کار سے اُتر آیا۔ اُسے یکلخت خیال آ گیا تھا کہ بانو جس ذہن کی لڑکی ہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ کوئی لمبا ہنگامہ ہی نہ کھڑا کر دے۔ اور پھر فوری طور پر اس کے سامنے کوئی اہم کام بھی نہ تھا۔ صرف جینی اور ورما سے پوچھ گچھ کرنی تھی کہ ان کا یہاں آخر مشن کیا ہے اور اس نے اس کا بندوبست پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس نے بلیک زیرو کو ہدایات دے دی تھیں کہ ورما اور جینی دونوں کو ایف آر تھری کے انجکشن لگا دیئے جائیں۔

ان انجکشنوں کی یہ خاصیت تھی کہ جسے بیہوشی کے عالم میں

لگا دیا جائے تو وہ ہوش میں آتے ہی خود بخود لاشعور میں موجود ساری باتیں اُگل دیتا ہے۔

عمران کو معلوم تھا کہ ورتھا اور جینی ہوش میں آتے ہی جیسے ایک دوسرے کو دیکھیں گی تو پھر خود بخود ان کے منہ سے سب کچھ نکلنا شروع ہو جائے گا۔ اور ظاہر ہے سپیشل گیسٹ رُوم میں ہونے والی تمام بات چیت ٹیپ ہو جاتی ہے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ جب وہ دانش منزل پہنچے گا تو اُسے پوچھ گچھ کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔

چنانچہ وہ بانو کے ساتھ جولیا کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ لیکن سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ کر جب اس نے دروازے پر پڑا ہوا تالا دیکھا تو اس کا منہ بن گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی دلچسپ تماشے سے اچانک محروم ہو جانے پر منہ بناتے ہیں۔

"یہاں تو تالا لگا ہوا ہے" ـــــ بانو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تالا ہے تو تالا ہی رہنے دو ـــــ بس سمجھو کہ فیصلہ ہو گیا جولیا کا چانس ختم ہو گیا ـــــ تم میرے ساتھ میرے فلیٹ پر چلو" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس گندے سے فلیٹ میں ـــــ لاحول ولا ـــــ وہ بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے ـــــ میں تو اپنے ہوٹل شبستان میں رہوں گی ـــــ تم ہی جاؤ اپنے گندے فلیٹ میں" ـــــ بانو

نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ تم ہوٹل شبستان میں رہو ـــــ میں یہاں بیٹھ کر انتظار کرتا ہوں ـــــ جیسے ہی جولیا آئے گی میں اُسے لے کر اپنے فلیٹ میں چلا جاؤں گا ـــــ جولیا کو تو میرا فلیٹ بے حد پسند ہے ـــــ جولیا مجھے کہہ رہی تھی کہ کاش میں تمام عمر اس فلیٹ میں ہی رہ جاؤں" ـــــ عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ اب بانو سے پیچھا چھڑانے کا حتمی فیصلہ کر چکا ہو۔

"اب مجھے معلوم ہو گیا ہے ـــــ تم انتہائی بدمعاش آدمی ہو۔ احمق! ـــــ تم نے مجھے بھی آوارہ سمجھ رکھا ہے" ـــــ بانو کو عمران کی توقع کے مطابق ہی غصہ آ گیا اور وہ غصے سے پیر پٹختی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔

"ارے ارے ـــــ پلیز ـــــ" عمران نے اس ـــــ کے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ـــــ اب مجھ سے بات بھی نہ کرنا ـــــ ورنہ گولی مار دوں گی ـــــ میں واپس حویلی جا رہی ہوں" ـــــ بانو نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ اچھل کر کار میں بیٹھی اور جب تک عمران کار تک پہنچتا، کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"یا اللہ تو واقعی رحیم ہے ـــــ اتنی آسانی سے میرا پیچھا چھڑا دیا ـــــ ورنہ یہ تو پیر تسمہ پا کی طرح گلے ہی پڑ گئی تھی" ـــــ عمران نے وہیں سڑک پر کھڑے کھڑے دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھا دیئے۔

اور پاس سے گذرنے والے لوگ حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔

"چیف باس آپ اور یہاں" ـــــــ ورتھا اور جینی دونوں کے منہ سے بیک وقت پھٹی پھٹی آوازیں نکلیں۔ کیونکہ کھلے دروازے سے اندر آنے والا سوئٹزر لینڈ کی ٹاپ ایجنسی کا چیف باس ڈی۔ فور تھا ـــــــ ڈی۔ فور جو ان دونوں کا چیف باس تھا۔

"میرے پیچھے آؤ ـــ جلدی" ـــــ ڈی۔ فور کے حلق سے غراتی ہوئی آواز نکلی اور وہ ایک جھٹکے سے واپس مڑ گیا۔ ورتھا اور جینی دونوں نے ایک دوسرے کو عجیب سی نظروں سے دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئیں ان دونوں کے دماغ حیرت سے پھٹے پڑ رہے تھے۔ کیونکہ ڈی۔ فور کی اس طرح اور اچانک یہاں آمد کو وہ ذہن کے کسی خانے میں بھی فٹ نہ کر پا رہی تھیں لیکن بہرحال ڈی۔ فور ان کے سامنے تھا اس کا قد و قامت۔ چال ڈھال۔ چلنے کا انداز۔ بولنے کا انداز اور لہجہ سب

کچھ ڈی۔ فور جیسا ہی تھا۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ ایک بڑے سے برآمدے میں پہنچے اور پھر برآمدہ کراس کر کے وہ عمارت کے وسیع لان میں آگئے۔ پوری عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ برآمدے کے سامنے سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔

ڈی۔ فور نے آگے بڑھ کر خود ہی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ان دونوں کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں ہپناٹزم کے کسی معمول کی طرح خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ دوسرے لمحے کار نے حرکت کی اور پھر وہ جیسے ہی عمارت کے بڑے پھاٹک کے پاس پہنچی۔ پھاٹک خود بخود کھل گیا اور کار تیزی سے باہر نکل آئی ڈی۔ فور نے کار کو دائیں طرف موڑا اور دوسرے لمحے کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ ڈی۔ فور چونکہ خاموش بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ دونوں بھی خاموش تھیں۔ کیونکہ وہ ڈی۔ فور کی عادت جانتی تھیں۔ وہ فضول باتیں کرنا قطعاً پسند نہیں کرتا تھا۔

کار مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ ڈی۔ فور نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو دوسرے لمحے پھاٹک خود بخود کھلتا گیا اور ڈی۔ فور کار اندر لے گیا۔ یہ بھی خاصی وسیع و عریض کوٹھی تھی اور پہلی عمارت کی طرح یہاں بھی کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

ڈی۔ فور نے کار پورٹیکو میں روکی اور پھر خاموشی سے دروازہ

کھول کر نیچے اُتر آیا۔ وہ دونوں بھی نیچے اتریں تو ڈی۔ فور نے بجائے ان سے بات کرنے کے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر عمارت کے اندر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔

کمرے میں صوفے اور اونچی نشست کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں ڈی۔ فور نے انہیں سامنے صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر خود بھی سامنے رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو! ——— تم دونوں انتہائی احمق ——— ناکارہ ——— اور فضول ثابت ہوئی ہو ——— تم دونوں کو ایک ہی مشن پر علیحدہ علیحدہ اس لیے بھیجا گیا تھا تاکہ اگر کسی وجہ سے ایک مشن میں کامیاب نہ ہو سکے تو دوسری کامیاب ہو جائے ——— لیکن جو مجھے رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق تم دونوں ہی اب تک بُری طرح ناکام رہی ہو ——— اس لیے مجھے فوری طور پر یہاں خود آنا پڑا ——— کیونکہ تم پاکیشیا کے خطرناک ترین انسان علی عمران سے ٹکرا گئی تھیں اور علی عمران سے ٹکرانے کا مطلب تھا کہ نہ صرف مشن میں ناکامی ——— بلکہ تم دونوں کے ساتھ ساتھ تمہارے پورے گروپ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ جاتے ——— اور پھر یہاں پہنچ کر میرا خدشہ درست ثابت ہوا ——— تم دونوں کو سیکرٹ سروس نے ہسپتال سے اغوا کر کے اس بڑی عمارت میں پہنچا دیا تھا تاکہ تم سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جا سکے ——— سوئٹزرلینڈ اور پاکیشیا کے درمیان چونکہ بہترین سفارتی تعلقات موجود ہیں اس لیے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو میرا بہترین دوست ہے ——— میں نے فوری طور

پر اس سے ملاقات کی اور اُسے ایک کہانی سُنا کر مطمئن کر دیا کہ یہ سب کچھ غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے ——— ورنہ تم دونوں کسی صورت بھی پاکیشیا کے خلاف کسی مشن پر نہیں آئیں ——— میں نے اُسے بتایا کہ سوئٹزرلینڈ میں دہشت گردی کرنے والے کچھ دہشت گردوں کے متعلق یہ اطلاعات ملی تھیں کہ وہ پاکیشیا میں دیکھے گئے ہیں ——— اس لیے تم دونوں کو یہاں ان دہشت گردوں کی گرفتاری کے لیے بھیجا گیا تھا ——— بہرحال میں نے اُسے ہر طرح سے مطمئن کر دیا ہے ——— اور اس طرح مجھے اجازت مل گئی کہ میں تم دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں ——— لیکن اس کے ساتھ ہی ایکسٹو نے یہ شرط لگا دی ہے کہ تم دونوں اپنے گروپس سمیت آٹھ گھنٹوں کے اندر اندر پاکیشیا سے واپس چلی جاؤ ——— میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے تاکہ ہمارا اصل مشن بچ جائے"۔ ڈی۔ فور نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جینی اور ورتھا کو تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ ہمیں واپس بھجوا دیں گے" ——— جینی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں! ——— مجھے وعدہ پورا کرنا ہے ——— کیونکہ میں کسی صورت بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ٹکرانا چاہتا۔ لیکن میں مشن سے بھی دستبردار نہیں ہو سکتا ——— اس لیے میں نے اس کا انتظام بھی کر لیا ہے کہ تم دونوں کی عدم موجودگی میں ایک سپیشل گروپ مشن پر کام کرتا رہے گا ——— اور تمہارے جانے

کی وجہ سے چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مطمئن ہو کر خاموش ہو جائے
گی تو پھر تم دونوں کو دوبارہ نئے میک اپ میں اور نئی منصوبہ بندی
کے ساتھ یہاں بھیج دیا جائے گا تاکہ سارا مشن مکمل رازداری کے
ساتھ پورا ہو جائے" ۔۔۔ ڈی۔ فوز نے کہا۔

"اوہ باس! ۔۔۔ واقعی یہ بہترین منصوبہ بندی ہے" ۔۔۔
جینی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جبکہ ورتھا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب تم دونوں مجھے مشن کے بارے میں اب
تک ہونے والی تمام تفصیلات بتا دو ۔۔۔ تاکہ اسے سامنے رکھ
کر میں سپیشل گروپ کو تفصیلی ہدایات دے سکوں ۔۔۔ پہلے
ورتھا بتائے گی" ۔۔۔ ڈی۔ فوز نے اسی طرح ٹھہرے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ جان نے تجربہ کر لیا تھا کہ شمالی پہاڑیوں میں کے وَن
کی کثیر مقدار موجود ہے ۔۔۔ اور اس نے انہیں عام پتھروں
سے علیحدہ کرنے کا فارمولا بھی تیار کر لیا تھا۔ لیکن وہ اس
تجربے میں شدید زخمی ہو گیا ۔۔۔ میں اس کے علاج کے لئے
ایک ڈاکٹر کو وہاں لیبارٹری میں لے گئی ۔۔۔ لیکن وہ
ڈاکٹر مشکوک ہو گیا جس پر مجھے اسے قتل کرنا پڑا ۔۔۔ ادھر
جان اس قدر زخمی تھا کہ اس کی حالت بچنے والی نہ رہی تھی۔ وہ
شدید تکلیف میں مبتلا تھا ۔۔۔ اس لئے مجبوراً مجھے اسے بھی
گولی مارنی پڑی ۔۔۔ پھر جان کے زخموں کی نوعیت کچھ اس قسم
کی تھی کہ اگر وہ سامنے آ جاتے تو شاید کے۔ وَن کے متعلق انکشافات

ہو جاتے ۔۔۔ اس لئے میں نے پہاڑیوں پر بنی ہوئی لیبارٹری
کو آکس الیون کی مدد سے جلا کر راکھ کر دیا ۔۔۔ اس کے بعد
میں یہاں دارالحکومت میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں آ گئی ۔۔۔ لیکن
یہاں آتے ہی مجھے اطلاع ملی کہ جینی کا خاص آدمی ڈان ایک ہوٹل
میں دیکھا گیا ہے ۔۔۔ مجھے چونکہ جینی کی یہاں آمد کا علم نہ تھا
اس لئے میں حیرت زدہ رہ گئی اور پھر میں ڈان سے ملنے اس
کے ہوٹل گئی تاکہ تفصیلات معلوم کر سکوں ۔۔۔ لیکن وہاں پہنچ
کر میں نے دیکھا کہ ڈان کو ایک حبشی نے قتل کر دیا ہے ۔۔۔ میں
اس حبشی کا پیچھا کرتی ہوئی ایک بڑی سی عمارت میں پہنچی لیکن
وہاں مجھے اور میرے ساتھیوں کو قید کر لیا گیا ۔۔۔ ان حبشیوں کا
ماسٹر عمران نامی ایک نوجوان تھا اس کے آنے کے بعد ابھی میں
اسے یقین ہی دلا رہی تھی کہ میں تو ایک صحافی ہوں۔ اور میں
یہاں کسی بری نیت سے نہیں آئی کہ یکلخت دھماکے اور فائرنگ
شروع ہو گئی ۔۔۔ عمران اور اس کے حبشی ساتھی تو نکل گئے
لیکن وہ کمرہ جس میں میں موجود تھی تباہ ہو گیا ۔۔۔ لیکن کرسی
میرے اوپر آ جانے کی وجہ سے میں زخمی تو ضرور ہوئی مگر زندہ بچ
گئی ۔۔۔ پھر کسی نہ کسی طرح میں وہاں سے نکل کر اس عمارت
سے باہر آئی اور ایک ٹیکسی میں بیٹھی ۔۔۔ اس کے بعد مجھے
ایک بار ہسپتال میں ہوش آیا ۔۔۔ وہاں سامنے والے بلاک
میں میں نے جینی کو بھی دیکھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے مجھے انجکشن
لگایا تو میں بیہوش ہو گئی ۔۔۔ اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا

تو میں اسی عمارت میں جیبنی کے ساتھ موجود تھی جہاں سے آپ ہمیں لے آئے ہیں" ۔۔۔ ورتھا نے پوری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ورتھا! ۔۔۔ میں نے تم سے یہ تفصیلات نہیں پوچھیں کہ تم کہاں گئیں اور کس طرح ہسپتال پہنچیں ۔۔۔ میں نے تم سے مشن کے بارے میں تفصیلات پوچھی تھیں ۔۔۔ کے ۔ وَن کے متعلق، جان کے تجربات ۔۔۔ اور کے ۔ وَن کو علیحدہ کرنے کے بارے میں تفصیلات بتاؤ" ۔۔۔ ڈی ۔ فور نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا باس! ۔۔۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میرا یہاں مشن دارالحکومت سے قریبی پہاڑیوں سے کے ۔ وَن کی تلاش تھا۔ جان اور میں نے اس مقصد کے لئے وہیں پہاڑیوں میں ایک ہٹ تعمیر کر کے اس کے اندر لیبارٹری قائم کر لی ۔۔۔ اور پھر جان نے اپنی مخصوص صلاحیتوں کی بنا پر کے ۔ وَن کو ان پہاڑیوں میں تلاش کر لیا۔ وہ پتھر محفوظ کر لئے گئے ۔۔۔ لیکن اب مسئلہ تھا کے ۔ وَن کو ان پتھروں سے علیحدہ کرنے کا ۔۔۔ کیونکہ بظاہر کے ۔ وَن کی ان پتھروں سے علیحدگی ناممکن نظر آتی تھی چنانچہ جان نے کے ۔ وَن کو علیحدہ کرنے کے لئے تجربات شروع کر دیئے ۔۔۔ اور پھر اس نے آرکس پوائنٹ تھری کیمیکل استعمال کیا ۔۔۔ لیکن تیز مقدار استعمال ہونے کی وجہ سے وہ پھٹ گیا اور جان شدید زخمی ہو گیا ۔۔۔ مگر پھر اس کی مدت سے پہلے میں نے اس سے کے ۔ وَن کو پتھروں سے علیحدہ کرنے کا

فارمولا بھی معلوم کر لیا ۔۔۔ پہلے آرکس پوائنٹ ٹو کا سپرے اور اس کے بعد الیون سکس پی کا سپرے کیا جائے تو کے ۔ وَن آسانی سے ان پتھروں سے علیحدہ ہو جائے گا" ۔۔۔ ابھی ورتھا بول ہی رہی تھی کہ اچانک دروازے سے باہر کھٹکا سا ہوا اور ڈی ۔ فور ۔ ورتھا اور جیبنی تینوں بری طرح چونک پڑے ۔ ظاہر ہے ورتھا خاموش ہو گئی تھی ۔

"خبردار! ۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی تو" ۔۔۔ اچانک دروازے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

"بانو تم" ۔۔۔ جیبنی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا ۔ وہ دونوں ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی تھیں ۔

"میں کہتی ہوں کہ تم حرکت نہ کرنا" ۔۔۔ بانو نے بری طرح چیختے ہوئے کہا ۔ وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اٹھائے اندر داخل ہوئی ۔ ڈی ۔ فور اسی طرح دروازے کی طرف پشت کئے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا ۔

"تم بھی کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔ بانو نے اس کی پشت پر پہنچتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔

لیکن دوسرے لمحے ڈی ۔ فور یکلخت فرش کی طرف یوں جھکا جیسے اچانک سر پر ضرب کھا کر گرا ہو اور پھر بانو چیختی ہوئی پشت کے بل فرش پر جا گری ۔ ڈی ۔ فور نے بڑے عجیب سے انداز میں وار کیا تھا ۔ جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا وہ کرسی اس کے اچانک نیچے جھکتے ہی یوں فضا میں بلند ہو کر پیچھے کھڑی بانو کے جسم سے ٹکرائی تھی جیسے اس میں اچانک سپرنگ نکل آئے ہوں اور اس کرسی کی وجہ

سے ہی بانو جھٹکا کھا کر نیچے گری تھی۔

بانو کے نیچے گرتے ہی ورتھا اور جینی دونوں نے بیک وقت ہی اس پر چھلانگیں لگا دیں۔ ریوالور بانو کے ہاتھ سے نکل کر پہلے ہی دور جا گرا تھا۔

"ورتھا! تم ہٹ جاؤ ——— جینی اکیلی ہی اس کے لئے کافی ہے" ——— ڈی۔ فور نے مخصوص لہجے میں کہا اور فرش پر گری ہوئی بانو کے جسم پر چڑھی ہوئی ورتھا یکلخت اٹھ کر تیزی سے پیچھے ہٹ گئی۔

اسی لمحے جینی کی چیخ سنائی دی اور وہ یوں چیختی ہوئی الٹ کر پیٹ کے بل فرش پر گری جیسے فرش پر پڑی ہوئی بانو نے اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا ہو۔

جینی کے نیچے گرتے ہی بانو اچھل کر کھڑی ہوئی اور اس نے جینی پر چھلانگ لگانی چاہی۔ لیکن درمیان میں کھڑے ڈی۔ فور کا ہاتھ اچانک گھوما اور بانو بری طرح چیختی ہوئی سائیڈ کی دیوار سے ٹکرائی اور نیچے گر گئی۔

"خبردار! ——— ڈی۔ فور اور بانو! ——— تم دونوں ہی ہاتھ اوپر اٹھا دو" ——— اچانک ورتھا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے ڈی۔ فور کے بانو سے الجھتے ہی بھاگ کر ایک طرف پڑا بانو کا ریوالور اٹھا لیا تھا۔

"کیا کر رہی ہو ورتھا" ——— جینی نے اٹھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ کیونکہ ورتھا کا ریوالور اپنے چیف باس کی طرف بھی اٹھا ہوا تھا۔

"ڈی۔ فور نہیں ہے یہ ——— میں اسے پہچان گئی ہوں" ——— ورتھا نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"ورتھا! ——— کیا تم پاگل ہو گئی ہو" ——— ڈی۔ فور نے غرا کر کہا۔

"ہاں! ——— میں پہلے پاگل ہو گئی تھی ——— لیکن اب نہیں ——— تم کسی طور بھی ڈی۔ فور نہیں ہو سکتے ——— ڈی۔ فور کے دائیں بازو میں یہ پیدائشی نقص ہے کہ وہ کسی صورت بھی کندھے سے اوپر نہیں اٹھ سکتا ——— لیکن تم نے بانو پر ہاتھ چلاتے ہوئے اسے کندھے سے اوپر اٹھایا ہے" ——— ورتھا نے تیز لہجے میں کہا اور اس بار جینی بھی بوکھلاہٹ کے سے انداز میں ناچ کر رہ گئی۔

ڈی۔ فور بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا اور بانو بھی دیوار سے ٹکرا کر اٹھنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"کون ہو تم ——— بتاؤ" ——— ورتھا نے چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو احمق" ——— ڈی۔ فور نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم اب بھی مجھ پر رعب جھاڑ رہے ہو ——— تمہاری یہ ہمت۔" ورتھا جو شاید ردعمل کے طور پر پاگل پن کے قریب پہنچ گئی تھی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن ڈی۔ فور اس کے ٹریگر دباتے ہی پارے کی طرح تڑپ کر ایک طرف ہوا اور ورتھا کے ریوالور سے نکلنے والی گولی پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی۔ پھر تو جیسے ورتھا پر واقعی دورہ سا پڑ گیا۔ وہ مسلسل ٹریگر دباتی چلی گئی لیکن ڈی۔ فور کے جسم میں بھی شاید خون کی جگہ پارہ بھرا ہوا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بھی گولی اس کے جسم کو نہ چھو سکی۔ اس دوران بانو اور جینی

لاشعوری طور پر سمٹ کر ایک طرف ہو گئی تھیں۔ وہ دونوں انتہائی حیرت بھرے انداز میں ڈی۔ فور کو دیکھ رہی تھیں۔

ڈی۔ فور گولیوں سے بچنے کے لئے اتنی تیزی سے حرکت کر رہا تھا کہ اس پر نظریں ہی نہ ٹھہر رہی تھیں

اور پھر اچانک ورتھا کے ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی اور وہ یوں حیرت بھرے انداز میں ریوالور کو دیکھنے لگی جیسے اُسے یقین آ رہا ہو کہ ریوالور کا میگزین ختم ہو گیا ہے اور اس کی ایک بھی گولی نشانے پر نہیں لگی۔

"بس ۔۔۔ ختم ہو گیا تمہارا یہ پاگل پن ۔۔۔ اب بولو تمہیں کیا سزا دی جائے" ۔۔۔ ڈی۔ فور نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں یقین نہیں کر سکتی ۔۔۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں پاگل ہو جاؤں گی" ۔۔۔ ورتھا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت فضا میں اچھلی اور جیسے کوئی عقاب کسی پرندے پر جھپٹتا ہے اس طرح وہ اچھل کر کھلے دروازے کی دہلیز پر جا گری۔ ڈی۔ فور چونکہ دروازے سے کافی قریب تھا اور پھر شاید اُسے ورتھا کے اس طرح فرار ہونے کا تصور بھی نہ تھا اس لئے وہ بھی ورتھا کو نہ روک سکا۔ اور ورتھا پلک جھپکنے میں دروازے سے غائب ہو گئی۔ ڈی۔ فور اس کے پیچھے لپکا۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ واپس کمرے میں آ گیا۔ جینی اور بانو دونوں کھڑی ایک دوسرے کو زہر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں لیکن دونوں میں سے حرکت کوئی نہ کر رہی تھی۔

"یہ بانو اس نواب شہریار خان کی لڑکی ہے" ۔۔۔ ڈی۔ فور نے واپس آتے ہوئے جینی کے قریب پہنچ کر کہا۔

"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتی ۔۔۔ پہلے آپ اپنی پوری شناخت کرائیے ۔۔۔ مشن پر بھیجنے سے پہلے آپ نے مجھ سے ایمرجنسی حالات میں بات کرنے کے لئے ایک مخصوص کوڈ طے کیا تھا ۔۔۔ وہ کوڈ بتائیے ۔۔۔ ورنہ ورتھا نے جو نشانی بتائی ہے وہ بالکل درست ہے" ۔۔۔ جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بانو! ۔۔۔ تمہیں کس حکیم نے کہا تھا کہ تم اچانک یہاں آ ٹپکو" ۔۔۔ اس بار ڈی۔ فور بدلی ہوئی آواز میں بولا اور بانو کے ساتھ ساتھ جینی بھی اچھل پڑی۔

"تم ۔۔۔ تم ۔۔۔ علی عمران" ۔۔۔ ان دونوں کے حلق سے بیک آواز نکلا۔ ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

"میرے سوال کا جواب دو" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں تو اس جینی سے بدلہ لینے آئی تھی" ۔۔۔ بانو نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر لے لو بدلہ ۔۔۔ میں جا رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑا لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور جینی کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر

فضا میں بلند ہوئی اور پھر مُردہ چھپکلی کی طرح پٹ سے زمین پر گر گئی۔ عمران کی ہتھیلی پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑی تھی۔

جینی نیچے گرتے ہی صرف چند لمحوں کے لئے تڑپی اور اس کے بعد اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ اور اب بانو یوں آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ڈی فور واقعی وہی عمران ہو سکتا ہے جو احمق نظر آتا ہے اور جسے بانو ہر لمحے جھاڑیں پلاتی رہی تھی۔ یہاں اس نے عمران کی جو پھرتی اور مارشل آرٹ میں جو مہارت دیکھی تھی اس کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔

"اٹھاؤ اسے ___ اور میرے پیچھے آؤ" ___ عمران نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس کا موڈ بے حد آف تھا اور بانو نے بڑی فرمانبرداری سے جھک کر فرش پر بیہوش پڑی ہوئی جینی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور عمران کے پیچھے چل پڑی۔

"کیا وہ ورتھا نکل گئی" ___ بانو نے عمران کے پیچھے چلتے ہوئے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ___ وہ حد سے زیادہ ہی پھرتیلی ثابت ہوئی ہے۔ چند لمحوں میں ہی غائب ہو گئی ہے" ___ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

پورٹیکو میں کار کھڑی تھی۔ عمران نے کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور جینی کو پچھلی سیٹ پر لٹانے کا اشارہ کیا اور بانو نے جینی کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا اور عمران نے دروازہ بند کر دیا۔

"اگلی سیٹ پر آ جاؤ" ___ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ بانو گھوم کر سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی اور عمران نے کار کا انجن سٹارٹ کیا اور پھر کار کو بیک کر کے اس نے اسے تیزی سے موڑا اور پھر اس کا رُخ پھاٹک کی طرف کر دیا۔ بانو خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"تم یہاں تک پہنچی کیسے" ___ عمران نے پہلی بار نرم لہجے میں پوچھا تو بانو نے لاشعوری طور پر ایک طویل سانس لیا۔

"م ___ میں ___ میں نے بیک مرر میں تمہیں دعا مانگتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کار سائیڈ روڈ کی طرف موڑ دی تاکہ گھوم کر واپس آ سکوں ___ لیکن اتنی دیر میں تم ایک ٹیکسی میں بیٹھ چکے تھے اور پھر میں اس ٹیکسی کا تعاقب کرتے ہوئے اس قلعہ نما عمارت میں پہنچی جہاں تم ٹیکسی سے اتر کر چلے گئے تھے ___ میں تمہارے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہی ___ لیکن پھر میں نے کافی دیر بعد اس کار کو عمارت سے باہر نکلتے دیکھا ___ تمہیں تو ظاہر ہے میں پہچان نہ سکتی تھی اور نہ ہی ورتھا کو میں جانتی تھی ___ البتہ جینی مجھے نظر آ گئی چنانچہ میں اس کے پیچھے چل پڑی۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ جینی ہسپتال سے غائب ہو گئی ہے ___ چنانچہ میں نے سوچا کہ اب یہ مجھے نظر آ گئی ہے تو میں اس سے حساب کتاب پورا کر لوں ___ چنانچہ میں اس کی کار کا تعاقب کرتی ہوئی اس کوٹھی تک پہنچ گئی۔ پھر کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کرتی رہی۔ لیکن کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا ___ پھر مجھے ایک

گٹر لائن اندر سے باہر آتی ہوئی دکھائی دی۔ چنانچہ میں اس کے ذریعے اندر آ گئی ۔۔۔ یہ لائن برآمدے کے قریب کونے میں نکلی اس طرح میں اندر پہنچ گئی ۔۔۔ بانو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اب سمجھا کہ وہ یکلخت کیسے غائب ہو گئی ہے ۔۔۔ اس کے بھاگنے کا راستہ تم نے تیار کر رکھا تھا ۔۔۔ وہ لازماً اس گٹر لائن کے ذریعے نکل گئی ہے ۔۔۔ اور میں دیواروں اور عقبی طرف ہی دیکھتا رہ گیا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بانو خاموش رہی۔

"تمہاری کار کہاں ہے" ۔۔۔؟ اچانک عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ۔۔۔ وہ تو ۔۔۔ اسی کوٹھی کے پاس کھڑی ہے" ۔۔۔ بانو نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ تو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا" ۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کار کو سائیڈ پر کرتے ہوئے روک دیا۔

"کیا مطلب! ۔۔۔ تم نے اسے کیوں روک دیا ہے" ۔۔۔؟ بانو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"دروازہ کھول کر خاموشی سے نیچے اتر جاؤ ۔۔۔ اور واپس جا کر اپنی کار میں بیٹھو ۔۔۔ اور سیدھی اپنے والد کے پاس حویلی میں چلی جاؤ ۔۔۔ سمجھیں ۔۔۔ اب اگر تم دارالحکومت میں مجھے کہیں نظر آئیں تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ۔۔۔ عمران

کے لہجے میں یکلخت بے پناہ غراہٹ ابھر آئی۔

"م ۔۔۔ م ۔۔۔ میں ۔۔۔" بانو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"اترو" ۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ بانو اس طرح دروازہ کھول کر نیچے اتری جیسے کسی نے اسے سیٹ سے اٹھا کر باہر کھڑا کر دیا ہو۔ دوسرے لمحے عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"آج پتہ چلا ہے کہ مذاق بھی بعض اوقات نقصان پہنچا دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔

"دیکھو جینی کولینز! ۔۔۔۔ میں اگر چاہوں تو تم پر بے پناہ تشدد بھی کیا جا سکتا ہے ۔۔۔۔ اور تم اس کی مستحق بھی ہو ۔۔۔۔ کیونکہ تم نے انتہائی قیمتی عمارت پر حملہ کر کے اسے شدید نقصان پہنچایا ہے اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں اس لئے تم پر تشدد نہیں کرنا چاہتا کہ سوئٹزر لینڈ کے ساتھ پاکیشیا کی کوئی دشمنی نہیں ہے ۔۔۔۔ اور تم بہرحال سوئٹزر لینڈ کی سرکاری ایجنٹ ہو ۔۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارا چیف باس ڈی۔ فور میرے مریدوں میں شامل ہے ۔۔۔۔" عمران نے سپاٹ اور سرد لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت تباہ شدہ رانا ہاؤس کے تہہ خانے میں موجود تھے۔ جینی عمران کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے ہاتھ کرسی کے بازوؤں پر موجود لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی

کرسی کے پایوں کے ساتھ جکڑ دیئے گئے تھے۔ عمران اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں نے یہ عمارت ضرور تباہ کی ہے۔ تم اس کی سزا مجھے دے سکتے ہو ۔۔۔۔ لیکن میں نے اس کے علاوہ اور تو کوئی جرم نہیں کیا" ۔۔۔۔ جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بس تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ یہ کے۔ ون کیا ہے ۔۔۔۔ اگر بانو عین موقع پر مداخلت نہ شروع کر دیتی تو میں ورتھا سے اس بارے میں بھی اگلوا لیتا" ۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"تم نے واقعی ہمیں زبردست دھوکہ دیا ہے ۔۔۔۔ تمہارا میک اپ قد و قامت ۔۔۔۔ چلنے اور بولنے کا انداز بالکل ڈی۔ فور جیسا تھا ۔۔۔۔ کیا تم اس کے بے حد نزدیک رہے ہو" ۔۔۔۔ جینی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"میرے سوال کا جواب دو جینی! ۔۔۔۔ یہ کے۔ ون کیا ہے؟" عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔۔ جینی نے بھی ضدی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ۔۔۔۔ تو پھر تمہارا مشن کیا تھا ۔۔۔۔ کیا تم بھی کے۔ ون کے لئے آئی تھیں ۔۔۔۔ یہ سن لو کہ ورتھا اور تم دونوں نے ہوش میں آ کر جو باتیں کی تھیں ۔۔۔۔ ان باتوں کا ٹیپ میں نے سنا ہے اس کے مطابق تم دونوں ایک ہی مشن پر آئی ہو ۔۔۔۔ لیکن تمہیں ایک دوسرے سے بے خبر رکھ کر بھیجا گیا ہے ۔۔۔۔ اگر ورتھا کا مشن

کے۔ وَن کا حصول تھا ـــــ تو تمہارا مشن بھی یقیناً یہی ہو گا ـــــ اور اب میں اس فضول بک بک سے اُکتا گیا ہوں۔ اس لئے ہاں یا نہ میں جواب دو ـــــ ورنہ میں تمہارا خاتمہ کر کے اس کے بعد ورمتا کو تلاش کروں گا اور اس کی گردن توڑ کر تم دونوں کی لاشیں ڈی۔ فور کو بطور تحفہ بھیج دُوں گا" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یقین کرو ـــــ مجھے کے۔ وَن کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور میں مشن پر بھی نہیں آئی ـــــ میں تو یہاں تفریح کے لئے آئی ہوں" ـــــ جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ جان دینے پر تُل گئی ہے۔

"ٹھیک ہے" ـــــ عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ دروازے کی طرف مڑا اور اس نے زور سے جوزف کو پکارا۔ دوسرے لمحے جوزف اس طرح دروازے میں نمودار ہوا کہ جیسے چراغ رگڑنے سے جن اچانک نمودار ہو جاتا ہے ـــــ وہ شاید پہلے سے ہی دروازے کے پاس موجود تھا

"جوزف! ـــ جب شموتی کے جنگل میں آگ لگتی ہے ـــ تو مقدس دیوتاؤں کے حضور کیا قربانی پیش کی جاتی ہے" ـــ عمران نے گہرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ باس! ـــــ شموتی کی آگ ـــ فارگاڈ سیک باس! یہ بات دوبارہ نہ دوہرانا ـــــ یہ دیوتاؤں کا سب سے بڑا قہر ہوتا ہے" ـــ جوزف کا جسم نمایاں طور پر کانپنے لگا۔

"میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ شموتی کے سبز درختوں

کے پتوں کے کنارے سُرخ پڑتے جا رہے ہیں ـــــ درختوں پر کُودنے والے سُرخ ٹڈے اُلٹے ہو رہے ہیں اور ـــــ"

عمران کا لہجہ خوابناک ہو گیا۔

جینی حیرت بھرے انداز میں یہ عجیب و غریب ڈائیلاگ سن رہی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے عمران کی دماغی صحت پر شبہ ہونے لگ گیا ہو۔

"بب ـــ بب ـــ باس! ـــ فارگاڈ سیک خاموش ہو جاؤ۔ ورنہ یہاں دیوتاؤں کو قربانی دینے کے لئے حسینہ کہاں سے آئے گی" ـــــ جوزف نے بُری طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا

"پہلے بتاؤ کہ یہ قربانی کیسے دی جاتی ہے ـــ اس کے بعد حسینہ بھی مہیا کر دی جائے گی" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں! ـــ شموتی کی آگ کا عذاب دُور کرنے کے لئے بستی کی سب سے حسین لڑکی کی قربانی دی جاتی ہے ـــــ اور یہ قربانی زندہ حسینہ کی کھال اتار کر دی جاتی ہے ـــ لڑکی کو زمین پر لٹا کر باندھ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کے پیروں سے اس کی کھال اتارنی شروع کی جاتی ہے ـــــ لیکن کھال بالکل صحیح سالم اترنی چاہیئے ـــــ اگر اس کا ایک ٹکڑا بھی صحیح نہ اترا تو دیوتا یہ قربانی قبول نہیں کرتے" ـــــ جوزف نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا

"تم کھال اتار سکتے ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں باس! ـــ ہمارے آباؤ اجداد کے ذمہ یہی کام تھا۔ اور میرے باپ نے مجھے بچپن سے ہی اس بات کی تربیت دی تھی۔

اور باس! ـــ میں کھال اتارنے کے مقابلے میں پورے قبیلے میں اول آیا تھا" ـــ جوزف نے کہا۔

"تو پھر اپنا یہ فن استعمال کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ـــ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ شمونی کی بڑی دلدل میں سُرخ آنکھوں والے مینڈک ایک دوسرے کی دُم پکڑے ہوئے ہیں" ـ عمران نے کہا۔

"بب ـــ بب ـــ باس آگ ـــ شمونی کی آگ ـــ خوفناک آگ ـــ اوہ باس! ـــ پورا قبیلہ ختم ہو جائے گا سب تباہ ہو جائیں گے ـــ اوہ باس! ـــ میں اب قبیلے میں کیسے جاؤں اب تو وہاں میرے علاوہ اور کوئی کھال اتارنے والا بھی نہیں رہا"۔ جوزف نے بُری طرح چیختا اور رونا شروع کر دیا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"دیوتا ہر جگہ موجود ہوتے ہیں جوزف! ـــ اس کے لئے جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں ـــ تمہیں اگر قربانی کے لئے حسینہ یہاں ہی پیش کر دی جائے تو ـــ دیکھو سامنے دیکھو ـــ اس میں کیا عیب ہے ـــ کیا اس کی قربانی نہیں دی جا سکتی" ـــ؟ عمران نے سامنے کرسی پر بندھی بیٹھی جینی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اوہ باس! ـــ تم گریٹ ہو ـــ تم واقعی گریٹ ہو۔ یہ حسینہ واقعی بے عیب ہے ـــ بالکل بے عیب ـــ اوہ باس! اب قبیلہ بچ جائے گا ـــ مجھے میرے باپ نے بتایا تھا کہ سفید فام

حسینہ کی قربانی دیوتا زیادہ خوش ہو کر قبول کرتے ہیں ـــ باس! آج چاند کی کونسی رات ہے" ـــ جوزف نے گہری اور ٹٹولتی ہوئی نظروں سے جینی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آج چاند کی بارہ ہے ـــ اور تمہیں معلوم ہے کہ چاند کی بارہ کی رات کو چڑیل اپنے پر سمیٹ لیتی ہے ـــ اس لئے آج قربانی کی رات ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"اوہ تھینک گاڈ ـــ تھینک گاڈ" ـــ جوزف نے فوراً ہی پجاریوں کے سے انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں جا رہا ہوں ـــ اب تم جانو اور تمہارے دیوتا ـــ یہ سن لو کہ اگر یہ حسینہ نکل گئی تو پھر شمونی جنگل کو کوئی نہ بچا سکے گا" ـــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ عمران! ـــ پلیز رک جاؤ ـــ یہ تم کیا ڈرامہ کرنا چاہتے ہو" ـــ اچانک جینی نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ڈرامہ نہیں ہے ـــ مقدس رسم ہے ـــ اور تم دیکھنا کہ جوزف کس طرح تمہارے جسم کی کھال اتارتا ہے ـــ مجبوری ہے اس کے پورے قبیلے کی بقا کا مسئلہ ہے" ـــ عمران نے مُڑ کر خشک لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا دروازہ کراس کر گیا اس کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اب جوزف جینی کا نفسیاتی طور پر ایسا حشر کرے گا کہ جینی کے فرشتے بھی بولنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اُسے اب ورتھا کی فکر تھی۔ چنانچہ اس نے

اب سیکرٹ سروس کو ورمقا کی تلاش کے لئے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

"عمران صاحب! —— یہ آخر چکر کیا ہے —— کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے کہ آپ کرتے کیا پھر رہے ہیں" —— دانش منزل میں پہنچتے ہی بلیک زیرو نے سوال جڑ دیا۔

"شادی کی کوشش میں لگا ہوا ہوں یار! —— لیکن ہر چالیس آخر میں آکر ختم ہو جاتا ہے" —— عمران نے بڑے مایوس سے لہجے میں کہا۔ اور میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔ بلیک زیرو ہونٹ چباتا ہوا خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اب وہ عمران کو مجبور تو نہ کر سکتا تھا کہ وہ اسے سب کچھ بتا دے۔

"یس سپیشل ڈیفنس لیبارٹری" —— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز ابھری۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں —— سرداؤد سے بات کرائیے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! —— ہولڈ آن کیجئے" —— دوسری طرف سے چونکے ہوتے لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد سرداؤد کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"ہیلو عمران بیٹے! —— آج کیسے یاد کر لیا" —— سرداؤد کی آواز میں شفقت تھی۔

"دراصل مجھے آپ کا نام بھول گیا تھا —— یاد ہی نہ آ رہا تھا۔

بس بار بار کے۔ ون —— کے ون ہی ذہن پہ آ رہا تھا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— تو اب تمہاری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بزرگوں کے نام ہی بھولتے جا رہے ہو —— لیکن یہ کے۔ ون کا کیا مطلب ہے —— میرے نام کے ساتھ یہ کے۔ ون کا تو کسی طرح جوڑ نہیں بنتا" —— سرداؤد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کے۔ ون کا کیا مطلب ہے؟ مجھے خود سمجھ میں نہیں آ رہا" —— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تم نے کے۔ ون کا مطلب پوچھنے کے لئے فون کیا ہے۔ لیکن اس طرح میں کیا بتا سکتا ہوں" —— سرداؤد نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جواب میں عمران نے انہیں پتھروں سے کے۔ ون علیحدہ کرنے اور اس پر کیمیکل کے استعمال کے بارے میں ورمقا کی بتائی ہوئی ساری باتیں بتا دیں۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو —— مجھے اپنا نمبر بتا دو —— مجھے اس کی تھوڑی سی چیکنگ کرنی پڑے گی اس کے بعد ہی شاید یہ سمجھ میں آئے —— یا پھر ایسا کرو کہ شیرازی صاحب سے پوچھ لو۔ وہ ماہر معدنیات ہیں —— انہیں شاید زیادہ معلومات ہوں" —— سرداؤد نے جواب دیا۔

"شیرازی صاحب! —— وہ کون ہیں" —— ؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم شیرازی کو نہیں جانتے ــــ بین الاقوامی شہرت کے ماہر معدنیات ہیں ــــ لیکن ہاں! ــــ وہ پاکیشیا میں رہے نہیں اس لئے تم انہیں نہیں جانتے ہو گے ــــ ویسے وہ کچھ عرصہ سے واپس آگئے ہیں ــــ اس سے پہلے وہ ایکریمیا میں رہتے تھے ان کا فون نمبر نوٹ کر لو ــــ میں ان سے بات کر کے تمہارے متعلق بتا دیتا ہوں ــــ تم تھوڑی دیر بعد انہیں فون کر لینا" ــــ سرداؤد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ نمبر بتا دیں" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جواب میں چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سرداؤد نے نمبر بتا دیا۔ انہوں نے شاید ڈائری دیکھ کر نمبر بتایا تھا اس لئے انہیں چند لمحے خاموش رہ کر اُسے تلاش کرنا پڑا تھا۔ اور پھر عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب! ــــ کیا اس بار معدنیات کا کوئی سلسلہ سامنے آگیا ہے" ــــ بلیک زیرو سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"تمہارا تجسس اب باقاعدہ خارش کا روپ اختیار کر گیا ہو گا اچھا ٹھیک ہے ــــ بتا دیتا ہوں" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر نواب شہریار خان کی حویلی میں جیپ کے جانے کے بعد کے واقعات سے لے کر اب تک کی باتیں بتا دیں۔

"یہ کیا مشن ہوا ــــ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا ــــ البتہ ایک بات ہے کہ یہ کے۔ وی کوئی مخصوص دھات ہے جسے یہ لوگ

شمالی پہاڑیوں سے حاصل کرنا چاہتے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر اتنی سی بات ہوتی تو ایکریمیا اور روسیاہ، سوئٹزرلینڈ میں اپنے حامی ایجنٹوں کو یہاں نہ بھیجتے ــــ اور نہ اس کے لئے اتنا لمبا چوڑا چکر چلانے کی ضرورت پیش آتی ــــ یہاں ایکریمیا اور روسیاہ کے ماہرین اکثر معدنیات کے سروے پر باقاعدہ معاہدوں کے تحت آتے ہیں ــــ کے۔ وی کے لئے بھی آ سکتے ہیں ــــ ظاہر ہے پہاڑیوں کو توڑنا ــــ ان سے پتھر نکال کر انہیں کیمیکل کے ذریعے علیحدہ کرنا ــــ یہ سارا کام خفیہ طور پر تو سرانجام نہیں دیا جا سکتا ــــ اس کے لئے تو بڑی بھاری مشینری اور وقت کی ضرورت ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ ورتھا نے جھوٹ بولا ہے ــــ مشن کچھ اور ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں! ــــ جس پوزیشن میں اس نے یہ سب کچھ بتایا ہے اس میں جھوٹ بولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ــــ ورتھا کو اپنے چیف باس کے سامنے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ ویسے مجھے ڈی۔ فور کی اس کمزوری کا علم نہ تھا کہ اس کا بازو کاندھے سے اوپر نہیں جا سکتا" ــــ عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ کا کیا خیال ہے ــــ یہ کے۔ وی کیا ہے" ــــ؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے ــــ لیکن میں پہلے شیرازی

سے بات کر لوں" ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد
کہا اور پھر رسیور اٹھا کر سر داؤد کے بتاتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔
"یس ــ شیرازی سپیکنگ" ــ رابطہ قائم ہونے کے بعد
دو تین بار گھنٹی کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا کر کہا۔
"شیرازی صاحب! ــ سر داؤد نے آپ کو فون کیا ہوگا۔ میرا
نام علی عمران ہے" ــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ ایک
تو وہ شیرازی کی طبیعت سے واقف نہ تھا اور دوسرا مسئلہ انتہائی
اہم تھا۔
"اوہ اچھا اچھا! ــ ٹھیک ہے فرمایئے! ــ آپ نے کیا پوچھنا
ہے ــ سر داؤد نے مجھے ابھی فون کیا تھا" ــ شیرازی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے جواب میں کے۔ ون کے
متعلق مختصر تفصیلات بتا دیں۔
"دارالحکومت کی شمالی پہاڑیوں میں کے۔ ون ــ یہ کیسے
ہو سکتا ہے ــ ساری پہاڑیاں میری دیکھی ہوئی ہیں۔ اور پھر
کے۔ ون ایسی دھات نہیں ہے جس کے لئے اتنا بڑا کھڑاک
پھیلایا جائے ــ یہ تو عام سی دھات ہے۔ بس ذرا کم ملتی ہے"
شیرازی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
"یہ کونسی دھات ہے شیرازی صاحب" ــ عمران نے
پوچھا۔
"نائرم جانتے ہو" ــ شیرازی نے کہا۔

"ہاں ــ اچھی طرح جانتا ہوں" ــ عمران نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے نائرم کا فارمولا بھی بتا دیا۔
"اوہ ویری گڈ ــ تمہاری معلومات بہترین ہیں ــ کیا تم
بھی ماہر معدنیات ہو" ــ شیرازی کے لہجے میں تعریف کے
ساتھ ساتھ حیرت بھی تھی۔
"جی نہیں! ــ میرا نام ماہر معدنیات نہیں ــ بلکہ علی عمران
ہے" ــ عمران باوجود کوشش کے پٹڑی سے اترنے سے
باز نہ رہ سکا تھا۔
"اوہ ــ اچھا اچھا! ــ تو تم مذاق کر رہے تھے ــ نائرم
کے فارمولے کو الٹ دو تو کے۔ ون بنتا ہے" ــ شیرازی نے
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ہنستے ہوئے کہا۔
"پھر تو یہ آر گیم گروپ کی دھات ہوئی" ــ عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تم بالکل ٹھیک سمجھے ہو" ــ شیرازی نے کہا۔
"شکریہ جناب! ــ تھینک یو" ــ عمران نے جواب دیا
اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔
"کیا نتیجہ نکلا ــ کچھ مجھے تو بتایئے" ــ بلیک زیرو نے
پوچھا۔
"میرا خیال ہے لڑکی ہوئی ہے ــ ویسے مجھے امید بھی پہلے
سے لڑکی کی ہی تھی ــ کیونکہ مجھے یہ لیڈیز مشن لگتا ہے ــ
ہر طرف سے لڑکیاں ہی سامنے آ رہی ہیں ــ ورنہ تھا جینی

اور بانو" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنسنے لگا۔
"بات کو گول کرنا تو کوئی آپ سے سیکھے عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"بس یہی مسئلہ ہے کہ تم اسے چکور کرتے رہتے ہو ——— اور میں گول ——— نتیجہ یہ کہ بات ہی آخر کار غائب ہو جاتی ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس جوانا سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی جوانا کی آواز سنائی دی۔
"جوانا! ——— وہ جوزف نے جس حسینہ کی قربانی دیوتاؤں کو پیش کرنی تھی اس کا کیا حال ہے" ——— عمران نے کہا۔
"وہ جینی ——— جوزف نے اس کا برا حشر کر رکھا ہے ——— وہ فی الحال قربانی دینے سے پہلے کی رسومات پوری کرنے میں مصروف ہے" ——— جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اچھا تو تم اسے پیغام دے دو کہ دیوتاؤں نے فی الحال شمونی جنگل میں آگ لگانے کا فیصلہ ملتوی کر دیا ہے ——— اس لئے یہ قربانی بے کار ہو گئی ہے ——— اسے جانے دو" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"کیا مطلب! ——— آپ نے جینی کو رہا کرنے کا حکم دے دیا ہے" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔
"ہاں! ——— اب صورت حال بدل گئی ہے ——— جیسا کہ میرا

پہلے سے آئیڈیا تھا ——— یہ چکر اتنا سیدھا سادھا نہیں ہے جتنا کہ بظاہر دکھایا گیا ہے ——— کے۔ ون جب شمالی پہاڑیوں میں ملتا ہی نہیں تو پھر کے۔ ون یقیناً کوئی اور چیز ہے جسے یہ لوگ حاصل کرنا چاہتے ہیں ——— اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ پہلے یہ لوگ اپنی مطلوبہ چیز حاصل کر لیں ——— اس کے بعد ان سے وہ چیز ہم حاصل کر کے دیکھیں گے کہ اصل کے۔ ون کیا چیز ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تو کیا آپ ان کی نگرانی کریں گے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔
"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی ——— ان کا ٹارگٹ شمالی پہاڑیاں ہیں ——— اس لئے ہمیں ان پہاڑیوں کی نگرانی کرنی ہو گی ——— تم ایسا کرو کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کو شمالی پہاڑیوں میں موجود ایئر فورس ٹاور میں ایڈجسٹ کرا دو ——— انہیں کہو کہ وہ اپنے ساتھ ری چیک سپیشل لے جائیں ——— انہیں ورتھا کا حلیہ بتا دینا ——— جینی کو تو انہوں نے پہلے ہی دیکھا ہوا ہے ——— یہ لازماً ان پہاڑیوں میں جائیں گی اور ری چیک سپیشل آسانی سے ان کی حرکت چیک کر لے گا۔ پھر اصل مشن کا پتہ چلے گا" ——— عمران نے کہا۔
"آپ نے بالکل درست سوچا ہے ——— اصل مشن کے لئے ان دونوں کو اطمینان ہونا چاہئے کہ انہیں کوئی چیک نہیں کر رہا ——— اور یہ کام ری چیک سپیشل سے آسانی سے کیا جا سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تم سمجھے نہیں ——— اصل مشن کا تو ان دونوں کو بھی علم نہیں ہو گا

اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ______ ڈی. فور کو بھی اصل مشن کا علم نہیں ہے ______ اس نے بھی کے. وُن کو اصل مشن ہی سمجھ کر انہیں بھیجا ہے. اصل مشن کے پیچھے کوئی سُپر پاور ہے" ______ عمران نے کہا.

"سُپر پاور ______ لیکن اس کو اتنا بڑا کھڑاگ پھیلانے کی کیا ضرورت تھی" ______ بلیک زیرو نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا.

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے اس کی ضرورت تھی تاکہ اگر ہم آگاہ بھی ہو جائیں تو کے. وُن کے چکر میں ہی سر پھوڑتے پھریں. اور پتھروں سے دھاتیں علیحدہ کرتے رہ جائیں" ______ عمران نے جواب دیا.

"لیکن آپ خود ہی تو بتا رہے تھے کہ ان میں سے ایک ایکریمیا کی ایجنٹ ہے ______ اور دوسری روسیاہ کی ______ پھر ان دونوں کو بیک وقت بھیجنے کا مقصد کیا ہوا" ______ بلیک زیرو نے کہا.

"یہی بات تو مجھے کھٹک رہی ہے ______ جہاں تک میرا خیال ہے ان میں جیسی ______ اوہ ______ اوہ" ______ اچانک عمران بوکھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا.

"کیا ہوا" ______ ؟ بلیک زیرو نے چونک کر کہا.

لیکن عمران اُسے کوئی جواب دینے کی بجائے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا آپریشن رُوم سے نکل کر لائبریری کی طرف دوڑ پڑا. اور بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں اُسے اس طرح دوڑتا ہوا دیکھتا رہ گیا.

تھوڑی دیر بعد عمران واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سُرخ رنگ کی ایک فائل تھی اور چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی. وہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ کر فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کی اور اُسے میز پر رکھ دیا.

"تو بھئی یہ مسئلہ حل ہو گیا ______ میری خود سمجھ میں یہ چکر نہ آ رہا تھا کہ اچانک مجھے اس فائل کا خیال آ گیا" ______ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا.

بلیک زیرو نے خاموشی سے فائل اپنی طرف کھسکائی اور پھر اُسے کھول کر پڑھنے لگا.

"اس میں تو روسیاہ کے خلائی جہاز کے شمالی پہاڑیوں میں گرنے کی تفصیلات درج ہیں ______ اور یہ پچھلے سال کا واقعہ ہے. تو کیا یہ اس جہاز کو تلاش کرنا چاہتے ہیں" ______ ؟ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا.

"جہاز کا ملبہ تو انہی دنوں اٹھا لیا گیا تھا ______ اصل چکر اور ہے اس جہاز میں روسیاہ نے ایک بالکل نیا ایندھن استعمال کیا تھا. جسے انہوں نے کٹک کا نام دیا تھا ______ یہ ایندھن انتہائی معمولی مقدار میں استعمال کرنے کے باوجود اس خلائی جہاز کو سینکڑوں سال تک گردش میں رکھا جا سکتا تھا ______ دوسرے لفظوں میں کٹک ایٹمی توانائی سے کروڑوں بلکہ اربوں گنا زیادہ طاقتور ایندھن تھا. اور اس جہاز میں اسے پہلی بار استعمال کیا گیا تھا ______ اور اس کی تیاری میں روسیاہ کے سائنسدانوں کو بیس سال محنت کرنی پڑی تھی.

اس خلائی جہاز میں اسے آزمائشی طور پر استعمال کیا جا رہا تھا کہ ایک اور فنی خرابی کی وجہ سے یہ جہاز تباہ ہو گیا ۔۔۔۔ ایکریمیا کو بھی اس ایندھن کی سُن گُن تھی اور وہ بھی اس کی تفصیلات معلوم کرنے کے چکر میں تھا۔ لیکن اس جہاز کے گرتے ہی روسیاہ کے ایجنٹ فوری حرکت میں آگئے اور انہوں نے ملبے کے ساتھ ساتھ اس ایندھن کا باکس بھی حاصل کر کے واپس روسیاہ بھجوا یا ۔۔۔۔ لیکن یہ باکس شاید کچھ کریک ہو گیا تھا اور اس ایندھن کی معمولی مقدار پہاڑیوں میں گر کر ضائع ہو گئی ۔۔۔۔ اس بارے میں ایک علیحدہ رپورٹ اس فائل میں موجود ہے اس نئے ایندھن کو کوڈ ورڈز میں کے ۔ وَن کہتے ہیں اور ایکریمیا اب اس کے ۔ وَن کی اس معمولی سی مقدار کو حاصل کرنا چاہتا ہے جو پہاڑی پتھروں میں مل گئی ہو گی ۔۔۔ چنانچہ اب بات سمجھ میں آرہی ہے ۔۔۔۔ بین الاقوامی ماہر معدنیات جان کو یہاں باقاعدہ خفیہ لیبارٹری کھول کر دی گئی تاکہ وہ ان پتھروں کو شناخت کر سکے جن میں کے ۔ وَن شامل ہو چکا ہے اور اس کے بعد کے ۔ وَن کو ان سے علیحدہ کرنے کا پروسیس پورا کرے ۔۔۔۔ اور پھر یہ کے ۔ وَن ایکریمیا پہنچ جائے گا یہاں اس پر ریسرچ شروع ہو جائے گی ۔۔۔۔ لیکن روسیاہ کو بھی اس مشن کا پتہ چل گیا۔ چونکہ وہ یہ ظاہر نہ کرنا چاہتے تھے کہ کے ۔ وَن کی کوئی مقدار وہاں موجود ہے اس لئے انہوں نے نیا کھیل کھیلا اور اپنی ڈبل ایجنٹ کو یہاں بھجوا دیا تاکہ اگر کے ۔ وَن حاصل ہو جائے تو وہ یکلخت حملہ کر کے اسے ایکریمین ایجنٹ سے

حاصل کر کے روسیاہ بھجوا دے ۔۔۔۔ اور چونکہ دونوں ہی سپر پاورز ایک دوسرے کو اندھیرے میں رکھنا چاہتی تھیں اس لئے سوئٹزرلینڈ جیسے غیر جانبدار ملک کے ایجنٹوں کو سامنے لایا گیا ۔۔۔۔ دونوں کا مشن کے ۔ وَن کا ہی حصول ہے لیکن مقاصد علیحدہ علیحدہ ہیں انہیں بھی اصل بات سے لاعلم رکھا گیا ہے ۔۔۔۔ اصل بات جان جانتا تھا جسے شاید جان بوجھ کر ہلاک کر دیا گیا ہے تاکہ یہ راز راز ہی رہے ۔" ۔۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی ۔۔۔۔ یہ تو بہت گہری سازش ہے ۔۔۔۔ لیکن یہ جینی ادھر نواب شہریار خان کی حویلی میں کیوں ڈیرہ جمانا چاہتی تھی ۔۔۔۔ ؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"نواب شہریار خان اور بانو کے روپ میں وہ آسانی سے دیہات کی تمام کارروائیاں چیک کرا سکتی تھی بغیر سامنے آئے ۔۔۔۔ لیکن اس سے حماقت یہ ہوئی کہ وہ ہوٹل شبستان کے سبزہ زار کی افتتاحی پارٹی میں جولیا اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا گئی اور پھر تنویر نے اس کی گفتگو چیک کی ۔۔۔۔ اس طرح حویلی پر قبضہ کرنے کی بات سامنے آگئی اور اس کے بعد یہ سارا معاملہ ہی الجھتا چلا گیا ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے الجھنا ہی تھا ۔۔۔۔ آپ سے جو ٹکراؤ ہو گیا جینی کا ۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"مجھ سے زیادہ کام جوانا نے کیا ہے ۔۔۔۔ جینی نے نواب

شہریار خان کے ساتھ ساتھ دوسرے بڑے جاگیردار سر رحمان کا خاتمہ بھی کرنا چاہا ۔۔۔ تاکہ وہ اطمینان سے ساری صورت حال کو کنٹرول کر سکے ۔۔۔ اور پھر یہی چکر الٹا اس کے گلے میں فٹ ہو گیا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو اب کیا کرنا ہے ۔۔۔ کیا صفدر اور کیپٹن شکیل کو وہاں بھجوا ہے" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب اس کی ضرورت نہیں ۔۔۔ ورتھا نے جان کو قتل کیا ہے تو لازماً ورتھا کو اس جگہ اور ان پتھروں کا پورا طرح علم ہو چکا ہے کہ کے۔ وَن کہاں موجود ہے ۔۔۔ اسے شاہد جبینی کے متعلق سُن گُن مل گئی تھی اس لئے وہ رک گئی اور اس نے پہلے جبینی کا خاتمہ کرنے کی پلاننگ کی۔ اس لئے وہ اس کے آدمی ڈان کے پاس گئی تھی ۔۔۔ لیکن پھر وہ جوانا کے چکر میں پھنس کر الجھ گئی ۔۔۔ اب مجھے الٹا چکر چلانا پڑے گا۔ تب یہ سارا معاملہ سیدھا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"الٹا چکر کیسے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"الٹا چکر بھی نہیں جانتے ۔۔۔ بس میٹر الٹا لگا دیا۔ اسے الٹا چکر کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے بعد اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کوئی فیصلہ کر چکا ہے۔

"جولیا سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا! ۔۔۔ ایک لڑکی کا حلیہ نوٹ کرو ۔۔۔ تم نے اس کو تلاش کرنا ہے اور اپنے تمام ممبرز کو اس کی تلاش میں لگا دو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ورتھا کا حلیہ۔ قد و قامت اور مخصوص نشانیاں بتا دیں۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ میں ابھی اس مشن پر کام شروع کر دیتی ہوں۔ لیکن سر! ۔۔۔ اس کی تلاش کے بعد کیا صرف اس کی نگرانی کرنی ہے یا کوئی مزید حکم بھی ہے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"تم نے صرف نگرانی کرنی ہے اور سنو! ۔۔۔ وہ لڑکی سوئٹزرلینڈ کی سپر ایجنٹ ہے اس لئے نگرانی انتہائی ہوشیاری سے ہونی چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور دوسرے لمحے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب آپ فلیٹ پر جائیں گے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی احتراماً کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ فی الحال میں وہیں جا رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

عمران کے کار آگے بڑھا لے جانے کے بعد بانو کو عمران پر
اس قدر غصہ آیا کہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ بس اُڑ کر کار تک پہنچے ا
اس کی گردن مروڑ دے۔ لیکن ظاہر ہے عمران تو جا چکا تھا۔ و
چند لمحے وہیں کھڑی پیر پٹختی رہی پھر واپس مڑی۔ اسی لمحے ایک
خالی ٹیکسی اس کے قریب آکر رُکی تو اس نے جلدی سے پچھلی نشہ
کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ٹیکسی میں سوار ہو گئی۔ اور ساتھ ہی اس
نے ٹیکسی ڈرائیور کو اس کوٹھی کا پتہ دیا جہاں سے وہ عمران کے سا
آئی تھی۔ اس کی کار وہیں موجود تھی۔ اور ظاہر ہے اب اُسے اپ
کار تک پہنچنا تھا۔
ٹیکسی نے چند لمحوں بعد اُسے اس کوٹھی تک پہنچا دیا۔ اس کی کا
اس کوٹھی کی سائیڈ گلی میں کھڑی تھی۔ بانو ٹیکسی سے اُتر کر تیز تیز قد
اٹھاتی کار کی طرف بڑھی لیکن ابھی وہ کار تک پہنچی ہی تھی کہ اچانک

اس نے اپنی کار سٹارٹ ہونے کی آواز سُنی تو وہ بُری طرح چونک
پڑی۔ اسی لمحے اس کی کار کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح آگے
بڑھی اور پھر ابھی بانو چیخنے کے لئے منہ کھول ہی رہی تھی کہ کار
یکلخت اس کے قریب سے مُڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ بانو
نے جب ڈرائیونگ سیٹ پر ورتھا کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو وہ حیرت
کی شدت سے چیخنا ہی بھول گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے اپنی
سپورٹس کار کا خیال آیا تو وہ غصے کے مارے ناچ اٹھی۔ اس نے
تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن اسے دُور دُور تک کوئی ٹیکسی نظر نہ
آئی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی نظریں ایک کوٹھی کے گیٹ پر کھڑے
ہوئے ایک ہیوی موٹر سائیکل پر پڑ گئیں۔ موٹر سائیکل سوار اُسے
سائیڈ میں کھڑا کر کے کال بیل بجانے کے لئے آگے بڑھا موٹر سائیکل
کا انجن سٹارٹ تھا۔
بانو یکلخت تیر کی طرح اس موٹر سائیکل کی طرف لپکی نوجوان
موٹر سائیکل سوار بانو کے دوڑنے کی آواز سُن کر تیزی سے مڑا اور
پھر بانو کو اس طرح دوڑتا ہوا دیکھ کر حیران ہو رہا تھا لیکن جب
بانو اچھل کر موٹر سائیکل پر سوار ہوئی تو نوجوان ارے ارے تو
کرتا رہ گیا لیکن بوکھلاہٹ میں وہ ایک قدم آگے بڑھ کر موٹر سائیکل
کے ہینڈل پر ہاتھ نہ ڈال سکا۔ اور جب تک اس کے ذہن میں یہ
خیال آیا، بانو موٹر سائیکل دوڑاتی ہوئی نجانے کتنی دُور نکل گئی تھی
بانو نے اس ہیوی موٹر سائیکل کو ٹاپ گیئر میں ڈال کر اس کا
فل ایکسیلیٹر گھما دیا اور موٹر سائیکل کی رفتار اس قدر تیز ہو گئی کہ اس

پر نظریں نہ ٹھہرتی تھیں۔ بانو جس جگہ سے گذر رہی تھی وہاں
دور دور تک لوگ مڑ مڑ کر حیرت سے اُسے دیکھتے رہ جاتے۔ شاید
ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی لڑکی اس قدر ہیوی موٹر سائیکل کو
اس قدر رفتار سے بھی بھگا سکتی ہے۔ لیکن بانو کے ذہن میں تو
اپنی سپورٹس کار سوار تھی۔

اس کالونی سے شہر تک سڑک بالکل سیدھی تھی اور فاصلہ بھی
کافی سے زیادہ تھا۔ اس لئے بانو کو یقین تھا کہ اگر ورتھا نے سپورٹس
کار کے خصوصی انجن چالو نہ کر دیئے تو وہ اسے پکڑ لے گی۔ لیکن
انتہائی رفتار سے موٹر سائیکل دوڑانے کے باوجود وہ شہر والی لنک
روڈ تک تو پہنچ گئی مگر سپورٹس کار اُسے نظر نہ آئی تو اس نے
موٹر سائیکل کا رُخ شہر کی طرف موڑ دیا۔

بانو دانت بھینچے موٹر سائیکل پر تقریباً آدھی سے زیادہ جھکی
ہوئی تھی۔ آنکھوں پر عینک نہ ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں
سے اب مسلسل پانی بہنا شروع ہو گیا تھا اور اُسے یوں محسوس ہو
رہا تھا جیسے وہ تیز بارش میں موٹر سائیکل دوڑا رہی ہو۔ لیکن
اس نے رفتار کم نہ کی۔

اور پھر اچانک ایک موڑ گھومتے ہی بانو کو دور سے اپنی سپورٹس
کار ایک پٹرول پمپ کی سائیڈ سے نکل کر آگے جاتی دکھائی دی۔
اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ لیکن موٹر سائیکل کی انتہائی رفتار کے
باوجود کار اور موٹر سائیکل کا درمیانی فاصلہ کم نہ ہو رہا تھا۔ ورتھا
بھی سپورٹس کار کو شاید انتہائی رفتار سے دوڑائے لئے جا رہی

تھی اور اگر وہ پٹرول پمپ پر نہ رک جاتی تو شاید بانو اُسے دیکھ بھی نہ
سکتی۔ اور پھر اس قدر گنجان آباد شہر میں تو اُسے تلاش کرنا
ناممکن ہو جاتا۔ لیکن اب بانو اس کا پیچھا تو نہ چھوڑ سکتی تھی۔ اس
لئے وہ موٹر سائیکل دوڑاتی ہوئی اس کے تعاقب میں لگی رہی۔

تھوڑی دور آگے جانے کے بعد کار اس روڈ پر مڑ گئی جو شمالی
پہاڑیوں کی طرف جاتی تھی۔ بانو نے بھی اپنا موٹر سائیکل ادھر ہی
موڑ دیا۔

پہاڑی سڑک ظاہر ہے بل کھاتی ہوئی آگے جا رہی تھی اس لئے
اب کار بانو کو نظر نہ آ رہی تھی۔ لیکن کسی نہ کسی موڑ پر گھومتے ہوئے
اُسے دور سے کار نظر آ جاتی تو وہ ایک نئے جذبے سے آگے
بڑھنا شروع ہو جاتی۔ لیکن کافی اوپر جانے کے بعد اچانک اُسے
احساس ہوا کہ اب کافی دیر سے کار اُسے نظر نہیں آئی تو اس
نے موٹر سائیکل کی رفتار کم کی اور پھر اُسے روک کر سٹینڈ کرتے ہوئے
نیچے اتر آئی۔ چند لمحے تو وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے اِدھر اُدھر دیکھتی
رہی لیکن کار کا کہیں نام و نشان بھی اُسے نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ
کچھ سوچتی ہوئی پیدل آگے بڑھی اور پھر ایک اونچی چٹان پر
چڑھ کر دیکھا تو اس کی نظریں کافی نیچے لیکن سائیڈ پر ایک چٹان
کی اوٹ میں کھڑی اپنی کار پر پڑ گئیں۔ اس چٹان سے ذرا آگے
اترائی سی نظر آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں سے پہاڑی سڑک
اچانک نیچے کو اترنے لگ گئی ہو۔ کار کو دیکھتے ہی بانو نے تیزی
سے چٹان سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ

موٹر سائیکل پر سوار واپس اتر تی جا رہی تھی۔ اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ کار کہاں موجود ہے اور اس کا اندازہ درست ثابت ہوا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد اس کی موٹر سائیکل کار تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی۔ کار خالی تھی۔ ورتھا اس میں موجود نہ تھی۔ بانو نے جلدی سے ہاتھ اندر کر کے اس کا سپیشل لاک لگا دیا۔ یہ خصوصی لاک تھا جس کے لگنے کے بعد گاڑی کسی صورت بھی سٹارٹ نہ ہو سکتی تھی۔ عمران کے پیچھے کوٹھی میں جلتے ہوئے وہ یہ لاک لگانا بھول گئی تھی۔ ورنہ ورتھا چاہے کتنی ہی کوشش کرتی، کار سٹارٹ نہ کر سکتی تھی۔

سپیشل لاک لگ جانے کے بعد بانو مطمئن ہو گئی کہ اب ورتھا کسی صورت بھی کار نہ لے جا سکے گی۔ چنانچہ اب اُسے ورتھا کو چیک کرنے کا خیال آیا کہ آخر ورتھا یہاں کار روک کر کہاں گئی ہے وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس پہاڑی ڈھلوان پر پہنچ گئی جہاں سے پگڈنڈی یکلخت نیچے کو اتر رہی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو ذرا سا آگے کر کے نیچے کی طرف جھانکا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت پیچھے کو ہٹ گئی۔ کیونکہ اس نے ورتھا کو کافی گہرائی میں ایک غار سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ ورتھا کا رُخ اوپر کی طرف تھا۔ بانو تیزی سے پیچھے ہٹی اور سامنے آ کر موٹر سائیکل کو ہینڈل سے پکڑ کر سٹینڈ سے نیچے اتارا اور پھر اُسے گھسیٹتی ہوئی کافی پیچھے ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں روک دیا تاکہ ورتھا کی نظر موٹر سائیکل پر نہ پڑ سکے۔ اور پھر وہ اس چٹان کے پیچھے سے

نکلی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی اس ڈھلوان کے قریب ہی ایک چٹان کے پیچھے رُک گئی۔ وہ اب ورتھا کو کار اڑا کر لے آنے کی سزا دینا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں سے وہ آسانی سے ورتھا پر حملہ کر سکتی تھی۔ جاگیر دارانہ ذہن رکھنے کی وجہ سے اُسے ورتھا پر شدید غصہ تھا کہ وہ اس کی کار کیوں لے اُڑی تھی۔ اور یہی انتقامی جذبہ اس وقت اس کے ذہن میں موجود تھا۔ ورنہ اُسے ورتھا سے اور کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اگر چاہتی تو اپنی کار واپس لے کر جا سکتی تھی لیکن اسی انتقامی جذبے نے اُسے وہیں ٹھہرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا ڈھلوان پر اوپر چڑھ آئی اور تیزی سے کار کی طرف بڑھنے لگی۔ بانو خاموشی سے چٹان کے پیچھے چھپی اُسے دیکھتی رہی۔ اُسے معلوم تھا کہ ورتھا اب کار چلانے میں ناکام رہے گی۔

لیکن ورتھا کار کے قریب پہنچ کر یکلخت ٹھٹھک کر رُک گئی۔ اور پھر اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ میں ریوالور آ گیا۔ اور خود وہ اچھل کر کار کی سائیڈ میں ہو گئی۔

"یہاں کون موجود ہے ـــــ باہر آ جائے ـــــ میں نے اُسے دیکھ لیا ہے" ـــــ ورتھا کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی اب یہ اتفاق تھا کہ اس کے ریوالور کا رُخ اسی چٹان کی طرف تھا جس کے پیچھے بانو چھپی ہوئی تھی یا پھر واقعی ورتھا نے اُسے

دیکھ لیا تھا۔ لیکن بانو نے یہی سمجھا کہ ورتھا نے اُسے دیکھ لیا ہے۔
"تم میری کار لے کر کیوں آئی تھی ـــــ جانتی نہیں ہو کہ یہ
میری کار ہے ـــــ اور میں اپنی کار میں کسی کو بیٹھنے کی اجازت
نہیں دے سکتی" ـــــ بانو نے چٹان کے پیچھے سے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"باہر آکر بات کرو ـــــ ورنہ میں گولی مار دونگی ـــــ باہر
آجاؤ ـــــ میں صرف تین تک گنوں گی ـــــ ایک ـــــ
دو ـــــ" ورتھا نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور دوسرے
لمحے بانو چٹان کے پیچھے سے باہر آگئی۔
"اچھا! ـــــ تو یہ تم ہو ـــــ نواب شہریار خان کی بیٹی بانو ـــــ
دونوں ہاتھ اوپر کر لو ـــــ جلدی" ـــــ ورتھا نے اس بار
طنزیہ لہجے میں کہا۔
"کیوں کر لوں اوپر ہاتھ ـــــ ایک تو تم نے میری کار چوری کی
ہے ـــــ اوپر سے رعب بھی جما رہی ہو" ـــــ بانو نے
بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔
لیکن دوسرے ہی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور بانو بے اختیار
چیخ کر ایک طرف ہٹی۔ گولی اس کے کان کے پاس سے سائیں
کرتی ہوئی نکل گئی تھی۔
"میں کہتی ہوں کہ ہاتھ اٹھاؤ ـــــ ورنہ دوسری گولی کھوپڑی
میں گھسے گی" ـــــ ورتھا نے چیختے ہوئے کہا اور اس بار

نہ چاہنے کے باوجود لاشعوری طور پر بانو کے دونوں ہاتھ فضا میں
اُٹھتے چلے گئے۔
"شاباش! ـــــ اب چٹان کی طرف رُخ پھیر لو ـــــ میں
صرف تمہاری تلاشی لوں گی ـــــ اگر تم نے مڑ کر دیکھنے کی کوشش
کی تو پشت میں گولی مار دوں گی" ـــــ ورتھا نے کار کی اوٹ
سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور بانو نے مڑ کر چٹان کی طرف منہ کر لیا۔ لیکن
دوسرے لمحے اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور اس کا چہرہ چٹان
سے ٹکرایا۔ اچانک اس کی کھوپڑی پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔
اس نے چوٹ کھا کر تیزی سے مڑنے کی کوشش کی لیکن دوسرے
لمحے ایک اور ضرب اس کی کھوپڑی پر پڑی اور بانو کے حلق سے
خرخراہٹ کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کھوپڑی میں جیسے
یکلخت سورج سا طلوع ہوا اور پھر اندھیرے کی سیاہ چادر سی
پھیلتی چلی گئی۔

"ہیلو — ہیلو — جینی کولینز کالنگ ایچ۔ پی۔ اوور" — جینی کولینز نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہی تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس — ایچ۔ پی سپیکنگ۔ اوور" — چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سر! — میں جینی کولینز ایس ایجنٹ تھری زیرو بول رہی ہوں۔ اوور" — جینی نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ اوور" — دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا گیا۔ شاید اس کی آواز کو دوسری طرف سے چیک کیا جا رہا تھا۔

"باس! — یہاں انتہائی عجیب صورت حال پیدا ہو گئی ہے" جینی نے کہنا شروع کیا اور پھر شروع سے آخر تک ساری تفصیلات

بتا دیں۔

"تو تمہیں اس عمران کے ساتھیوں نے اچانک رہا کر دیا بغیر کچھ کہے۔ اوور" — ایچ۔ پی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس! — اس حبشی نے مجھ سے کہا کہ قربانی ملتوی ہو گئی ہے اس لئے میں جا سکتی ہوں — چنانچہ میں اس عمارت سے باہر آ گئی — پہلے تو میں یہی سمجھی کہ میری نگرانی کرنے کے لئے مجھے رہا کیا گیا ہے — لیکن میں نے انتہائی چیکنگ کے باوجود کسی کو نگرانی پر نہ پایا تو میں یہاں اپنے خفیہ ہیڈ کوارٹر میں آ گئی ہوں۔ اوور" — جینی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ اصل کام ورتھا کر رہی ہے — اور تم ان کے لئے ناکارہ ہو — اب وہ ورتھا کو تلاش کریں گے اور اس سے اصل مشن معلوم کر لیں گے ویری بیڈ — یہ بہت برا ہوا ہے — پاکیشیا کے شوگران سے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں — اگر کے۔ ون پاکیشیا کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ لازماً اسے شوگران کے حوالے کر دیں گے۔ اوور" — ایچ۔ پی نے تیز لہجے میں کہا۔

"پھر کیا حکم ہے سر! — سر! — میری تجویز یہ ہے کہ میں ورتھا کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کر دوں — کیونکہ رپورٹ کے مطابق ورتھا نے جان کو ختم کر کے لیبارٹری کو تباہ کر دیا ہے — اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے اصل مشن میں کامیاب ہو چکی ہے — ورنہ وہ کبھی بھی جان کو ہلاک نہ

کرتی۔ اوور" ——— جیفی نے کہا۔

"تمہارا تجزیہ بالکل درست ہے ——— جان نے لازماً وہ پتھر ڈھونڈ نکالے ہوں گے جن میں کے۔ وَن موجود ہو گا ——— اور پھر اس نے ان پتھروں سے کے۔ وَن کو علیحدہ کرنے کا فارمولا بھی تلاش کر لیا ہو گا ——— اور اب ورتھا ——— عمران کے درمیان میں آجانے کے بعد نیا کھیل کھیلے گی ——— وہ بجائے وہیں ان پتھروں سے کے۔ وَن علیحدہ کرنے کے ان پتھروں کو براہ راست ہی کسی طرح ایکریمیا پہنچانے کی کوشش کرے گی ——— تمہارے پاس اب گروپ میں کتنے افراد موجود ہیں۔ اوور" ——— ایچ۔ پی نے کہا۔

"مین آدمی تو ختم ہو گئے ہیں ——— صرف یہاں ہیڈ کوارٹر میں چار افراد موجود ہیں۔ اوور" ——— جیفی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— ایک فون نمبر نوٹ کرو ——— اس نمبر پر آرتھر سے بات کرو اور آرتھر کو تم ایچ۔ پی کے الفاظ کہہ دینا ——— آرتھر پاکیشیا میں ہمارے روسیاہ کے ایک خفیہ گروپ کا انچارج ہے ——— میں اسے ابھی ہدایات دے دیتا ہوں ——— اب تم نے آرتھر سے مل کر ورتھا کو فوری طور پر تلاش کرنا ہے۔ اسے تلاش کر کے اس سے ان پتھروں کے متعلق معلومات حاصل کرنی ہیں ——— اور پھر یہ پتھر اس سے حاصل کر کے تم نے انہیں روسیاہی سفارت خانے میں پہنچا دینا ہے ——— یہاں بھی ایچ۔ پی کوڈ استعمال ہو گا ——— اس طرح وہ پتھر ہم تک

پہنچ کر محفوظ ہو جائیں گے ——— لیکن یہ سارا کام انتہائی تیز رفتاری سے ہو گا ——— ڈبل ایکشن میں ——— کیونکہ معمولی سی غفلت سے یا تو کے۔ وَن ایکریمیا کے ہتھے چڑھ جائے گا ——— یا پھر پاکیشیا اسے لے اڑے گا ——— اور یہ دونوں صورتیں ہی ہمارے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ اوور" ——— ایچ۔ پی کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"یہ آرتھر گروپ کی تیزی پر منحصر ہے باس! ——— کہ وہ کس طرح کام کرتا ہے۔ اوور" ——— جیفی نے کہا۔

"وہ انتہائی تیز لوگ ہیں اس کی فکر مت کرو ——— لیکن منصوبہ بندی ایسی ہونی چاہیئے کہ کام کم سے کم وقت میں مکمل ہو جائے ——— تم آرتھر کو ہیڈ کوارٹر بلا کر ساری تفصیلات اسے بتا دینا۔ وہ یہاں سے اچھی طرح واقف ہے اور انتہائی تیز ذہن کا مالک بھی ——— اس طرح تم دونوں جو منصوبہ بندی کرو گے وہ کامیاب رہے گی ——— لیکن تم اب مستقل طور پر نئے میک اپ میں رہو گی ——— اور تم نے ہر قیمت پر عمران اور سیکرٹ سروس سے بچ کر کام کرنا ہے ——— آرتھر کو عمران کے متعلق بتا دینا ——— وہ اسے جانتا ہے ——— اوور اینڈ آل" ——— ایچ۔ پی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ جیفی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور خود کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں اس کا ذہن عمران کے متعلق ہی سوچ رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ

یہ کیسا آدمی ہے جس سے روسیاہ کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا سربراہ ایچ۔ پی بھی خوفزدہ ہے اور ا... وہ سوچ رہی تھی کہ اس سے بڑی حماقت ہوتی۔ اگر اُسے عمران کے متعلق پہلے سے علم ہوتا تو وہ نواب شہریار خان کی حویلی میں بڑی آسانی سے اس کے سینے میں گولیاں اتار سکتی تھی۔ اسی لمحے اس کے ذہن پر اچانک بانو کی تصویر ابھری تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ ہاں! ـــ بانو کا میک اپ ـــ بالکل ٹھیک ـــ مجھے بانو کا میک اپ کرنا چاہیئے ـــ اس طرح نہ صرف عمران سے محفوظ رہ سکوں گی ـــ بلکہ مشن کے خاتمے کے بعد اسی میک اپ میں عمران سے بھی آسانی سے انتقام لیا جا سکتا ہے" ـــ جینی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اس طرح کندھے اُچکائے جیسے وہ اپنے اس ارادے کو حتمی فیصلے کا درجہ دے چکی ہو۔

اس کے بعد اس نے جلدی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھینچا اور رسیور اٹھا کر ایچ۔ پی کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ آرتھر فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنسی" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ کاروباری ہی تھا۔

"آرتھر سے بات کراؤ ـــ ایک اہم کاروباری معاملہ ہے" ـــ جینی نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ اپنا نام و پتہ اور فون نمبر نوٹ کرا دیں ـــ باس ایک ضروری میٹنگ میں مصروف ہیں ـــ جیسے ہی فارغ ہوں گے ـــ میں آپ کو فون کر کے ان سے بات کرا دوں گی" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ـــ اٹ از ایمرجنسی ـــ تم فوراً بات کراؤ ـــ جلدی۔ ورنہ تمہاری فرم کا تختہ ہو جائے گا ـــ سمجھیں" ـــ جینی نے غصے سے حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــ ہولڈ کریں ـــ میں باس سے بات کرتی ہوں" ـــ دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی نے گھبرا کر کہا وہ شاید ایمرجنسی اور جینی کے لہجے سے گھبرا گئی تھی۔

"یس آرتھر سپیکنگ ـــ کون بول رہی ہے" ـــ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مسٹر آرتھر! ـــ میں جینی کولینز بول رہی ہوں ـــ ایچ۔ پی سے بات ہو گئی ہو گی تمہاری" ـــ جینی نے تحکمانہ لہجے میں کہا کیونکہ بہرحال ایچ۔ پی نے اُسے ہی اس گروپ کا باس بنایا تھا۔

"اوہ یس میڈم! ـــ ابھی چند لمحے پہلے ہوئی ہے ـــ حکم میڈم" ـــ آرتھر کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"آرتھر! ـــ تم گلشن کالونی کی کوٹھی نمبر ننانوے میں آ جاؤ ـــ دروازے پر ایچ۔ پی کا نام لے دینا ـــ تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا" ـــ جینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پریس کیا۔ دوسرے

لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
"جانسن!—— ابھی ایک آدمی آئے گا—— کوڈ ایچ۔ پی ہوگا
اُسے فوراً میرے پاس لے آنا"—— جینی نے اندر آنے والے
نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس میڈم"—— جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سلام کر کے
واپس مڑ گیا۔
پھر تقریباً دس منٹ کے بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا
لیکن سمارٹ جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کے پیچھے
جانسن اندر داخل ہوا۔
"میرا نام آرتھر ہے میڈم"—— نوجوان نے اندر داخل ہوتے
ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"اوہ یس—— تم ان—— ادھر کرسی پر بیٹھ جاؤ"—— جینی
نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جانسن سے مخاطب ہو کر کہا
"جانسن!—— مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے"—— جینی نے تحکمانہ
لہجے میں کہا۔
"یس میڈم"—— جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس
مڑ کر باہر نکل گیا اور دروازہ بند کر دیا۔
جینی نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں آرتھر"—— ؟ جینی نے پوچھا
"خاصا بڑا گروپ ہے میڈم!—— لیکن ہم کسی خاص موقعہ

پر ہی ایکشن میں آتے ہیں ورنہ نہیں—— کیونکہ ہم یہاں کی سیکرٹ سروس
کے ساتھ ساتھ ایکریمین ایجنٹوں کے سامنے بھی ظاہر نہیں ہونا چاہتے"۔
آرتھر نے جواب دیا۔
"اوکے—— اب ساری باتیں غور سے سن لو—— انتہائی اہم
مشن درپیش ہے اور ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے اس مشن کو مکمل
کرنا ہے ورنہ روسیاہ نقصان میں چلا جائے گا اور یہ نقصان ایسا ہو گا
جس کا مداوا نہ ہو سکے گا"—— جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور
پھر اس نے شروع سے لیکر اب تک کی صرف ضروری تفصیلات
آرتھر کو بتا دیں اور ساتھ ہی اس نے عمران سے ٹکراؤ کا ذکر بھی کر دیا۔
"اوہ!—— یہ تو واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے میڈم!—— عمران کی
عادت میں جانتا ہوں وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے
اور ایچ۔ پی کا خیال درست ہے کہ ورتھا ہی اب اس سارے مشن میں
مرکزی کردار ادا کر رہی ہے—— چنانچہ سب سے پہلے ہمیں ورتھا
کو ٹریس کرنا ہے"—— آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"تمہارے ذہن میں ورتھا کو تلاش کرنے کا کوئی لائحہ عمل موجود
ہے"—— جینی نے بغور آرتھر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"میرے گروپ کو اس سلسلے میں فوری کام کرنا ہو گا—— ورتھا کے
بارے میں سرکاری طور پر ہمارے پاس تفصیلات موجود ہیں اور اس
کے یہاں ممکنہ ساتھیوں کے بارے میں بھی ہم جانتے ہیں اس لئے مجھے
یقین ہے کہ ہم فوری طور پر ورتھا کو تلاش کر لیں گے"—— آرتھر نے کہا۔
"ٹھیک ہے—— تم ورتھا کو تلاش کر کے اُسے کسی ایسی جگہ پہنچا دو

جہاں اس سے تمام معلومات حاصل کی جا سکیں ـــــ یہ معلومات میں خود حاصل کر دوں گی" ـــــ جینی نے کہا۔

"او۔کے میڈم! ـــــ میں ابھی جا کر کام شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم چند گھنٹوں کے اندر ہی ورتھا کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ـــــ آرتھر نے اُٹھتے ہوئے کہا اور جینی کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

آرتھر کے جانے کے بعد جینی کچھ دیر تک بیٹھی سوچتی رہی پھر اُسے خیال آیا کہ آرتھر کے مطابق اگر عمران انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے تو پھر ورتھا کی تلاش کے لئے کیوں نہ عمران کی نگرانی کی جائے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اُسے عمران کی کسی رہائش گاہ کا علم نہ تھا اس لئے اس نے کافی دیر تک سوچ بچار کرنے کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ اُسے عمران کے پیچھے بھاگنے کی بجائے ورتھا کی تلاش پر ہی انحصار کرنا چاہیئے البتہ یہ فیصلہ اس نے ضرور کر لیا تھا کہ مشن کے اختتام کے بعد وہ عمران کو سبق ضرور سکھائے گی۔

درد کی شدید لہر نے بانو کو ہوش میں آنے پر مجبور کر دیا تھا اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ اس کا جسم بندھا ہوا تھا اور وہ اُٹھنے سے معذور تھی۔

"تمہیں ہوش آ گیا بانو" ـــــ اسی لمحے ورتھا کی آواز سنائی دی اور بانو نے چونک کر سر گھمایا تو اُسے اپنے قریب ہی ورتھا کھڑی نظر آئی۔

"تم نے میرے سر پر ضرب کیوں لگائی ـــــ تم نے تو کہا تھا کہ صرف تلاشی لو گی" ـــــ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــ کیا تم واقعی اتنی سادہ سی لڑکی ہو ـــــ حالانکہ میرا خیال ہے کہ عمران کی ساتھی ہونے کی وجہ سے تم بھی عمران کی طرح

عیار لڑکی ہو گی ——— بہر حال اب تم یہ بتاؤ گی کہ تم میرے پیچھے آنے سے پہلے عمران کو کہاں چھوڑ آئی ہو" ——— ورتھا نے کرخت لہجے میں کہا۔

" اس سے تو میں نمٹوں گی ——— اس نے مجھے اچانک کار سے نیچے اتار دیا اور خود چلا گیا ——— لیکن تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے ایک تو تم نے میری کار چوری کر لی ——— پھر مجھے باندھ بھی دیا" بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ عمران کو معلوم نہیں ہے کہ تم میرے پیچھے آئی ہو" ——— ورتھا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" اسے کیا معلوم ——— وہ تو چلا گیا تھا" ——— بانو نے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ ورتھا کوئی جواب دیتی اچانک ایک سائیڈ سے ایسی آواز سنائی دی جیسے دو بلیاں آپس میں لڑ پڑی ہوں اور ورتھا تو یہ آواز سنتے ہی چونک کر مڑی، جب کہ بانو کے حلق سے یکلخت ڈری ڈری سی چیخ نکل گئی۔

" یہ ——— یہ کیا ہے" ——— بانو نے خوفزدہ لہجے میں کہا لیکن ورتھا نے اسے جواب نہ دیا۔

بانو نے گردن موڑ کر دیکھا تو ورتھا ایک کونے کی طرف بڑھ رہی تھی اور اب بانو نے پہلی بار اس جگہ کا جائزہ لیا۔ کیونکہ اب تک اس کا ذہن ہی اس طرف نہ گیا تھا۔ وہ ایک بڑی سی غار میں پڑی ہوئی تھی۔

اسی لمحے بانو نے غار کی ایک سائیڈ میں پتھروں کا ایک ڈھیر سا

دیکھا۔ یہ ڈھیر غار کی چھت تک چلا گیا تھا۔ گو یہ عام سے پتھر تھے لیکن انہیں اس طرح سیٹ کر کے رکھا گیا تھا جیسے وہ عام پتھر نہ ہوں بلکہ ہیرے جواہرات ہوں۔

" یس ورتھا اٹنڈنگ۔ اوور" ——— اسی لمحے ورتھا کی آواز بانو کے کانوں میں پڑی اور بانو بے اختیار گردن موڑ کر اس کونے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ کیونکہ ورتھا کے اوور کہنے سے وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ کوئی ٹرانسمیٹر کال ہے۔

" آر۔ ایس۔ ون ——— کیا پوزیشن ہے ——— ابھی تمہاری ایمرجنسی کال آئی تھی۔ اوور" ——— ایک بھاری لیکن انتہائی کرخت آواز غار میں گونج اٹھی۔

" لیکن مجھے بتایا گیا تھا کہ آر۔ ایس۔ ون کل سے پہلے اٹنڈ نہیں کر سکتا ——— پھر یہ اتنی جلدی ہی کال ——— اوور" ——— ورتھا کا لہجہ بھی سخت ہو گیا تھا۔

" اوہ یس ——— میں ایک اہم مشن پر گیا تھا لیکن خلاف توقع واپسی ہو گئی اور میں نے سوچا کر کال کر لوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے وضاحتی لہجے میں جواب دیا گیا۔

" میں اس وضاحت سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے سپیشل کوڈ دوہرایا جائے۔ اوور" ——— ورتھا نے کہا۔

" او۔ کے ——— اصول کے مطابق تم صحیح کہہ رہی ہو ——— سپیشل کوڈ ——— این۔ آر سکائی۔ سیون لینڈنز۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس بار ورتھا کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— مجھے یقین ہے کہ آپ ناراض نہیں ہوئے ہوں گے ——— کیونکہ حالات ایسے ہیں کہ میرا ہر لحاظ سے مطمئن ہونا ضروری تھا۔ اوور" ——— ورمھا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اب کال کا مقصد بتاؤ۔ اوور" ——— دوسری طرف سے اس بار سرد لہجے میں کہا گیا اور جواب میں ورمھا نے تفصیل سے سارے حالات بتا دیئے۔

"اوہ! ——— یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے ——— وہ وِن سٹونز کہاں ہیں۔ اوور" ——— آر۔ ایس۔ ون نے پوچھا۔

"یہ اس مخصوص غار میں ہیں جو ہمارا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ صرف جان اور میں اس سے واقف ہوں اس لئے یہ محفوظ ہیں لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور جینی کولینز بھی کام کر رہی ہے ——— جب کہ ان پتھروں سے وِن کی علیحدگی کا کام خاصا لمبا ہے اس کے لئے طویل وقت بھی چاہیئے اور لیبارٹری بھی ——— گو میں نے جان سے مل کر دارالحکومت میں ایک خفیہ لیبارٹری تیار کر لی تھی تاکہ ان پتھروں کو وہاں منتقل کر کے ان سے وِن علیحدہ ہو سکے ——— لیکن اب جو حالات ہیں ایسی صورت میں ان پتھروں کو شہر منتقل کرنا خطرے سے خالی نہیں ——— اس لئے ہمیں فوری طور پر کوئی نیا لائحہ عمل تیار کرنا ہو گا۔ اوور" ——— ورمھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ پتھر کتنی تعداد میں ہیں۔ اوور" ——— آر۔ ایس۔ ون نے پوچھا۔

"یہ خاصی بڑی تعداد میں ہیں ——— ان کا وزن تقریباً دو ٹن کے برابر ہو گا۔ اوور" ——— ورمھا نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— یہ تو بہت بڑی تعداد ہے ——— اس کو تو منتقل کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے ——— اس کا تو یہی حل ہے کہ اسی غار میں کام کر کے ان میں سے وِن علیحدہ کیا جائے لیکن یہ کام لیبارٹری کے بغیر نہیں ہو سکتا ——— اور یقیناً وہ عمران اور سیکرٹ سروس اب تمہارے پیچھے ہو گی ——— اس لئے اب آخری صورت یہی رہ گئی ہے کہ تم کچھ عرصہ کے لئے اس غار کو بند کر کے غائب ہو جاؤ تاکہ تمام پارٹیاں تمہاری تلاش میں سر ٹکرا ٹکرا کر تھک جائیں ——— اس کے بعد باقی کارروائی کی جائے۔ اوور" ——— آر۔ ایس۔ ون نے کہا۔

"نہیں باس! ——— جہاں تک میں نے یہاں کے حالات دیکھے ہیں ——— یہ غار زیادہ عرصے تک نہیں چھپ سکتی ——— ہمیں فوراً ان پتھروں کو کسی محفوظ جگہ منتقل کرنا ہو گا ——— آپ کی کال کے بعد ایک نئی صورت حال پیدا ہوئی ہے ——— میرا خیال ہے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اوور" ——— ورمھا نے کہا۔

"وہ کیا ہے۔ اوور" ——— آر۔ ایس۔ ون نے چونکتے ہوئے پوچھا اور جواب میں ورمھا نے بانو کے متعلق تفصیلات بتائیں اور ساتھ ہی بانو کے کار کے پیچھے یہاں تک پہنچنے کا بھی بتا دیا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔ ویری گڈ ! ۔۔۔ یہ تو واقعی انتہائی شاندار موقع ہے ۔۔۔ تم نے بتایا ہے کہ نواب شہریار خان کی حویلی ان پہاڑیوں کے عقبی طرف ہے اور بانو اس کی اکلوتی لڑکی ہے تم اپنی کسی ایجنٹ کو بانو کے میک اپ میں لے آؤ ۔۔۔ اور پھر ہماری ایجنٹ بانو کے روپ میں حویلی پر قبضہ کرے اور مخصوص آدمیوں کے ذریعے ان پتھروں کو اس غار سے نکال کر نواب شہریار خان کی حویلی میں منتقل کر دیا جائے اس طرح یہ روسیاہی اور مقامی سیکرٹ سروس کی زد سے بالکل محفوظ ہو جائیں گے ۔۔۔ وہاں سے انہیں آسانی سے لیبارٹری تک منتقل کیا جا سکتا ہے ۔ اوور"۔ آر۔ ایس۔ ون نے جوشیلے اور جذبات بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں خود بانو کا روپ دھار سکتی ہوں ۔۔۔ کیونکہ اس کا قد و قامت بالکل میرے جیسا ہے ۔۔۔ اور اس کے روپ میں عمران کو بھی آسانی سے چکر دیا جا سکتا ہے ۔ اوور" ۔۔۔ ورمتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ! ۔۔۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ سب سے زیادہ شاندار ترکیب ہے ۔۔۔ لیکن بانو پر ہاتھ سوچ سمجھ کر ڈالنا ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ عمران نے تمہاری تلاش کے لئے اسے چارہ بنایا ہوا ہو۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے ۔۔۔ اس طرف سے مار دیتا ہے جدھر سے توقع بھی نہیں ہوتی ۔ اوور" ۔۔۔ آر۔ ایس۔ ون نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس ! ۔۔۔ میں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ یہ مشن مکمل ہو جائے اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ میں عمران کے جسم میں اتنی گولیاں مار دوں گی کہ اس کا ایک ایک ریشہ علیحدہ ہو جائے گا ۔ اوور" ۔۔۔ ورمتھا نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم مجھے کب رپورٹ دو گی ۔۔۔ کیونکہ حالات توقع سے زیادہ نازک ہو چکے ہیں ۔۔۔ اس لئے اب تم نے مجھے ہر قدم پہ رپورٹ دینی ہے ۔ اوور" ۔۔۔ آر۔ ایس۔ ون نے سخت لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ جب یہ پتھر نواب شہریار خان کی حویلی میں منتقل ہو جائیں گے ۔۔۔ تب میں رپورٹ دونگی اور اس میں زیادہ سے زیادہ ایک دو روز ہی لگیں گے" ۔۔۔ ورمتھا نے کہا اور پھر دوسری طرف سے او۔ کے اینڈ اوور اینڈ آل کا سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا کیونکہ اب کونے میں سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

بانو خاموش پڑی یہ ساری گفتگو سنتی رہی اور اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ جسے عام سا سلسلہ سمجھ رہی تھی یہ عام نہیں ہے۔ بلکہ یہ انتہائی گہری سازش ہے ۔۔۔ اور اس سازش میں سپر طاقتوں کے ایجنٹ ملوث ہیں ۔۔۔ اس گفتگو سے اس نے جو اندازہ لگایا تھا اس سے اُسے پتہ چل گیا تھا کہ ورمتھا ایکریمین ایجنٹ ہے۔ جب کہ جینی روسیاہی ایجنٹ ہے ۔۔۔ اور سارا سلسلہ انہی پتھروں کے متعلق ہی ہے ۔۔۔ اور عمران کا تعلق نہ صرف مقامی

سیکرٹ سروس سے ہے ۔۔۔ بلکہ عمران دونوں سپر طاقتوں کی نظروں میں انتہائی اہمیت بھی رکھتا ہے ۔۔۔ وہ اس سے بیحد خوفزدہ ہیں ۔۔۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اب اس سلسلے میں عمران کی پوری مدد کرے گی ۔۔۔ کیونکہ بہرحال پاکیشیا بھی تو اس کا اپنا ملک ہے ۔۔۔ اور ویسے بھی وہ فارغ رہ رہ کر اب بور ہو چکی تھی ۔

" ہاں تو مس بانو ! ۔۔۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔۔۔ کیونکہ اب مس بانو میں خود بنوں گی ۔۔۔" ورتھا نے اس کے قریب آتے ہوئے انتہائی سرد اور سفاکانہ لہجے میں کہا ۔

" سنو ورتھا ! ۔۔۔ میرا تمہارے ان سارے دھندوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔۔۔ میں تو ایک عام سی گھریلو لڑکی ہوں ۔ اور عمران سے بھی میرا کوئی تعلق نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ عمران سے میری واقفیت کو بھی ابھی ایک دو روز ہوتے ہیں اس سے پہلے تو میں اُسے جانتی تک نہیں تھی ۔۔۔ اس لئے کیا ایسا ہی ہو سکتا کہ تم مجھے قتل نہ کرو ۔۔۔ اس کے بدلے میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کا وعدہ کرتی ہوں ۔۔۔ تمہیں ان پتھروں کو منتقل کرنے کا مسئلہ درپیش ہے ۔۔۔ یہ کام میں آسانی سے کرا سکتی ہوں " ۔۔۔ بانو نے بڑے نرم لہجے میں کہا ۔

" وہ کس طرح ۔۔۔ مجھے بھی تو کچھ پتہ چلے " ۔۔۔ ورتھا نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

" وہ اس طرح کہ ان پہاڑیوں کے عقب میں ہماری حویلی ہے اور ان پہاڑیوں میں ایک ایسی قدرتی لیکن خفیہ سرنگ موجود ہے جس کے

ذریعے کسی کے نوٹس میں لائے بغیر یہ پتھر حویلی تک پہنچائے جا سکتے ہیں ۔۔۔ اور پھر حویلی کے ذاتی ٹرک میں انہیں لدوا کر جہاں تم چاہو ۔ انہیں پہنچایا جا سکتا ہے ۔۔۔ اس ٹرک کو کوئی چیک نہیں کر سکتا ۔۔۔ اباجان کا نام ہی اس پر لکھا ہوا کافی ہوتا ہے " ۔۔۔ بانو نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم رہا ہوتے ہی مجھے بھی پکڑوا دو ۔۔۔ اور یہ پتھر بھی عمران کے قبضے میں چلے جائیں " ۔۔۔؟ ورتھا نے کہا ۔

" بانو جو کہتی ہے ۔۔۔ وہ پورا بھی کرتی ہے ۔۔۔ تم بے فکر رہو " بانو نے اُسے یقین دلاتے ہوئے کہا ۔

" اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی گھریلو لڑکی ہو ۔۔۔ ورنہ تم اتنی آسانی سے وہ سب کچھ نہ بتا دیتیں جو میں معلوم کرنا چاہتی تھی ۔ لیکن مس بانو ! ۔۔۔ مجبوری یہ ہے کہ تمہاری موت ہی میرے لئے ضمانت ہے " ۔۔۔ ورتھا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا ۔

" سنو سنو ! ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ مجھے مت مارو ۔۔۔ تم مجھے یہیں قید بھی کر سکتی ہو " ۔۔۔ بانو نے خوفزدہ لہجے میں کہا ۔

" یہ جگہ ہمارا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے ۔۔۔ اس لئے تمہارا یہاں رہنا ہمارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے اس لئے موت بہرحال تمہاری مقدر ہے ۔۔۔ لیکن میرے خیال میں پہلے میں تمہارا میک اپ کر لوں ۔۔۔ اس کے بعد تمہیں مرنا چاہیئے ۔ کیونکہ مرنے

کے بعد تمہارا رنگ بدل جائے گا ـــــ اور میں نہیں چاہتی کہ میر
میک اپ میں معمولی سا فرق بھی آئے" ـــــ ورتھا نے کہا اور پھ
تیز تیز قدم اٹھاتی وہ غار کے ایک کونے کی طرف بڑھ گئی۔

"اوہ ـ میک اپ باکس تو موجود نہیں ہے" ـــــ دوسر
لمحے ورتھا کی آواز غار کے کونے سے ابھری اور پھر وہ واپس با
کی طرف آ گئی۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے میک اپ باکس جا کر شہر سے لے آنا ہو
تب تک تم یہیں رہو گی" ـــــ ورتھا نے کہا اور پھر وہ غار ک
دہانے کی طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد بانو کو محسوس ہوا کہ غار میں اندھیرا سا پھیل گیا
وہ سمجھ گئی کہ ورتھا نے باہر سے غار کا دہانہ بند کر دیا گیا ہو گا۔ لیک
یہ پوری طرح بند نہ ہوا ہو گا اس لئے ہلکی ہلکی روشنی بہر حال موجو
تھی۔ بانو جانتی تھی کہ سپیشل لاک کی وجہ سے ورتھا کار نہ چلا
گی۔ اس لئے لازماً وہ واپس آئے گی اور اس وقت تک اُسے
آزاد ہو جانا چاہیئے ـــــ لیکن کس طرح ـــــ؟ اس کا جسم تو رسیو
سے بندھا ہوا تھا۔ بانو نے بہرحال کوشش شروع کر دی اس
اپنے بندھے ہوئے جسم کو کروٹ بدل کر الٹا کیا اور پھر اپنی ٹانگیں
اپنے سر کی طرف موڑنی شروع کر دیں۔ رسیاں اس طرح بندھی ہو
تھیں کہ وہ پشت کے بل لیٹے ہوئے ٹانگیں نہ سکیڑ سکتی تھی۔ لیک
الٹا ہونے کے بعد ٹانگیں الٹی طرف کو سکیڑی جا سکتی تھیں۔ ا
کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے جیسے

اس کی ٹانگیں مڑ کر اس کی پشت کے درمیان پہنچیں۔ بانو نے ہاتھوں
سے ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسیاں ٹٹولنا شروع کر دیں اور چند لمحوں
بعد وہ پنڈلیوں پر بندھی ہوئی گانٹھ ٹٹولنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس
نے جلد ہی سے پتلی انگلیوں کی مدد سے گانٹھ کو کھولنا شروع کر دیا اور
چند لمحوں میں ہی وہ گانٹھ کھولنے میں کامیاب ہو گئی۔

گانٹھ کھلتے ہی رسی پنڈلیوں پر ڈھیلی پڑ گئی اور بانو نے جلدی
سے کروٹیں بدلنی شروع کر دیں اس طرح رسی کے بل کھلتے چلے
گئے۔ چونکہ ایک ہی رسی سے اُسے باندھا گیا تھا اس لئے چند لمحوں
میں ہی اس کا نچلا دھڑ رسیوں کی بندش سے آزاد ہو چکا تھا۔
دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اب صرف اس کے ہاتھ ہی
پشت پر بندھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی رسی اوپر والے جسم پر
موجود تھی۔

بانو کے کھڑے ہوتے ہی اوپر والے جسم پر بھی رسی قدرے ڈھیلی
پڑ گئی۔ اس کا ایک سرا نیچے زمین پر لٹک رہا تھا۔ بانو نے اس سرے
پر اپنا پیر رکھا اور پھر کسی لٹو کی طرح اس نے گھومنا شروع کر دیا اس
طرح گھومنے سے اوپر والے جسم سے بھی اس رسی کے بل کھل گئے
اور اب صرف ہاتھ بندھے ہوئے رہ گئے تھے۔ اور وہ بھی کھل جاتے
اگر کلائیوں کے گرد گانٹھ نہ بندھی ہوتی۔

اسی لمحے اُسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی
دی اور بانو انتہائی پھرتی سے اچھلی اور اس نے ٹانگیں سکوڑ کر
اپنے ہاتھ پیروں کے نیچے سے نکال کر آگے کر لئے وہ چونکہ ورزش کی

عادی تھی اور پھر اس نے باقاعدہ مارشل آرٹ کی تربیت لی ہوئی تھی اس لئے ظاہر ہے یہ اس کے لئے معمولی کام تھا۔ دونوں بازو تو اس کے ضرور مڑ گئے تھے لیکن اس کے ہاتھ اب پشت کی بجائے سامنے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے جسم کو تیزی سے نیچے کی طرف جھکایا اور ساتھ ہی بازوؤں کو اور زیادہ موڑ کر کلائیاں اوپر کیں۔ دوسرے لمحے اس کے دانت گانٹھ تک پہنچ گئے اور اس نے جلدی جلدی دانتوں کی مدد سے گانٹھ کھولنی شروع کر دی۔

اسی لمحے غار میں اجالا ہو گیا اور بانو سمجھ گئی کہ ورتھا نے غار کا دھانہ کھول دیا ہے۔ بانو تیزی سے ایک کونے میں ہٹتی چلی گئی اور پھر جب ورتھا غار کے اس حصے میں داخل ہوئی جہاں بانو موجود تھی تو اسی لمحے بانو بھی گانٹھ کھول کر اپنے دونوں ہاتھ آزاد کرنے میں کامیاب ہو گئی

"اوہ! ___ تو تم آزاد ہو گئی ___ کمال ہے" ___ ورتھا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں نجانے کہاں سے پستول نمودار ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے اس کا رخ بانو کی طرف ہی تھا۔ ورتھا کے انداز میں اطمینان تھا۔ شاید اسے یقین تھا کہ بانو اس کا مقابلہ کسی طرح بھی نہیں کر سکتی۔

"ہاں ___ میں بندھے بندھے تنگ آ گئی تھی ___ اس لئے میں نے کوشش کی اور میری کوشش کامیاب ہو گئی" ___ بانو نے سر ہلاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"چلو ___ کوئی بات نہیں ___ گو لی اس بات کا فرق ملحوظ نہیں

رکھتی کہ اس کا شکار بندھا ہوا ہے یا نہیں" ___ ورتھا نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کی انگلی ٹریگر کی طرف بڑھنے لگی۔

"رک جاؤ ___ پہلے تو تم کہہ رہی تھی کہ میک اپ سے پہلے نہیں مارو گی" ___ بانو نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بندھی ہوئی تھی ___ لیکن اب تمہیں مہلت دینا حماقت ہے ___ لیکن ہاں! ___ تمہاری کار سٹارٹ نہیں ہو رہی۔ اور یہ اچھا ہوا کہ سٹارٹ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے واپس آنا پڑا۔ ورنہ تم نکل جاتی" ___ ورتھا نے جواب دیا۔

"میں نے اسے سپیشل لاک کر دیا تھا ___ اب سوائے میرے اور کوئی اسے سٹارٹ نہیں کر سکتا ___ لیکن اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے مارو گی نہیں ___ تو میں اس کا سپیشل لاک کھول دیتی ہوں۔ یقین کرو میں تمہارے ساتھ پورا پورا تعاون کروں گی" ___ بانو نے کہا۔

"اوکے! ___ چلو دھانے کی طرف" ___ ورتھا نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا اور بانو سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی۔ ورتھا بڑے محتاط انداز میں کھڑی تھی۔ لیکن بانو نے جو حرکت کی وہ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھی۔ جیسے ہی بانو ورتھا کے سامنے سے گزری وہ ایک جھٹکے سے منہ کے بل زمین پر گری جیسے اس کا پھسل گیا ہو اور دوسرے لمحے ورتھا چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل جا گری ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ بانو نے نیچے گرتے ہی دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے اور پھر اس کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے اوپر اٹھی تھیں اور اس طرح وہ پلک جھپکنے میں ورتھا کے جسم پر ضرب لگا کر

اُسے پُشت کے بل نیچے گرانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ لیکن اُسے اچھالنے کے بعد وہ اپنے طور پر تو تیزی سے اٹھی تھی لیکن ورمھا اُس سے زیادہ تیز نکلی۔ وہ نیچے گرتے ہی اس طرح اوپر کو اٹھی تھی جیسے اس کے بدن میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوں اور بانو ابھی پوری طرح سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ ورمھا کا جسم پوری قوت سے اس سے ٹکرا اور وہ چیختی ہوئی پشت کے بل زمین پر گری۔ ورمھا اس کے اوپر تھی۔ اس نے پھرتی سے دونوں گھٹنے جوڑ کر بانو کے پیٹ میں مارنے چاہے لیکن بانو بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلنے میں کامیاب گئی۔ اور ورمھا کے دونوں گھٹنے پوری قوت سے سخت زمین سے ٹکرائے اور ورمھا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور اس کے وہ ہاتھ جو اس نے بانو کے کندھوں پر جمائے ہوئے تھے یکلخت ہٹ گئے اور بانو کا لیٹا ہوا جسم یکلخت نیم دائرے کی صورت میں گھوما اور ورمھا بُری طرح چیختی ہوئی ایک دوسرے پر سیٹ کر رکھے ہوئے پتھروں سے جا ٹکرائی۔ پتھروں کی سیٹنگ اچانک زوردار دھکا لگنے سے خراب ہوئی تو دوسرے لمحے سارے پتھر دھڑا دھڑ ورمھا کے جسم کے اوپر بارش کی طرح گرنے لگے اور ورمھا کے حلق سے دبی دبی چیخیں نکلیں اور پھر نہ صرف اس کا پورا جسم ان پتھروں کے نیچے دب گیا بلکہ اس کی چیخیں بھی ڈوب گئی تھیں۔

بانو تیز تیز سانس لیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ تیزی سے ان پتھروں کے ڈھیر کی طرف لپکی جس کے نیچے ورمھا دب گئی تھی۔ بانو کو ورمھا کے لڑنے کا انداز دیکھ کر ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر وہ ا

پتھروں کے ڈھیر کے نیچے اسے نہ دیتی تو اسے شکست دینا بے حد مشکل تھا۔

بانو نے آگے بڑھ کر جلدی سے وہ پتھر ہٹائے تو ورمھا کا جسم پتھروں کے نیچے سے نکل آیا۔ ورمھا کا سر خاصا زخمی تھا اور وہ بیہوش تھی۔ پتھروں نے اس کے جسم کو بھی خاصا زخمی کر دیا تھا۔ بانو نے جلدی سے اس کی نبض چیک کی تو اُسے احساس ہوا کہ ورمھا واقعی شدید زخمی ہے اور اس کی حالت خطرے میں ہے۔ اگر اُسے فوری طور پر طبی امداد نہ دی گئی تو وہ مر بھی سکتی تھی۔ ایک لمحے کو تو بانو کو خیال آیا کہ وہ ورمھا کو مرنے دے کیونکہ وہ بھی تو اُسے مارنے پر تلی ہوئی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے سر جھٹک کر اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اسے بچپن سے ہی تربیت ملی تھی کہ انسان اگر زخمی ہو تو اس کی ہر صورت میں مدد کی جائے۔ چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ انسانیت اسی کا نام ہے اور پھر اس نے سوچا کہ اگر ورمھا مر گئی تو شاید عمران یقین نہ کرے کہ اُسے بانو نے ختم کیا ہے۔ وہ اُسے زندہ حالت میں عمران تک پہنچانا چاہتی تھی تاکہ عمران کو بھی معلوم ہو سکے کہ بانو میں بھی صلاحیتیں موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے جلدی سے جھک کر ورمھا کو گھسیٹ کر اٹھایا اور پھر ایک جھٹکے سے اُسے اپنی پشت پر لادا اور تیزی سے غار کے دھانے کی طرف بڑھنے لگی۔

"کیا مصیبت ہے ۔۔۔۔ میں اسی لئے اس نوکری سے تنگ آچکا ہوں کہ کوئی ڈھنگ کا کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا" ۔۔۔۔ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں

"یہ ڈھنگ کا کام نہیں ۔۔۔۔ تو اور کیسا ہوتا ہے ڈھنگ کا کا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ دا کار میں اکیلے تھے۔ ایکسٹو کی طرف سے ورتھا کی تلاش کا ملتے ہی جولیا نے تنویر کو اپنے ساتھ ہی رکھ لیا تھا۔

تنویر کی عادت تھی کہ وہ دن میں ایک بار ضرور جولیا سے آجاتا تھا۔ حالانکہ جولیا نے اُسے کئی بار سختی سے منع بھی کیا تھا تنویر باز ہی نہ آتا تھا۔ اور پھر جولیا بھی اس لئے خاموش تھی کہ تنویر نے کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کی تھی یا ایسے الفاظ نہ تھے جس سے اس کی کسی بُری نیت کی نشاندہی ہو سکتی۔ ب

آکر بیٹھتا۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا اور پھر جولیا کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے کی ایک پیالی پی کر واپس چلا جاتا۔ شاید تنویر کے لئے اتنا ہی کافی تھا اور اب تو جولیا بھی اس کی ٹائپ اچھی طرح جان گئی تھی اس لئے وہ بھی اس سے مزے لے لیکر باتیں کرتی۔

انہیں ورتھا کو تلاش کرتے ہوئے دو گھنٹے گذر گئے تھے جولیا نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہوٹل اور ریستوران چیک کرنے کے لئے کہا تھا۔ صدیقی۔ نعمانی اور خاور کے ذمے اس نے شاپنگ سنٹرز اور بڑے بازار تھے۔ جب کہ جولیا خود تنویر کو ساتھ لئے بڑی سڑکوں پر گشت کرتے ہوئے اُسے تلاش کر رہی تھی۔ لیکن دو گھنٹوں کی مسلسل گشت کے باوجود اب تک کوئی ایسی لڑکی انہیں نظر نہ آئی تھی جس پر انہیں ورتھا ہونے کا شک گذر سکتا۔ اس لئے تنویر اکتا گیا تھا۔

"یہ ڈھنگ کا کام ہے ۔۔۔۔ سڑکوں پر مارے مارے پھرتے رہو" ۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"شکر کرو کہ کار میں بیٹھے ہو ۔۔۔۔ ورنہ ایکسٹو تو یہ حکم بھی دے سکتا تھا کہ پیدل چل کر اُسے تلاش کیا جائے ۔۔۔۔ تب کیا کرتے" ۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی! ۔۔۔۔ وہ ایسا بھی کر سکتا ہے ۔۔۔۔ اُسے کون روک سکتا ہے" ۔۔۔۔ تنویر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ اور پھر اس نے ایک چوک پر پہنچتے ہی کار کو بریک لگا دی کیونکہ ٹریفک کی سُرخ بتی جل رہی تھی۔

"ارے یہ ورہتا تو نہیں ——— بالکل وہی حلیہ ——— ہوبہو وہی"۔ اچانک تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"کہاں ——— کہاں ہے وہ" ——— ؟ جولیا نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا۔

"وہ دیکھو! ——— وہ سامنے چوک کی دوسری طرف سپورٹس کار میں۔ وہ پچھلی سیٹ پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہے ——— اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں" ——— تنویر نے چوک کی دوسری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ——— بالکل تم نے صحیح شناخت کیا ہے ——— میرے خیال میں یہ بیہوش ہے ——— لیکن یہ کار چلانے والی لڑکی کون ہے۔ یہ تو مقامی لگتی ہے" ——— جولیا نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھا دی۔ کیونکہ بتی سبز ہو چکی تھی۔ اور پھر دونوں کاروں کا چوک کے تقریباً درمیان میں کراس ہوا۔ کیونکہ وہ مخالف سمتوں میں آ جا رہی تھیں۔

جولیا کا جی تو چاہ رہا تھا کہ یہیں چوک کے درمیان سے ہی اپنی کار موڑ لے۔ لیکن ٹریفک کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکتی تھی اور کاریں ایک دوسرے کو کراس کرتی ہوئی مخالف سمتوں میں بڑھ گئیں البتہ تنویر اب گردن موڑ کر پیچھے دیکھ رہا تھا۔

جولیا کو کافی آگے جا کر کار موڑنے کا موقع ملا۔ لیکن جب وہ مڑ کر دوبارہ چوک پر پہنچی تو بتی ایک بار پھر سرخ ہو چکی تھی۔ جولیا کو مجبوراً کار روکنا پڑی۔

"وہ تو نکل جائے گی ——— وہ سپورٹس کار ہے" ——— تنویر نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کے نمبر چیک کر لئے ہیں" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد بتی سبز ہوتے ہی اس نے کار آگے بڑھا دی۔ چوک کراس کر کے وہ کار کو انتہائی سپیڈ پر لے آئی اور تھوڑی دیر بعد اس نے سپورٹس کار کو دوبارہ چیک کر لیا۔

"کیا خیال ہے ——— اسے یہیں سے نہ اڑا لیں" ——— ؟ تنویر نے کہا۔

"نہیں ——— ہمیں صرف نگرانی کا حکم ملا ہے" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ جولیا کافی فاصلہ دے کر سپورٹس کار کا تعاقب کر رہی تھی۔

مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد جب سپورٹس کار کنگ روڈ پر پہنچ کر عمران کے فلیٹ کے سامنے رک گئی تو جولیا بری طرح چونک پڑی۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ ورہتا والی کار عمران کے فلیٹ کے سامنے رکے گی۔ اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کار کافی فاصلے پر روک دی۔

سپورٹس کار رکتے ہی اسے ڈرائیو کرنے والی خوبصورت لڑکی نیچے اتری اور پھر وہ بڑے مطمئن انداز میں فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پہلے بھی فلیٹ میں آتی جاتی رہی ہو اور جولیا بے اختیار دانت پیسنے لگی۔ اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ عمران جسے وہ پارسا سمجھتی تھی اتنا پارسا نہیں ہے اس کے اس

مقامی لڑکی سے ضرور تعلقات ہیں اور یہی بات جولیا کے دل کو آری کی طرح کاٹے جا رہی تھی۔

"مس جولیا! ـــــ یہ لڑکی کون ہے" ـــــ ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے بھی شائد یہی سوچا تھا۔

"ہوگی کوئی طوائف" ـــــ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور تنویر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی بیزاری کی گرد یکلخت غائب ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی واپس آتی دکھائی دی اور جولیا اور تنویر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے ساتھ سلیمان بڑے مودبانہ انداز میں نیچے آ رہا تھا۔ پھر سلیمان نے آگے بڑھ کر جلدی سے پچھلی نشست پر موجود ورتھا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ اور لڑکی اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"اوہ! ـــــ یہ تو کوئی خاص ہی چکر ہے ـــــ سلیمان بھی اس لڑکی سے کافی واقف معلوم ہوتا ہے" ـــــ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کی بات سن کر جولیا کا پہلے سے بگڑا ہوا چہرہ اور زیادہ بگڑنے لگ گیا۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گی" ـــــ جولیا نے یکلخت بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور پھر اسے سپورٹس کار کے پیچھے روک کر وہ تیزی سے اچھل کر نیچے اتری اور پھر دوڑتی ہوئی اس طرح سیڑھیاں چڑھنے لگی جیسے

اس کی کوشش ہو کہ وہ اڑ کر فلیٹ تک پہنچ جائے۔ وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر چڑھ رہی تھی۔ اور اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

جولیا کی حالت دیکھ کر تنویر کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب جولیا عمران کا لازماً حشر کر دے گی اور وہ عمران کا یہ حشر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا اس لئے وہ بھی کار سے اتر کر جولیا کے پیچھے لپکا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی جینی کولینز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس جینی سپیکنگ" ـــــ جینی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ـــ میں آرتھر بول رہا ہوں ـــ ہم نے ورتھا کو ٹریس کر لیا ہے" ـــ دوسری طرف سے آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"اچھا! ـــ کہاں ہے وہ" ـــ جینی کولینز نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میڈم! ـــ ہم نے اسے ایک سپورٹس کار میں چیک کیا ہے۔ اس کار کو ایک مقامی لڑکی چلا رہی تھی جب کہ ورتھا پچھلی سیٹ پر نیم دراز تھی ـــ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی ـــ جسم بھی زخمی معلوم ہوتا تھا اور یقیناً وہ بے ہوش تھی ـــ وہ لڑکی اسے کنگ روڈ کے ایک فلیٹ پر لے گئی ہے اس فلیٹ کا نمبر ۲۰۰ ہے

اور مادام! ـــ ایک اور کار بھی کچھ دیر بعد وہاں پہنچی ہے اس میں ایک غیر ملکی لڑکی اور ایک مقامی نوجوان اتر کر اوپر فلیٹ میں گئے ہیں ـــ اب آپ جیسا حکم کریں" ـــ آرتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"وہ یقیناً ورتھا کا کوئی خفیہ اڈہ ہو گا ـــ تم اس کی مکمل نگرانی کرو ـــ میں خود وہیں پہنچ رہی ہوں۔ اس کے بعد صورت حال جیسی ہو گی ـــ ویسا ہی حکم دوں گی" ـــ جینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے رسیور رکھ دیا اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے کنگ روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

کنگ روڈ پر پہنچ کر وہ ذرا سی آگے بڑھی تو ایک آدمی نے ہاتھ ہلا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا تو جینی نے کار روک دی۔

"مادام! ـــ باس آرتھر مجھے آپ کے لئے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ ورتھا کو پچھلی طرف سے ایک کار میں بٹھا کر کہیں خفیہ طور پر لے جایا گیا ہے ـــ ہمارے آدمیوں نے انہیں چیک کر لیا لیکن باس آرتھر آپ کو کال کر چکے تھے اس لئے اب وہ اس کار کے پیچھے گئے ہیں اور مجھے یہاں آپ کو اطلاع دینے کے لئے چھوڑ گئے ہیں" ـــ اس آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں لے گئے ہیں ـــ فلیٹ کے سامنے تو دونوں کاریں کھڑی ہیں" ـــ مادام نے چونکتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں مادام! ـــ شاید ابھی باس کی کال آجائے ـــ آپ کی کار میں ٹرانسمیٹر ہے تو اسے فوراً ہی فور تھری ایٹ پر فکس کر دیں۔ باس اسی فریکوئنسی پر کال کرے گا" ـــ آرتھر کے آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــ جینی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔ اب یہ فلیٹ تو اس کے لئے بے کار ہو گیا تھا اس لئے وہ کار آگے بڑھائے لئے گئی۔

جینی نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر پر آرتھر کے آدمی کی بتائی ہوئی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں اور جینی نے کار ایک طرف روکی اور ڈیش بورڈ کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ـ آرتھر کالنگ ـ اوور" ـــ بٹن پریس ہوتے ہی آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"جینی اٹنڈنگ یو ـ اوور" ـــ جینی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام! ـــ آپ کو میرے آدمی کا پیغام مل گیا ہے ـ ورتھا کو اس فلیٹ کے عقبی حصے سے ایک کار میں ڈال کر لے جایا جا رہا تھا کہ میرے آدمیوں نے چیک کر لیا ـ اوور" ـــ آرتھر نے کہا۔

"مجھے رپورٹ مل چکی ہے ـــ آگے بتاؤ ـ اوور" ـــ جینی نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام! ـــ ورتھا کو ایک کوٹھی میں لے جایا گیا ہے ـــ یہ کوٹھی زیرو روڈ پر واقع ہے ـ اوور" ـــ آرتھر نے بتایا۔

"اچھا تو میں وہیں آ رہی ہوں ـــ اوور اینڈ آل" ـــ جینی نے

کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار آگے بڑھا دی۔

جینی کو شہر کا نقشہ پوری طرح یاد تھا اس لئے تھوڑی ہی دیر بعد وہ زیرو روڈ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی ـ اس نے کار ایک سائیڈ پر جا کر روکی ہی تھی کہ نیلے رنگ کی ایک کار تیزی سے چلتی ہوئی اس کے قریب آ کر رکی ـ ڈرائیونگ سیٹ پر آرتھر موجود تھا۔

"اس عمارت میں ورتھا کو لے جایا گیا ہے" ـــ آرتھر نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ کوٹھی تو مجھے خالی لگ رہی ہے" ـــ جینی نے بغور اس رہائشی کوٹھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کار اسی کوٹھی میں گئی ہے" ـــ آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے کار میں موجود ورتھا کو خود دیکھا ہے" ـــ جینی نے یکلخت کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"خود تو نہیں دیکھا مادام! ـــ لیکن میرا اندازہ ہے کہ اس میں ورتھا موجود تھی ـــ کار کے شیشے مرکری تھے باہر سے اندر نظر نہ آتا تھا ـــ لیکن میں نے ایک عورت کی جھلک اس میں ضرور دیکھی تھی ـــ اور میرا اندازہ ہے کہ وہ ورتھا تھی" ـــ آرتھر نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ کار ایک طرف روک کر میرے ساتھ آؤ" ـــ جینی نے کہا اور آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی اور پھر وہ اسے سائیڈ میں روک کر نیچے اتر آیا ـ جینی بھی کار سے

نیچے اُتری اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جس کا پھاٹک کھُلا ہوا تھا اور اس کھُلے پھاٹک کو دیکھ کر جینی کو شک سا پڑا تھا کہ یہ کوٹھی خالی ہے کیونکہ اس نے یہاں ہر جگہ یہی دیکھا تھا کہ کسی رہائشی کوٹھی کا پھاٹک کبھی کھُلا نہیں رکھا جاتا۔

"کیا یہ پھاٹک شروع سے کھُلا ہوا تھا ____ یا اس کار کے لئے کھولا گیا تھا" ____ ؟ جینی نے پوچھا۔

"جب ہم یہاں پہنچے تو یہ کھُلا ہوا تھا ____ اور ورتھا والی کار اندر مُڑ رہی تھی" ____ آرتھر نے جواب دیا اور جینی نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد جینی اور آرتھر دونوں کوٹھی کے پھاٹک تک پہنچ گئے۔ جینی نے ایک لمحے کے لئے رُک کر باہر سے جائزہ لیا اور پھر اس نے آرتھر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور کوٹھی کے اندر داخل ہو گئی۔ کوٹھی باہر سے تو چھوٹی معلوم ہو رہی تھی لیکن وہ عمارت کے لحاظ سے چھوٹی تھی جبکہ اس کا خالی رقبہ کافی بڑا تھا۔

"یہاں پورچ میں تو کار نظر نہیں آ رہی" ____ جینی نے کہا۔

"کار سائیڈ میں مُڑ گئی تھی مادام ____ شائد ادھر گیراج بنا ہوا ہو گا" ____ آرتھر نے جواب دیا اور جینی خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔ لیکن ان کے اندر پہنچ جانے کے باوجود وہاں انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا اور جب جینی عمارت میں داخل ہوئی تو اس کا اندازہ

یقین میں بدل گیا کیونکہ واقعی عمارت خالی پڑی ہوئی تھی اور اندر ہر طرف گرد کی موٹی تہہ بتا رہی تھی کہ کوٹھی نہ صرف خالی ہے بلکہ کافی عرصے سے خالی پڑی ہوئی ہے۔ وہ تیزی سے گھوم کر جب سائیڈ سے ہوتی ہوئی اس کے عقبی طرف گئی تو اس نے لاشعوری طور پر ہونٹ بھینچ لئے جب کہ آرتھر یوں اچھلا تھا جیسے اس کے پیر میں اچانک کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ کیونکہ عقبی طرف بھی ایک پھاٹک موجود تھا جو سامنے والے پھاٹک کی طرح کھُلا ہوا تھا۔

"اوہ ____ اوہ تو وہ کار ادھر سے نکل گئی ____ اوہ! ____ مجھے تو اس کا تصور تک نہ تھا" ____ آرتھر نے کہا۔

"آرتھر! ____ یہ جاسوسی کا کھیل ہے ____ فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ کا کاروبار نہیں ہے ____ تمہیں پہلے ہی اس کا خیال رکھنا چاہیئے تھا" ____ جینی نے تلخ لہجے میں کہا اور واپس مُڑ گئی۔

"سوری میڈم! ____ دراصل مجھے اس کی توقع نہ تھی" ____ آرتھر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا اندازہ ہے کہ انہیں تمہاری نگرانی کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے تمہیں باقاعدہ ڈاج دیا گیا ہے اور وہ اس میں کامیاب رہے ہیں" ____ جینی نے کہا۔

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے مادام! ____ لیکن اب ہمیں اُسے پھر ٹریس کرنا ہو گا" ____ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں دوبارہ اُسی فلیٹ پر جانا ہوگا ـــــ اب وہیں سے ہی ورتھا کا کوئی کلیو مل سکتا ہے" ـــــ جینی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اُس کی کار واپس کنگ روڈ کی طرف بڑھنے لگی۔ لیکن کنگ روڈ پر پہنچتے ہی ڈیش بورڈ کے نیچے فٹ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں اُبھرنے لگیں اور جینی نے چونک کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ـــ آرتھر کالنگ ۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر پر آرتھر کی آواز اُبھری۔

"یس ـــ جینی اٹنڈنگ ۔ اوور" ـــــ جینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ آرتھر کی کار اُس کی کار کے عقب میں آ رہی تھی۔ اور اس کال کا کوئی مقصد اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا اس لئے آرتھر کی آواز سُن کر وہ حیرت زدہ ہو گئی تھی۔

"مادام! ـــ وہ سیاہ رنگ کی کار جو آپ کی کار سے آگے جا رہی ہے ـــ یہی وہ کار ہے جس میں ورتھا کو لے جایا گیا تھا ـــــ میں نے اس کے نمبر چیک کر لئے ہیں ۔ اوور" ـــ آرتھر کی آواز سنائی دی۔

جینی نے چونک کر اپنے آگے دوڑتی ہوئی کاروں کو دیکھا اور پھر اُسے سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی کار نظر آ گئی جس کے شیشے واقعی بلائنڈ تھے۔ اور ان شیشوں کے اندر نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ یہ کار ایک بائی روڈ سے نکل کر اس کے آگے دوڑ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے ـــ تم اسے چیک کرو ـــ شائد یہ فلیٹ کے

سامنے کی بجائے اسی خفیہ راستے پر چلے ـــ میں فلیٹ کے سامنے جاؤں گی ـــ اوور اینڈ آل" ـــ جینی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اور پھر واقعی جینی کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ سیاہ رنگ کی کار اچانک ایک سائیڈ گلی میں گھوم گئی۔ جینی اپنی کار آگے لے گئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ فلیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ فلیٹ کے سامنے ابھی تک وہ دونوں کاریں موجود تھیں۔ جینی نے کار ان کے قریب روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ فلیٹ کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی اس کے چہرے پر اب فیصلہ کُن تاثر نمایاں تھا۔

بانو بیہوش اور زخمی ورمتھا کو بڑی مشکل سے اٹھا کر چڑھائی چڑھتی ہوئی اپنی کار تک پہنچی اور پھر چند لمحے تو وہ ورمتھا کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال کر سانس برابر کرتی رہی۔ اس کے بعد ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ اگر وہ اسی حالت میں دارالحکومت کی سڑکوں پر گئی تو لازماً پولیس اسے روک لے گی اور پھر ورمتھا کے سر سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ ایک تو ورمتھا کے سر پر پٹی باندھ دی جائے تاکہ خون مزید نہ رس سکے۔ اور دوسرا ورمتھا کو پچھلی سیٹ پر اس طرح بٹھایا جائے جیسے وہ خود ہی آنکھیں بند کئے بیٹھی ہو۔ چنانچہ وہ پچھلی سیٹ پر گئی۔ اس نے سیٹ پر لیٹی ہوئی ورمتھا کو اٹھا کر سیٹ پر سیدھا بٹھایا اور اسے بلیٹ سے اچھی طرح باندھ دیا اب ورمتھا بلیٹ کی وجہ سے نیچے گر نہ سکتی تھی۔ کار میں ایک چھوٹا سا

فرسٹ ایڈ باکس موجود تھا۔ اس میں سے بانو نے پٹی نکالی اور بڑی مہارت سے ورمتھا کے سر پر اسے اس طرح باندھ دیا کہ خون رسنا لازماً بند ہو گیا تھا۔

اس کے بعد بانو نے سپیشل لاک کھولا اور کار کو موڑ کر پہاڑیوں سے نیچے اترنے لگی۔

دارالحکومت پہنچ کر وہ سیدھی عمران کے فلیٹ پر پہنچی تاکہ ورمتھا کو عمران کے حوالے کر کے سرخرو ہو سکے۔

کار فلیٹ کے سامنے روک کر وہ جب سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر پہنچی تو فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ اس نے کال بیل بجائی تو چند لمحوں بعد ہی دروازے پر سلیمان نمودار ہوا۔

" اوہ مس بانو ۔۔۔ آپ " ۔۔۔ سلیمان نے بانو کو دروازے پر موجود دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

" وہ عمران کہاں ہے " ۔۔۔ ؟ بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" عمران صاحب ! ۔۔۔ وہ تو موجود نہیں ہیں ۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کہیں گئے ہیں " ۔۔۔ سلیمان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کہاں گیا ہے ۔۔۔ عجیب پاگل آدمی ہے ۔۔۔ میں اس کے لئے ایک تحفہ لے کر آئی ہوں ۔۔۔ اور وہ نجانے کہاں چلا گیا ہے " ۔۔۔ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تحفہ " ۔۔۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں تحفہ ۔۔۔ وہ جس لڑکی کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہو گا۔

میں اسے بیہوش کر کے لے آئی ہوں" ــــــ بانو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے وہ لڑکی" ــــــ ؟ سلیمان نے اور زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نیچے کار میں ہے ــــــ کیوں" ــــــ ؟ بانو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ مس بانو! ــــــ اُسے نیچے نہیں رہنا چاہیئے ــــــ آیئے! میں اُسے اُٹھا کر فلیٹ میں لے آتا ہوں ــــــ پھر میں عمران صاحب کو تلاش کر کے اس کی اطلاع دیتا ہوں" ــــــ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بانو نے سر ہلا دیا۔ اور مڑ کر سیڑھیاں اترنے لگی سلیمان اس کے پیچھے پیچھے تھا اور پھر اس نے بلیٹ کھول کر ورتھا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ میں پہنچ گیا۔

"آپ یہاں ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں ــــــ میں عمران صاحب کو تلاش کرتا ہوں" ــــــ سلیمان نے ڈرائینگ روم کے ایک صوفے پر بے ہوش ورتھا کو لٹاتے ہوتے بانو سے کہا اور بانو سر ہلاتی ہوئی ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

سلیمان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا اور پھر ابھی بانو اطمینان سے بیٹھی عمران کے اس ڈرائینگ روم کا جائزہ لے رہی تھی کہ سلیمان اندر داخل ہوا۔

"مس بانو! ــــــ میں نے چیک کیا ہے کہ کچھ لوگ فلیٹ کی نگرانی

کر رہے ہیں ــــــ اس لئے میں اس لڑکی کو ایک محفوظ کمرے میں پہنچا آتا ہوں" ــــــ سلیمان نے اس صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس پر ورتھا بیہوش پڑی تھی۔

"اوہ! ــــــ کون لوگ ہیں" ــــــ ؟ بانو نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے مخالف لوگ ہی ہوں گے ــــــ بہرحال آپ بے فکر رہیں ــــــ عمران صاحب کے آنے تک یہ لڑکی محفوظ رہے گی" ــــــ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر ورتھا کو اٹھا کر ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔

ابھی سلیمان کو گئے ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور بانو یہ آواز سنتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی اس کے ذہن میں فوری طور پر یہی خیال آیا کہ مخالف لوگوں کا ذکر سلیمان نے کیا ہے وہی آگئے ہیں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس کو یہ خیال آیا کہ دشمن اس طرح کال بیل بجا کر نہیں آتے۔ تو وہ ایک طویل سانس لیتی ہوئی دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

کال بیل مسلسل بج رہی تھی لیکن چند لمحے تو بانو بیٹھی رہی کہ سلیمان جا کر دروازہ کھول دے گا۔ مگر جب سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور اب کال بیل بجانے والے نے شاید بٹن پر مستقل انگلی رکھ دی تھی تو بانو خود ہی اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ مسلسل بجتی ہوئی کال بیل کا شور اس کے کانوں میں گونج رہا تھا اور اسے کال بیل بجانے والے پر بے طرح غصہ آ رہا تھا۔ اس نے چٹخنی ہٹا کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

"کیا تمہیں تمیز نہیں ہے" ——— دروازہ کھولتے ہوئے بانو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہو! ——— تو دروازہ بھی تم نے ہی کھولا ہے مس تمیز صاحبہ! وہ سلیمان اور عمران کہاں ہیں" ——— دروازے پر کھڑی ایک غیر ملکی لڑکی نے بڑے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بانو کو بڑے ہی غور سے دیکھ رہی تھی اور بانو کو ایک لمحے میں ہی اندازہ ہو گیا کہ اس لڑکی کے دیکھنے کا انداز حاسدانہ ہے۔

"میں ان کی ملازم تو نہیں ہوں کہ ان کی آمد و رفت کا حساب رکھتی پھروں ——— کون ہو تم" ——— ؟ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ لڑکی اسے بڑے غصیلے انداز میں ایک طرف ہٹاتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔ اس لڑکی کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا مقامی آدمی تھا۔ وہ بھی بڑے غور سے بانو کو دیکھ رہا تھا وہ دونوں سیدھے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئے۔ ان دونوں کا انداز خاصا جارحانہ تھا جیسے فلیٹ کے مالک وہ خود ہوں اور بانو اس پر زبردستی قبضہ کئے بیٹھی ہو۔

بانو ہونٹ بھینچتی ہوئی دروازہ بند کئے بغیر ان کے پیچھے لپکی۔ اسے اب سلیمان پر غصہ آ رہا تھا جو نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔

"کہاں ہے وہ سلیمان! ——— وہ بھی نظر نہیں آ رہا ——— حالانکہ اس بیہوش لڑکی کو وہ ہمارے سامنے اٹھا کر لایا تھا" ——— غیر ملکی لڑکی نے بانو کے اندر داخل ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"ایک بار بتایا ہے کہ میں ان کی ملازم نہیں ہوں ——— سمجھیں!

س لئے اپنا لہجہ درست کر کے میرے ساتھ بات کرو ——— ورنہ بں تو تم جیسے لوگوں سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں" ——— بانو کا غصہ اب پورے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس کا جواب سُن ر غیر ملکی لڑکی کا ہاتھ تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ مقامی آدمی نے تیزی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"مس جولیا! ——— کیا کر رہی ہیں آپ! ——— نجانے یہ کون ہے ہلے پتہ تو چلے" ——— مقامی آدمی نے کہا۔

"اوہ! ——— تو تم ہو وہ جولیا ——— جسے عمران بوڑھی میم کہہ رہا تھا" ——— بانو نے چونکتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس بار ہ غور سے جولیا کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے اندازہ کر رہی ہو کہ کیا ں میں کوئی ایسی بات ہے کہ عمران اس سے شادی کر سکے۔

"کیا کہا ——— ؟ کیا بکواس کر رہی ہو ——— گھٹیا عورت" ——— جولیا ڑھی میم کا لفظ سنتے ہی بری طرح بھڑک اٹھی۔

"یُو شٹ اپ نانسنس! ——— تمہیں اندازہ ہے کہ تم کس سے بات ر رہی ہو" ——— اس بار بانو نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

ہاں! ——— مجھے تم جیسی طوائفوں کا اچھی طرح اندازہ ہے ——— دا مخواہ مردوں کے گلے پڑ جاتی ہیں" ——— جولیا نے منہ بناتے ہوئے داب دیا۔

"اوہ! ——— تو تم نے مجھے طوائف کہا ہے ——— تم نے" ——— بانو ے تو تن بدن میں آگ لگ گئی اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی ھرتی سے ریوالور نکال لیا۔ جولیا کو شائد اس کی طرف سے ایسی حرکت

کی توقع نہ تھی اس لئے وہ تو فوری طور پر حرکت نہ کر سکی۔ لیکن تنویر بجلی کی
سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے بڑی پھرتی سے بانو کے اس
ہاتھ پر ضرب لگائی جس میں ریوالور تھا۔ لیکن بانو اس دوران ٹریگر دبا چکی
تھی اس لئے دھماکے سے ڈرائنگ روم تو گونج اٹھا لیکن تنویر کے
بروقت اقدام سے بانو کا ہاتھ اوپر کی طرف اٹھ گیا اور گولی چھت سے
ٹکرا کر نیچے آگری۔ اگر تنویر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو گولی یقیناً
جولیا کے سینے پر پڑتی۔ اور تنویر نے دوسری گولی چلنے کی مہلت دیئے
بغیر ریوالور بانو کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

ادھر جولیا نے گولی چلتے ہی لاشعوری طور پر انتہائی پھرتی سے
اپنا ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن اس بار بھی تنویر نے ہی عقلمندی کی اور
جولیا کا ہاتھ نیچے کر دیا۔

"کیا کر رہی ہیں آپ مس جولیا ——— نجانے یہ لڑکی کون ہے"
تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ کوئی بھی ہو تنویر! ——— لیکن اب یہ میرے ہاتھوں سے زندہ
نہیں بچ سکتی" ——— جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم مجھے مارو گی ——— تم ——— شکل دیکھی ہے کبھی اپنی ——— میں
کوئی گری پڑی لڑکی نہیں ہوں ——— اس ملک کے سب سے بڑے
جاگیردار نواب شہریار خان کی اکلوتی بیٹی بانو ہوں ——— تم جیسی
لڑکیاں تو میرے جوتے صاف کرنا فخر سمجھتی ہیں" ——— بانو نے
کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— تو تم نواب شہریار خان کی لڑکی ہو" ——— تنویر نے

بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اُسے جینی کو لینے والا سارا واقعہ یاد آ گیا
تھا اور اس بار جولیا کا چہرہ بھی یکلخت بجھ سا گیا تھا۔ جینی والا تمام
واقعہ اُسے بھی یاد آ گیا تھا اور پھر تنویر کی رپورٹ کہ جینی نواب شہریار
خان کی حویلی میں جا رہی ہے اور اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ
عمران بھی وہیں گیا ہوا تھا۔

"ہاں! ——— میں نواب شہریار خان کی لڑکی ہوں ——— اب بولو"
بانو نے جولیا کا بجھتا ہوا چہرہ دیکھ کر بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"وہ ورتھا کو تم کہاں سے لائی ہو ——— اور وہ کہاں ہے" ——— ؟
جولیا نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"تم ورتھا کو کیسے جانتی ہو ——— کیا عمران نے تمہیں بتایا تھا ———
اور ہاں! ——— وہ سلیمان کہاں مر گیا ——— کہہ رہا تھا کہ دشمن فلیٹ
کی نگرانی کر رہے ہیں ——— اس لئے ورتھا کو میں محفوظ کمرے میں
چھوڑ آتا ہوں" ——— بانو نے چونک کر بیرونی دروازے کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

"مس بانو! ——— تم نے سوال کا جواب نہیں دیا ——— ورتھا کو تم
کہاں سے لائی ہو" ——— ؟ اس بار جولیا کی بجائے تنویر نے پوچھا۔

"میں تمہیں بتانے کی پابند ہوں جو تم مجھ سے سوال جواب کر
رہے ہو ——— میں نے تو عمران کو کبھی گھاس نہیں ڈالی حالانکہ
وہ میرے پیچھے پاگل ہو رہا ہے" ——— بانو نے ناک چڑھاتے
ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے پیچھے پاگل ہو رہا ہے ——— ہونہہ! ——— تو تمہیں بھی

غلط فہمی ہو ہی گئی ہے" ــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کا انداز اب ایسا تھا کہ جیسے اُسے
بانو پر ترس آ رہا ہو۔
"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہے ــــ غلط فہمی تمہیں ہو گی ــــ
تم خود اس سے پوچھ لینا ــــ اس نے ہزار بار میری منت کی ہے
کہ میں اس سے شادی کے لئے ہاں کر دوں ــــ لیکن میں اس
احمق سے شادی کروں گی۔ ہونہہ" ــــ بانو نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔
اور اس بار بانو کا جواب سن کر جولیا بے اختیار ہنس پڑی اب
تو اسے واقعی بانو پر ترس آ رہا تھا۔
"مجھے تو تم اس کے پیچھے پاگل ہوئی نظر آ رہی ہو ــــ اس
کے لئے کام کرتی پھر رہی ہو ــــ اس کے فلیٹ کے چکر کاٹ رہی
ہو ــــ وہ گھر میں نہیں ہے پھر بھی تم اس کے فلیٹ میں دھرنا
مارے بیٹھی ہو" ــــ جولیا نے طنزیہ انداز میں کہا۔
"میں اس کے پیچھے پاگل نہیں ہو رہی ــــ میں تو اسے بتانا
چاہتی ہوں کہ بانو میں کتنی صلاحیتیں ہیں ــــ اور تم دیکھ لو کہ میں
نے نہ صرف ورتھا کو بے ہوش کر دیا ہے ــــ بلکہ میں اس کا وہ
خفیہ ہیڈ کوارٹر بھی جانتی ہوں ــــ جہاں اس نے وہ پتھر چھپا
رکھے ہیں ــــ جنہیں وہ ایکریمیا منتقل کرنا چاہتی ہے ــــ میں
سب کچھ جانتی ہوں ــــ سب کچھ" ــــ بانو نے بڑے فخریہ
لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے وہ خفیہ ہیڈ کوارٹر ــــ اب تم مجھے بتاؤ گی" ــــ؟
اچانک دروازے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور بانو کے ساتھ
ساتھ جولیا اور تنویر بھی یہ آواز سنتے ہی بُری طرح چونک پڑے۔ اور
دونوں دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔
"جینی کولینز تم" ــــ بانو۔ تنویر اور جولیا تینوں کے منہ سے
بیک وقت نکلا۔ کیونکہ دروازے پر جینی کولینز ہاتھ میں ریوالور پکڑے
کھڑی تھی۔
"ہاں میں ــــ اور سنو! ــــ کوئی غلط حرکت نہ کرنا۔ ورنہ" ــــ
جینی نے تیز لہجے میں کہا۔
لیکن شائد لاشعوری طور پر تنویر اور جولیا دونوں کے ہاتھ تیزی
سے حرکت میں آئے تھے کہ یکلخت کمرہ زوردار دھماکوں سے گونج
اٹھا اور دوسرے لمحے تنویر اور جولیا دونوں کے حلق سے زوردار چیخیں
نکلیں اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے صوفے سمیت پیچھے الٹ گئے
جینی کے ریوالور سے نکلنے والی گولیاں نشانے پر پڑی تھیں۔
"مادام ــــ مادام" ــــ اچانک جینی کے پیچھے آرتھر کی تیز
آواز سنائی دی۔ آرتھر شائد بیرونی دروازے پر موجود تھا اور گولیاں
چلنے کی آواز سن کر بھاگا آ رہا تھا۔
بانو حیرت بھرے انداز میں کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔
دوسرے لمحے جینی نے بجلی کی سی پھرتی سے یکلخت بانو کی گردن
پر کھڑی کلائی کی زوردار ضرب لگائی اور بانو بُری طرح چیختی ہوئی
صوفے پر گری۔ وہ نشانے پر پڑنے والی ایک ہی ضرب سے بے ہوش

ہو چکی تھی۔

"اسے اٹھا کر لے چلو ــــ جلدی! ــــ یہ سارا راز جانتی ہے"۔ جینی نے چیختے ہوئے کہا اور آرتھر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر صوفے پر ڈھیر ہوئی بانو کو اٹھا لیا۔

اسی لمحے جینی قدموں کی آواز سُن کر تیزی سے مڑی اور دوسرے لمحے اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور دروازے پر نمودار ہونے والا سلیمان یکلخت چیختا ہوا پشت کے بل گیلری میں گر پڑا۔

آرتھر اور جینی بانو کو اٹھائے تیزی سے ڈرائینگ رُوم سے باہر نکلے اور دوڑتے ہوئے فلیٹ کے کُھلے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ورتھا کی آنکھ کُھلی تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں پڑی رہی۔ پھر وہ یکلخت اچھل کر بیٹھ گئی اور حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"اوہ! ــــ یہ وہ غار تو نہیں" ــــ ورتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ کیونکہ اس کا جسم بندھا ہوا نہ تھا۔

"یہ تو وہی کمرہ لگتا ہے ــــ جہاں سے وہ نقلی ڈی۔ فور ہمیں لے گیا تھا ــــ اس کا مطلب ہے کہ میں عمران کی قید میں ہوں" ــــ ورتھا نے کمرے کو دیکھتے ہوئے ہونٹ بھینچ کر کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ دروازہ دوسری طرف سے بند تھا۔ ورتھا کچھ دیر دروازہ کھولنے کے لئے زور آزمائی کرتی رہی۔ پھر اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اب اس نے کمرے کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔

تاکہ فرار ہونے کے لئے کوئی اور راستہ ڈھونڈ نکالے۔ لیکن کمرہ بالکل بند تھا اس میں کوئی کھڑکی یا روشندان تو ایک طرف معمولی سا سوراخ تک نہ تھا۔ اس کے باوجود ورتھا کو سانس لیتے ہوئے گھٹن کا احساس نہ ہو رہا تھا۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ تازہ ہوا کا کوئی خاص انتظام کیا گیا تھا۔ ورتھا کے پورے جسم میں درد کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور اسے ہوش میں آتے ہی احساس ہو گیا تھا کہ وہ خاصی زخمی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اُسے اپنی حالت خطرناک محسوس نہ ہو رہی تھی۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا تو بے اختیار چونک پڑی۔ کیونکہ سر پر باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اسے یاد آ گیا کہ باڈو سے لڑتے ہوئے کے۔ ون کے پتھروں میں وہ دفن ہو گئی تھی۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اسے اپنے آپ پر بے طرح غصہ آ رہا تھا کہ آخر اس نے باڈو کو فوری طور پر گولی کیوں نہ مار دی۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ باڈو نے عمران کو اس غار کا پتہ بتا دیا ہو گا اور اب وہ پھر لازماً مقامی سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئے ہوں گے۔

ابھی وہ ہونٹ بھینچے یہی سوچ رہی تھی کہ اس نے دروازے کی طرف کھٹکا سا سنا تو وہ بری طرح چونک کر دروازے کی طرف مڑ گئی۔ کھٹکے کی دوسری آواز واضح تھی اور ورتھا کو یقین ہو گیا کہ کوئی باہر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈ میں لگ کر کھڑی ہو گئی تاکہ دروازہ کھولنے والے پر حملہ کر سکے۔

دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور عمران اندر داخل

ہوا۔ ورتھا نے یکلخت اچھل کر اس پر حملہ کر دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختی ہوئی کمرے کے عین درمیان میں ایک دھماکے سے جا گری تھی۔ حملہ ہوتے ہی عمران نے نہ صرف تیزی سے ایک طرف ہٹ کر اپنے آپ کو بچا لیا تھا بلکہ اس کا ہاتھ ورتھا کی بغل کے نیچے اس قدر قوت سے پڑا تھا کہ ورتھا کسی گیند کی طرح فضا میں اُٹھتی ہوئی پشت کے بل کمرے کے وسط میں قالین پر جا گری تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی بغل کے نیچے کوئی بم سا پھٹ پڑا ہو۔

نیچے گر کر ورتھا نے اپنی قوت ارادی کے بل پر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا سانس رُکنے لگا اور وہ چکرا کر دوبارہ نیچے گر گئی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی بائیں بغل کے نیچے موجود پسلیاں ٹوٹ کر اندر گھس گئی ہوں اور انہوں نے اس کا سانس روک لیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے ستارے سے ناچنے لگے۔

اسی لمحے عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر یکلخت اُسے گردن سے پکڑ کر فضا میں اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کے گال پر زوردار تھپڑ لگا اور ورتھا کا نہ صرف رُکا ہوا سانس بحال ہو گیا بلکہ ساتھ ہی اس کے حلق سے خودبخود ایک چیخ سی نکل گئی۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اُسے اپنا حلق خون سے بھرا ہوا محسوس ہونے لگا۔

سانس بحال ہوتے ہی ورتھا کا جسم تیزی سے تڑپا اور اس نے یکلخت گھٹنے جوڑ کر عمران کے سینے پر ضرب لگانی چاہی۔ لیکن اس

سے پہلے کہ اس کے جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے عمران کے
پیٹ پر پڑتے، عمران نے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور ورتھا
کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم برف کا بن گیا ہو۔ اس کی
آنکھیں اتنی تیزی سے پھیلیں کہ جیسے اچھل کر حلقوں سے باہر جا گریں
گی۔ اس کا سانس یکلخت رک گیا اور دماغ پر جیسے طوفانی لہروں نے
یلغار کر دی ہو۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی
چلی گئی۔ لیکن پھر اس کے جسم میں درد کی ایک تیز لہر سر سے پیروں
تک دوڑتی چلی گئی اور اس کے ذہن پر پھیلی ہوئی سیاہ چادر یکلخت
سمٹ گئی اور پھر وہ دھڑام سے قالین پر گر گئی۔ عمران نے اسے
قالین پر اچھال دیا تھا۔ نجانے اس کی گردن کی کونسی رگ دب گئی تھی
کہ ورتھا نے چیخنے کی کوشش کی تو اس کے حلق سے آواز نہ نکلی
اور اٹھنے کی کوشش کی تو وہ بے اختیار گھومتی ہوئی پھر منہ کے بل
قالین پر گر گئی۔ اس کے گھومنے اور گرنے کا انداز ایسا تھا جیسے پاگل
کتا اپنی دم کو پکڑنے کی کوشش میں گھومتا ہے۔

" یہ ہلکا سا سبق ہے مس ورتھا! ---- میں چاہوں تو تمہارے جسم
کی ایک ایک ہڈی علیحدہ علیحدہ رقص کرنا شروع کر دے" ---- عمران
کی سرد آواز ورتھا کے کانوں سے ٹکرائی اور ورتھا کو یوں محسوس ہوا
جیسے وہ کوئی حقیر سی گلہری ہو اور اس کے سامنے ایک پہاڑ موجود ہو۔

" مم ---- مم ---- مجھے کیا ہو گیا ہے ---- مم ---- مم ---- میں مر
رہی ہوں" ---- ورتھا نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن ایک
بار پھر گھوم کر نیچے گر گئی۔

" تم ساری عمر اسی طرح گھوم گھوم کر گرتی رہو گی" ---- عمران کی
ٹ کھانے والی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" مم ---- مم ---- مجھے معاف کر دو ---- رحم کرو مجھ پر ---- مم ----"
رتھا کے حلق سے لاشعوری طور پر الفاظ ابلنے لگے۔ اور عمران نے
ک کر اس کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑی اور پھر ایک زوردار جھٹکا
ے کر اسے نیچے پھینکا تو ورتھا کے حلق سے خود بخود لمبے لمبے سانس
لنے لگے۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے کسی نے اس کی ٹوٹی ہوئی
ردن کو دوبارہ جوڑ دیا ہو۔ اور اب جسم میں لہریں لیتا ہوا درد بھی یکدم
فور ہو گیا تھا۔ اور دماغ پر بار بار جھپٹتے ہوئے اندھیرے بھی یکلخت
ٹ گئے تھے۔ اور اسے عجیب سا سکون محسوس ہونے لگا تھا جیسے
ں کے جسم پر موجود ہزاروں ٹنوں کا بوجھ کسی نے ہٹا لیا ہو۔

" تت ---- تت ---- تم کوئی جادوگر ہو ---- جادوگر" ---- ورتھا
ے اسی طرح لیٹے لیٹے بے اختیار سامنے کھڑے ہوئے عمران کو
یکھتے ہوئے کہا۔

" سنو ورتھا! ---- میرے پاس قطعاً وقت نہیں ہے ---- بانو
ہیں اٹھا کر میرے فلیٹ میں لے آئی تھی ---- میں اس وقت
اں موجود نہ تھا ---- میرے ملازم سلیمان نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو
ں نے اسے ہدایت کی کہ وہ تمہیں یہاں پہنچا دے ---- وہ
ہیں یہاں پہنچا گیا ---- اس دوران میرے دو ساتھی بھی بانو کا
اقب کرتے ہوئے فلیٹ میں پہنچ گئے اور میرا ملازم جب واپس
نچا تو جینی اپنے ساتھی سمیت وہاں پہنچ گئی اور اس نے میرے

دو ساتھیوں اور ملازم کو گولی مار دی ـــــ اور بانو کو زبردستی اغو
کے ساتھ لے گئی ہے ـــــ میں جب فلیٹ پر پہنچا تو وہ تینوں
زخمی ہوئے پڑے تھے۔ میں نے انہیں ہسپتال پہنچایا ـــــ
فوری آپریشن ہو جانے کی وجہ سے ان تینوں کی جانیں بچ گئی
لیکن وہ تینوں شدید زخمی ہیں ـــــ انہی کے بیان سے مجھے پتہ
ہے کہ بانو نے انہیں بتایا ہے کہ وہ تمہارے اس خفیہ ہیڈکوار
جانتی ہے ـــــ جہاں تم نے وہ پتھر چھپا رکھے ہیں جن میں کے
موجود ہے اور تم انہیں ایکریمیا منتقل کرنا چاہتی تھیں ـــــ ج
عین اسی لمحے اندر داخل ہوئی تھی اور اس نے یہ فقرہ کہا ہے
اب بانو اسے ہیڈکوارٹر کا پتہ بتائے گی ـــــ اس کے بعد ا
نے میرے ساتھیوں کو گولی ماری اور بانو کو ساتھ لے گئی ہے۔
لئے میں سیدھا یہاں آیا ہوں ـــــ اب تم مجھے بتاؤ کہ وہ خفیہ ہیڈکو
کہاں ہے ـــــ کیونکہ بانو ایک عام گھریلو لڑکی ہے جینی لازماً ا
پر غیر انسانی تشدد کرے گی ـــــ اور نتیجہ یہ کہ وہ بانو سے ہیڈ
کا پتہ معلوم کر کے فوری طور پر لازماً وہاں پہنچے گی ـــــ اور میر
ہر قیمت پر اس جینی کو عبرت ناک سزا دینا چاہتا ہوں" ـــــ ع
نے انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"میں ایک شرط پر تمہارا باقاعدہ ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں
مجھے اس جینی سے ٹکرانے دو ـــــ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس
انتقام لینے کے بعد میں تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دوں گی ـــــ
اس کے ساتھ پیشہ ورانہ رقابت ہے ـــــ میں مشن سے تو ہاتھ

ارہ کر سکتی ہوں ـــــ لیکن جینی مجھ سے برتری حاصل کر جائے۔ یہ
ں گوارہ نہیں سکتی ـــــ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں سپر ایجنٹ ہوں
چاہے کتنا ہی مجھ پر تشدد کر لو ـــــ میرے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ
ر دو ـــــ لیکن اگر میں کچھ بتانا نہ چاہوں تو ہرگز نہیں بتاؤں گی" ـــــ
رتھا نے اس بار خاصے با اعتماد لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے ـــــ اگر تم ایسا چاہتی ہو تو ایسا ہی سہی ـــــ اور
نو! ـــــ اگر تم تعاون کرو تو مجھے تمہارے اس مشن سے بھی کوئی
ض نہیں ہے ـــــ کے۔ وَن سپر طاقتوں کے درمیان تو وجہ نزاع
ن سکتا ہے ـــــ پاکیشیا کے لئے یہ بے کار ہے ـــــ پاکیشیا کے
ں ایسی لیبارٹری ہی پچاس سال تک بھی نہیں قائم ہو سکتی۔
ہاں کے۔ وَن کو استعمال کیا جا سکے ـــــ میں تو اپنے ساتھیوں کا
انتقام لینا چاہتا ہوں اور بس" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے
واب دیا۔
"اوہ! ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں مشن میں بھی کامیاب رہوں
گی" ـــــ ورتھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس بار وہ اچھل
ر کھڑی ہو گئی۔
"بولو! ـــــ کہاں جانا ہے" ـــــ؟ عمران نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے پوچھا۔
"تم مجھے آزاد کر دو ـــــ اور میرے تعاقب میں آ جاؤ" ـــــ ورتھا
نے کہا۔
"سوری مس ورتھا! ـــــ میں اندھی چال چلنے کا عادی نہیں ہوں۔

مجھے پتہ بتاؤ ۔۔۔ اس کے بعد میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ تم اپنی مرضی سے اپنا مشن مکمل کر سکتی ہو ۔۔۔ لیکن اگر تم نے جھوٹ بولا ۔۔۔ تو پھر ہر رعائیت ختم" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں تم پر اعتماد کرتی ہوں" ۔۔۔ ورتھا نے کہا اور پھر اس نے دارالحکومت میں شمالی پہاڑیوں میں موجود اس غار کا تفصیلی پتہ عمران کو بتا دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ میں تمہیں عمارت سے باہر پہنچا آتا ہوں۔ اس کے بعد تم جانو اور تمہارا کام" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن کیا تم نے جینی سے انتقام لینے کا ارادہ بدل دیا ہے" ۔۔۔ ورتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ارادہ بدلا نہیں کرتا ۔۔۔ لیکن انتقام لینے کا میرا اپنا انداز ہے میں لونگا انتقام ۔۔۔ تم فکر نہ کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ورتھا کو لئے کمرے سے باہر نکلا۔ باہر ایک طویل برآمدہ تھا اس کے بعد وسیع صحن اور پھر ایک بڑا پھاٹک۔

"کیا یہ عمارت مقامی سیکرٹ سروس کی ہے" ۔۔۔ ورتھا نے حیرت بھرے انداز میں اس قلعہ نما عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ملک بے حد پسماندہ ہے مس ورتھا! ۔۔۔ اس لئے یہاں کی سیکرٹ سروس کو اتنی بڑی عمارت نہیں مل سکتی ۔۔۔ یہ تو میری ہونے والی بیوی کی ملکیت ہے ۔۔۔ اس کا والد بادشاہوں کی اولاد ہے اس نے یہ عمارت اپنی بیٹی کو جہیز میں دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس کی بیٹی میرے سڑے بسے فلیٹ میں رہنے کی بجائے اس عمارت میں

رہے اور مجھے شادی سے پہلے اس عمارت میں اس لئے رکھا جا رہا ہے تاکہ میں شاہی عمارتوں میں رہنے کے آداب سیکھ جاؤں ۔۔۔ ورنہ تنگ سے فلیٹ میں رہنے والا دولہا جب اس عمارت میں پہلی بار داخل ہوگا تو شاید اُسے حجلہ عروسی تک جانے کے لئے چودہ ہزار میٹر کی ریس لگانی پڑے۔ اور تم جانتی ہو کہ اول تو اس ریس کے اختتام سے پہلے ہی دولہا صاحب بے دم ہو کر گر جائیں گے۔ اور اگر ہمت کر کے وہ حجلہ عروسی تک پہنچ بھی گیا تو پھر حجلہ عروسی اس کے لئے مقبرہ عروسی یقیناً بن چکا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور ورتھا بے اختیار ہنس پڑی۔ اور پھر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی جو اس وقت ایک معصوم سا نوجوان نظر آ رہا تھا حالانکہ کچھ دیر پہلے اسی عمران کا چہرہ دیکھ کر اس کے رونگٹے خود بخود کھڑے ہو گئے تھے۔

"مجھے غور سے مت دیکھو ۔۔۔ میری ہونے والی بیوی کو پتہ چل گیا تو اتنی وسیع عمارت میں میری قبر بھی کسی کو نہ ملے گی" ۔۔۔ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی عجیب و غریب آدمی ہو ۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز" ۔۔۔ ورتھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ یہ فقرہ بولتے ہوئے ورتھا نے جن نظروں سے عمران کو دیکھا تھا اس نے عمران کو بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"اگر میں تم سے ملاقات کرنا چاہوں تو تم کہاں مل سکو گے" ۔۔۔ پھاٹک کراس کرتے ہوئے ورتھا نے مڑ کر عمران سے پوچھا۔

"ارے ہاں! ۔۔۔ ملنے کے لئے نظر جھکانا پڑتی ہے ۔۔۔ بشرطیکہ

مجھے پتہ بتاؤ ۔۔۔ اس کے بعد میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ تم اپنی مرضی سے اپنا مشن مکمل کر سکتی ہو ۔۔۔ لیکن اگر تم نے جھوٹ بولا ۔۔۔ تو پھر ہر رعایت ختم" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں تم پر اعتماد کرتی ہوں" ۔۔۔ ورتھا نے کہا پھر اس نے دارالحکومت میں شمالی پہاڑیوں میں موجود اس غار کا تفصیلی پتہ عمران کو بتا دیا۔

"او کے ! ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ میں تمہیں عمارت سے باہر پہنچا آتا ہوں۔ اس کے بعد تم جانو اور تمہارا کام" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن کیا تم نے جینی سے انتقام لینے کا ارادہ بدل دیا ہے" ۔۔۔ ورتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ارادہ بدلا نہیں کرتا ۔۔۔ لیکن انتقام لینے کا میرا اپنا انداز ہے میں لے لونگا انتقام ۔۔۔ تم فکر نہ کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ورتھا کو لئے کمرے سے باہر نکلا۔ باہر ایک طویل برآمدہ تھا اس کے بعد وسیع صحن اور پھر ایک بڑا پھاٹک۔

"کیا یہ عمارت مقامی سیکرٹ سروس کی ہے" ۔۔۔ ورتھا نے حیرت بھرے انداز میں اس قلعہ نما عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ملک بے حد پسماندہ ہے مس ورتھا ! ۔۔۔ اس لئے یہاں کی سیکرٹ سروس کو اتنی بڑی عمارت نہیں مل سکتی ۔۔۔ یہ تو میری ہونے والی بیوی کی ملکیت ہے ۔۔۔ اس کا والد بادشاہوں کی اولاد ہے اس نے یہ عمارت اپنی بیٹی کو جہیز میں دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس کی بیٹی میرے سڑے بُسے فلیٹ میں رہنے کی بجائے اس عمارت میں

رہے اور مجھے شادی سے پہلے اس عمارت میں اس لئے رکھا جا رہا ہے تاکہ میں شاہی عمارتوں میں رہنے کے آداب سیکھ جاؤں ۔۔۔ ورنہ تنگ سے فلیٹ میں رہنے والا دولہا جب اس عمارت میں پہلی بار داخل ہوگا تو شاید اُسے حجلہ عروسی تک جانے کے لئے چودہ ہزار میٹر کی ریس لگانی پڑے۔ اور تم جانتی ہو کہ اول تو اس ریس کے اختتام سے پہلے ہی دولہا صاحب بے دم ہو کر گر جائیں گے۔ اور اگر ہمت کر کے وہ حجلہ عروسی تک پہنچ بھی گیا تو پھر حجلہ عروسی اس کے لئے مقبرہ عروسی یقیناً بن چکا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور ورتھا بے اختیار ہنس پڑی۔ اور پھر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی جو اس وقت ایک معصوم سا نوجوان نظر آ رہا تھا حالانکہ کچھ دیر پہلے اسی عمران کا چہرہ دیکھ کر اس کے رونگٹے خود بخود کھڑے ہو گئے تھے۔

"مجھے غور سے مت دیکھو ۔۔۔ میری ہونے والی بیوی کو پتہ چل گیا تو اتنی وسیع عمارت میں میری قبر بھی کسی کو نہ ملے گی" ۔۔۔ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی عجیب و غریب آدمی ہو ۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز" ۔۔۔ ورتھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ یہ فقرہ بولتے ہوئے ورتھا نے جن نظروں سے عمران کو دیکھا تھا اس نے عمران کو بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"اگر میں تم سے ملاقات کرنا چاہوں تو تم کہاں مل سکو گے" ۔۔۔؟ پھاٹک کراس کرتے ہوئے ورتھا نے مڑ کر عمران سے پوچھا۔

"ارے ہاں ! ۔۔۔ ملنے کے لئے نظر جھکانا پڑتی ہے ۔۔۔ بشرطیکہ

آنکھوں پر عینک نہ لگی ہوئی ہو ـــــ ورنہ نظریں جھکاتے ہی عینک گر پڑے گی اور معاملہ صاف" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھاٹک کی کھڑکی بند کر دی۔ اس کے چہرے پر یکلخت تناؤ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ وہ انتہائی تیزی سے مڑا اور آپریشن روم کی طرف دوڑتا گیا۔

"کیا پوزیشن ہے" ـــــ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں نے ممبروں کو شمالی پہاڑیوں پر نگرانی کے لئے بھیج دیا ہے۔ اور نعمانی باہر موجود ہے جو آب درھا کی نگرانی کرے گا" ـــــ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب آخری میدانِ جنگ وہی ہیڈکوارٹر ہی بنے گا ـــ اس لئے مجھے فوری طور پر وہاں پہنچنا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

درد کی شدید لہر نے بانو کو آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے چیخ بھی نکل گئی۔ کیونکہ اس کے جسم میں دوڑنے والی درد کی لہر اس قدر تیز تھی کہ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی چھری سے اس کے جسم کی رگوں کو چیرتا جا رہا ہو۔

"جلدی بتاؤ ـــ درھا کا خفیہ ہیڈکوارٹر کہاں ہے ـــ ورنہ ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دوں گی" ـــ جینی کی چیختی ہوئی آواز بانو کے کانوں میں پڑی اور اس کے ساتھ ہی بانو کا شعور کام کرنے لگ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک ستون سے بندھی کھڑی ہے جب کہ اس کے سامنے جینی ہاتھ میں کوڑا پکڑے کھڑی ہوئی تھی۔ جینی کے پیچھے دو لمبے تڑنگے آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے کھڑے تھے۔

اسی لمحے بانو کو پتہ چلا کہ درد کی یہ شدید ترین لہر کوڑے کی ضرب سے پیدا ہوئی ہے۔

"گگ — گگ — کیسا ہیڈ کوارٹر" — بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی بانو کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی کہ پورا کمرہ گونج اٹھا۔ جینی نے پوری قوت سے کوڑا مارا تھا اور بانو کی آنکھوں کے سامنے یکلخت سیاہی کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ لیکن پھر درد کی تیز لہر نے ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھول دیں اور بانو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ رہی ہو۔ جینی وحشیانہ انداز میں مسلسل اس پر کوڑے برسا رہی تھی۔

"بب — بب — بتاتی ہوں" — بانو کے حلق سے ڈوبتی ہوئی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل بیٹھتا جا رہا ہو۔

"پپ — پانی — پانی" — بانو نے انتہائی مدھم آواز میں لاشعوری طور پر کہا۔

"اسے پانی پلاؤ — کہیں یہ مر ہی نہ جائے" — جینی کی اونچی آواز سنائی دی اور بانو کی آنکھوں کے سامنے پھر اندھیرا سا چھانے لگا۔

چند لمحوں بعد یہ اندھیرا ایک بار پھر چھٹتا گیا اور بانو کو سکون سا محسوس ہونے لگا۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو ایک آدمی اس کا منہ اونچا کئے ایک جگ سے اس کے حلق میں پانی انڈیل رہا تھا کچھ پانی تو حلق میں جا رہا تھا اور کچھ بانو کے جسم پر بہہ رہا تھا۔ اور شاید یہی پانی تھا جس نے بانو کے زخموں میں لگنے والی مرچوں کی شدت کو کم کر دیا تھا۔

"بتاؤ — ورنہ اس بار تم دوسرا سانس نہ لے سکو گی" — جینی نے ایک بار پھر کوڑے کو ہوا میں پٹختے ہوئے کہا۔

"مم — مم — میں اس جگہ کی نشاندہی کر سکتی ہوں بتا سکتی نہیں کیونکہ ورکھا مجھے بیہوش کر کے وہاں لے گئی تھی — اور پھر مجھے ایک غار میں ہوش آیا تھا — جہاں وہ پتھر موجود تھے — ورتھا میری کار لے اڑی تھی اور میں ایک موٹر سائیکل پر اس کا تعاقب کرتی ہوئی وہاں گئی تھی — لیکن پھر میں نے کار میں سپیشل لاک لگا دیا تھا اس لئے جب ورتھا سے وہ کار نہ چلی تو وہ دوبارہ مجھے بیہوش کر کے اس غار سے نکال کر کار کی طرف لے گئی — وہاں جا کر اس نے مجھے ہوش دلایا تاکہ میں لاک کھول سکوں۔ لیکن اچانک ورتھا کا پیر پھسل گیا اور وہ گر پڑی — جس کی وجہ سے مجھے اس پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا — لیکن ورتھا نے مجھے گرا لیا — ہم دونوں وہاں لڑتی رہیں کہ ایک نوکیلا پتھر میرے ہاتھ لگ گیا۔ اور میں نے اس پتھر سے اس کے سر پر ضرب لگائی تو وہ بے ہوش ہو گئی۔ اور میں اسے اٹھا کر کار میں لے آئی اور پھر عمران کے فلیٹ پر پہنچا دیا — وہاں سے عمران کا ملازم اسے لے گیا اور پھر وہ کہاں گئی — یہ مجھے معلوم نہیں" — بانو نے رک رک کر ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ اگر اس نے یہیں اس غار کی نشاندہی کر دی تو یہ وحشی عورت لازماً اسے مار ڈالے گی۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر اس کی پوری نشاندہی نہ کی اور اپنی جان بچانے کے لئے اس کے ذہن نے فوراً ہی ایک

کہانی گھڑ لی۔

"ہوں!۔۔۔ تم نے غار کہا ہے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر پہاڑیوں پر ہے۔۔۔ اور یہ پہاڑیاں لازماً دارالحکومت کی شمالی پہاڑیاں ہیں۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ کہ کار کہاں کھڑی تھی"۔۔۔ جینی نے کچھ سوچ کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت سے جو پختہ سڑک ان پہاڑیوں پر جاتی ہے وہیں راستے سے ایک چھوٹی پہاڑی سڑک نکلتی ہے۔۔۔ اس سڑک پر میں دیکھ کر بتا سکتی ہوں۔۔۔ تم مجھے وہاں لے چلو۔۔۔ میں تمہیں وہاں پہنچا دوں گی"۔۔۔ بانو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے تمہاری کہانی کسی حد تک درست معلوم ہوتی ہے۔۔۔ کیونکہ ورتھا ایسی احتیاطی تدابیر کرتی رہتی ہے۔۔۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی حرکت غلط کرنے کی کوشش کی۔۔۔ یا مجھے دھوکہ دینے کا سوچا بھی۔ تو تمہاری موت ایسی عبرت ناک ہوگی کہ کتے بھی تمہاری لاش کو نوچنا پسند نہیں کریں گے"۔۔۔ جینی نے غراتے ہوئے کہا۔

"م۔۔۔ مم۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ کوئی غلط حرکت نہ کروں گی۔ مگر مجھے مارنا مت"۔۔۔ بانو نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے اس غار کی درست نشاندہی کر دی تو تم زندہ رہو گی۔ یہ میرا وعدہ ہے"۔۔۔ جینی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گئی۔

"آرتھر!۔۔۔ اسے ستون سے آزاد کر کے ساتھ لے چلو۔۔۔ اور

اپنے آدمیوں کو بھی تیار کر لو۔۔۔ ہمیں فوری طور پر اس ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارنا ہے"۔۔۔ جینی نے ایک لمبے تڑنگے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مادام!۔۔۔ آپ نے اس بات پر غور کر لیا ہے کہ وہ ورتھا عمران کے قبضے میں ہے۔۔۔ جس طرح آپ نے اس لڑکی سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا ہے اسی طرح عمران بھی لازماً ورتھا سے پتہ معلوم کرے گا۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ بھی چکا ہو"۔۔۔ آرتھر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم احمق ہو آرتھر!۔۔۔ جو تم ورتھا اور اس لڑکی کو ایک جیسا سمجھ رہے ہو۔۔۔ میں ورتھا کی فطرت کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ اس کا ایک ایک ریشہ بھی علیحدہ کر دیا جائے۔۔۔ تب بھی اس کی زبان نہیں کھل سکتی۔۔۔ ویسے تم ایسا کرو کہ احتیاطاً ایک آدمی کو پہلے وہاں بھیج دو۔۔۔ وہ صورت حال کا جائزہ لے کر ہمیں ٹرانسمیٹر پر۔۔۔ اوکے۔۔۔ کا کاشن دیگا تو ہم اوپر جائیں گے۔۔۔ اور اگر وہاں کچھ لوگ موجود ہوئے تو پھر ان سے نپٹنے کا سوچ لیں گے"۔ جینی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام!۔۔۔ میں انتظامات کرتا ہوں"۔۔۔ آرتھر نے کہا اور جینی سر ہلاتی ہوئی مڑ کر پچھلے دروازے کی طرف بڑھ گئی جب کہ آرتھر کے کہنے پر دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر ستون سے آزاد کرنے کے لئے بانو کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ آرتھر بھی چند لمحے رکنے کے بعد دروازے سے باہر چلا گیا۔

بانو کے حلق سے ابھی تک ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔

"تم جیسی خوبصورت لڑکی کو کوڑے کھاتے دیکھ کر مجھے بے حد افسوس ہوا تھا" ——— رسی کھولنے والے نے بانو سے مخاطب ہو کر آہستہ آواز میں کہا اور بانو اس کی بات سن کر چونک پڑی۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ میرے ساتھ چند راتیں گذارو گی ——— تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں موت سے بچاؤں گا" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موت سے ——— تو کیا مجھے مار ڈالا جائے گا" ——— بانو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا ——— کیا تم سمجھ رہی ہو کہ مادام جینی تمہیں زندہ چھوڑ دے گی ——— اگر تم میہیں سب کچھ بتا دیتیں تو اب تمہاری لاش کو ستون سے آزاد کیا جا رہا ہوتا" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بانو کو اس کی آنکھوں سے جھلکنے والی ہوس صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"اوہ ——— اوہ ——— پلیز تم جو چاہو گے وہی ہو گا ——— مجھے مرنے سے بچا لو ——— میں مرنا نہیں چاہتی" ——— بانو نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"گڈ! ——— لیکن یاد رکھنا ——— اگر دھوکہ دیا تو میں جینی سے زیادہ سفاک ثابت ہوں گا ——— میرا نام جیک ہے" ——— نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں دھوکہ نہیں دوں گی ——— میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گی" ——— بانو نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے جیک! ——— ابھی تک یہ آزاد نہیں ہوئی" ——— ؟ اسی لمحے دروازے سے آرتھر کی کرخت آواز سنائی دی۔ اور اس کی آواز سن کر جیک چونک پڑا۔

"باس! ——— یہ بار بار بے ہوش ہو رہی ہے ——— اس کی حالت بے خراب ہے ——— ایسا نہ ہو کہ یہ پہاڑیوں تک پہنچنے اور راستے کی نشاندہی کرنے سے پہلے ہی ختم ہو جائے" ——— جیک نے جلدی سے جھک کر بانو کو کاندھے پر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور بانو نے بھی ہاتھ پیر اس طرح ڈھیلے چھوڑ دیئے جیسے وہ واقعی بیہوش ہونے والی ہے۔

"اوہ ہاں! ——— یہ نازک سی لڑکی ہے ——— اور میرا خیال ہے کہ پہلی مرتبہ یہ عملی میدان میں آئی ہے ——— واقعی یہ کہیں مر نہ جائے تم جلدی کرو اسے لے آؤ ——— میں اس کی مرہم پٹی کر دیتا ہوں۔ اسے ابھی مرنا نہیں چاہیئے" ——— آرتھر نے چونکتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"دیکھا میرا کارنامہ ——— میں تمہیں اسی طرح موت سے بچا لونگا مگر تم اپنا وعدہ یاد رکھنا" ——— جیک نے آہستہ سے کہا اور بانو نے سر ہلا دیا۔ جیسے واقعی وہ جیک کی ہمدردی پر ایمان لے آئی ہو۔ جیک اسے اسی طرح اٹھائے ایک اور کمرے میں لے آیا۔

یہاں آرتھر موجود تھا۔ اور اس نے ایک فرسٹ ایڈ باکس کھول کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔

"اسے یہاں بیڈ پر لٹا دو ــــ میں مرہم لگاتا ہوں" ــــ آرتھر نے کہا۔

جیک نے سر ہلاتے ہوئے بانو کو کمرے میں موجود ایک بستر پر آرام سے لٹا دیا۔ اور بانو بھی اس طرح بے حس و حرکت بستر پر پڑی رہی جیسے وہ واقعی بے ہوش ہو۔

"باس! ــــ میں لگا دیتا ہوں مرہم ــــ آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں" ــــ جیک نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں! ــــ تم باہر جا کر کار میں بیٹھو ــــ میں اس کی مرہم پٹی کر کے اسے ساتھ لے کر آ رہا ہوں ــــ جلدی کرو" ــــ آرتھر نے غصیلے لہجے میں کہا اور جیک برے برے منہ بناتا ہوا کمرے سے بادل نخواستہ باہر چلا گیا۔

آرتھر نے ایک شیشی سے کریم نکال کر بستر پر بے حس و حرکت پڑی بانو کے زخموں پر لگانی شروع کر دی۔ جہاں جہاں کریم لگ رہی تھی وہاں وہاں بانو کو پرسکون ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا اور ساتھ ہی اسے درد میں کمی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"تم خوامخواہ اس چکر میں پھنس گئی ہو ــــ حالانکہ تم ایک عام سی لڑکی ہو" ــــ نازک سی گھریلو لڑکی" ــــ آرتھر نے مرہم لگاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"میں کیا کروں ــــ نجانے وہ کونسا بدبخت لمحہ تھا جب عمران ہماری حویلی میں آیا تھا ــــ اور پھر یہ چکر چل نکلا ــــ پلیز! میری زندگی بچا لو ــــ مجھے مرنے نہ دو" ــــ بانو نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اگر صحیح نشاندہی کر دی ــــ اور مادام جینی اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں تو تمہاری زندگی بچ جائے گی ــ ورنہ نہیں" ــــ آرتھر نے کہا۔

"لل ــ لیکن ایسا نہ ہو کہ جینی نشاندہی کے بعد مجھے مار ڈالے"۔ بانو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــ ایسا بھی ممکن ہے ــــ جینی ایسی ہی لڑکی ہے۔ انتہائی ظالم اور سفاک ــــ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں موت سے بچا لوں گا ــــ لیکن اس کے لئے تمہیں بھی میرے ساتھ ایک وعدہ کرنا ہو گا" ــــ آرتھر نے کہا۔ اس کے ہاتھ مسلسل زخموں پر مرہم لگانے میں مصروف تھے۔

"کک ــ کیسا وعدہ ــــ جلدی بتاؤ" ــــ بانو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس ملک کے ایک بہت بڑے جاگیردار نواب شہریار خان کی اکلوتی لڑکی ہو ــــ اور اس کی وسیع و عریض جائیداد کی اکلوتی وارث بھی تم ہو ــــ اس لئے اگر تم وعدہ کرو کہ مادام جینی کے اس ملک سے جانے کے بعد تم میرے ساتھ شادی کرو گی ــــ تو میں تمہیں بچا لوں گا ــــ لیکن یہ بات

وعدہ کرنے سے پہلے سُن لو کہ اگر تم نے بعد میں مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی —— تو پھر تمہارا انجام انتہائی عبرت ناک ہوگا۔ میرے ہاتھ بے حد لمبے ہیں" —— آرتھر نے کہا۔

"شش —— شش —— شادی! —— ٹھیک ہے —— تم میری زندگی کو موت سے بچا لو —— میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنے ڈیڈی کو اس بارے میں راضی کر لوں گی —— وہ میری کوئی بات نہیں ٹالتے —— اور اس بارے میں تو انہوں نے مجھے اختیار دے رکھا ہے کہ میں جہاں چاہوں شادی کر سکتی ہوں" —— بانو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سُن کر آرتھر نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب اُٹھ کر کھڑی ہو جاؤ" —— آرتھر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور بانو اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور آرتھر کھلے ہوئے فرسٹ ایڈ باکس کو بند کرنے میں مصروف ہو گیا۔

بانو کا لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ لیکن زخموں میں اب تکلیف یا درد موجود نہ تھا۔ اور اب وہ اپنے آپ کو خاصا پُرسکون محسوس کر رہی تھی۔

"پلیز —— مجھے کوئی لباس دے دو —— میں اس پھٹے ہوئے لباس میں باہر نہیں جا سکتی —— پلیز" —— بانو نے اپنے جسم کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! —— تم مقامی لڑکی ہو —— ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں لباس دیتا ہوں" —— آرتھر نے کہا اور پھر وہ بانو کا بازو

پکڑے کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے کے سامنے ایک برآمدہ تھا اس برآمدے میں چلتے ہوئے آرتھر اُسے ایک اور کمرے کے دروازے پر لے آیا۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا۔

"اندر چلی جاؤ —— اندر مختلف لباس موجود ہیں —— جو تم پر فٹ آ جائے وہ پہن لو —— لیکن جلدی آنا —— ورنہ مادام کو غصہ آ جائے گا —— ابھی وہ پہاڑیوں پر انتظامات میں مصروف ہے"۔ آرتھر نے کہا اور بانو سر ہلاتی ہوئی کمرے میں داخل ہو گئی۔

کمرے میں واقعی ایک بڑی الماری موجود تھی جس میں مختلف اقسام کے زنانے لباس موجود تھے۔ لیکن یہ سب لباس مغربی انداز کے تھے۔ بانو نے جینز اور شرٹ منتخب کی اور پھر اُسے پہن کر وہ کمرے سے باہر آ گئی۔

"گڈ —— اس لباس میں تو تم اور زیادہ خوبصورت لگنے لگی ہو" —— آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بانو نے بے اختیار شرما کر نظریں چرا لیں۔

"جلدی کرو ۔۔۔ انتہائی تیز رفتاری سے کام نمٹاؤ ۔۔۔ جیسے کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتی ہے" ۔۔۔ ورتھا نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا اور غار میں موجود پانچ افراد کے جسم اور زیادہ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔

ورتھا اسی غار میں موجود تھی جہاں کے۔ وَن والے پتھر موجود تھے جب کہ غار کے اندرونی حصے کی دیوار میں ایک خلا نظر آ رہا تھا جس کی دوسری طرف ایک اور غار تھی۔ اور غار میں موجود آدمی ان پتھروں کو اٹھا اٹھا کر اس خلا سے دوسری غار میں لے جا رہے تھے۔ ورتھا انہیں بار بار تیز کام کرنے کی ہدایت کر رہی تھی۔ لیکن پتھروں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ باوجود تیزی کے پتھر ختم ہونے میں ہی آ رہے تھے۔

ورتھا، عمران سے علیحدہ ہوتے ہی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے

شہری ہیڈ کوارٹر پہنچی تھی۔ لیکن اُسے راستے میں ہی اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ ایک ایسے ریستوران کے سامنے ٹیکسی رکوا کر جس کا عقبی دروازہ تھا، اس میں داخل ہو گئی۔ اور پھر عقبی دروازے سے نکل کر وہ تعاقب کرنے والے کو جھٹک دینے میں کامیاب ہو گئی ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی اس نے اپنے گروپ کے خاص آدمیوں کو فوری طور پر ساتھ لیا اور پھر ایک تیز رفتار جیپ میں بیٹھ کر وہ دارالحکومت کی طرف سے پہاڑیوں کی طرف جانے کی بجائے قصبہ طورخان کی طرف نکل گئی۔ اس ہیڈ کوارٹر کو قائم کرنے سے پہلے ورتھا نے ان پہاڑیوں کا باقاعدہ سروے کیا تھا۔ اس لئے اُسے ان پہاڑیوں کے خاص راستوں کا علم تھا۔

تعاقب کا پتہ چلنے پر وہ عمران کی چال سمجھ گئی تھی کہ عمران نے صرف اس ہیڈ کوارٹر کا پتہ معلوم کرنے کے لئے اُسے چکر دینے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا ہو گا کہ ایک سپر ایجنٹ سے کوئی راز اگلوانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور پھر شاید اُسے بانو کو بھی فوری دستیاب کرنا تھا اس لئے اس نے بجائے تشدد کرنے کے یہ راستہ اپنایا اور اسی لئے اس نے تعاقب کرنے والے کو پہلے ہی باہر موجود رکھا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران فوری طور پر پہاڑیوں پر نگرانی کرائے گا۔ کیونکہ بہرحال ورتھا کو وہاں تک پہنچنے میں وقت لگنا تھا۔ لیکن ورتھا اتنی آسانی سے فریب کھانے والوں میں سے نہیں تھی اس لئے اس نے سب سے پہلے ان پتھروں کو محفوظ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ قصبہ طورخان

کی سائیڈ سے گذرتی ہوئی وہ ان پہاڑیوں کے بالکل عقبی طرف پہنچ گئی۔ اور پھر وہاں سے خفیہ راستوں سے گذرتی ہوئی وہ اس غار تک آ پہنچی تھی۔ یہاں پتھروں کو موجود پا کر اس نے نہ صرف اطمینان کی ایک طویل سانس لی تھی بلکہ اس کے چہرے پر کامیابی کے فتح مندانہ آثار بھی اُبھر آئے تھے۔ وہ جیبنی اور عمران دونوں پارٹیوں کو چکر دینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ لیکن اتنا وہ جانتی تھی کہ ان پتھروں کو فوری طور پر کہیں اور جگہ شفٹ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے انہیں اسی غار سے متعلقہ ایک خفیہ غار میں منتقل کر رہی تھی۔

کام تیزی سے جاری تھا اور پھر جب پتھروں کی آخری کھیپ بھی خلا سے دوسری طرف پہنچ گئی تو ورتھا نے جلدی سے خود بھی اس خلا کو عبور کیا اور دوسری طرف پہنچ گئی۔ اور پھر اس نے ایک پتھر پر مخصوص انداز میں پیر مارا تو یہ خلا خود بخود اس انداز میں بند ہو گئی کہ یہاں کسی خلا کا کسی کو شبہ تک نہ ہو سکتا تھا۔ دوسری غار کی تہہ میں بھی ایک قدرتی ٹیڑھی کنواں نما غار تھی جس میں اس نے پتھر بھر وا کر ان کے اوپر عام سے پتھر اس طرح رکھوا دیئے کہ اگر کوئی اس غار میں پہنچ بھی جائے تو یہاں کے۔ وان والے پتھروں کو تلاش نہ کر سکتا تھا۔

"آؤ اب جیبنی اور عمران کا تماشہ دیکھیں —— اپنے ہتھیار تیار کر لو۔ ہمیں ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے" —— ورتھا نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اپنی اپنی مشین گنیں اٹھا لیں اور ایک مشین گن ورتھا کو بھی دے دی۔ اور ورتھا اپنے ساتھیوں سمیت ایک تنگ سے سوراخ سے رینگ کر باہر نکلی اور پھر دو

بڑی اور اونچی چٹانوں کے درمیان موجود قدرتی کریک میں سے ہوتی ہوئی وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر جب ایک چٹان کے پیچھے پہنچی تو سامنے ہی اس غار کا دہانہ نظر آ رہا تھا جس میں پہلے پتھر موجود تھے۔ غار کا دہانہ ایک بڑے پتھر سے بند تھا۔ ورتھا کے ساتھی اس سے ذرا پیچھے ایک اور چٹان کے پیچھے رک گئے تھے۔

"مادام! —— اوپر سے کوئی آ رہا ہے" —— ایک آدمی نے پچھلی چٹان کے پیچھے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— میں نے جیبنی کی جھلک دیکھی ہے —— تم نے بالکل خاموش رہنا ہے —— جب تک میں اشارہ نہ کروں تم نے حرکت میں نہیں آنا" —— ورتھا نے دبے لہجے میں کہا۔

"مادام! —— کیا جیبنی کو بھی گولی مارنی ہے یا ——" اسی نوجوان نے دوبارہ پوچھا۔ وہ شائد اپنے ساتھیوں کا انچارج تھا۔

"فوری طور پر نہیں ٹونی! —— میں کوشش کروں گی کہ جیبنی کو اپنی بوٹیاں خود نوچنے پر مجبور کر دوں —— البتہ اگر ناگزیر ہوا تو ایسا فیصلہ بھی کیا جا سکتا ہے" —— ورتھا نے کہا۔ اس کی نظریں اس راستے پر لگی ہوئی تھیں جہاں سے اب نیچے اترتی ہوئی جیبنی صاف نظر آ رہی تھی۔ جیبنی کے آگے بانو تھی اور جیبنی کے ساتھ ساتھ دو مسلح افراد چل رہے تھے۔

عمران اور اس کا کوئی ساتھی ابھی تک سامنے نہ آیا تھا۔

ورتھا خاموشی سے چٹان کی اوٹ میں چھپی ہوئی بانو۔ جیبنی اور اس کے ساتھیوں کو نیچے اترتے ہوئے دیکھتی رہی اس کے لبوں پر

بڑی معنی خیز مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ وہ تصور ہی تصور میں اس
لمحے کا منظر دیکھ رہی تھی جب جینی خالی غار دیکھے گی اور اس کے
بعد اس کا جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔ ویسے ورتھا نے جان بوجھ کر
پتھروں کے علاوہ باقی تمام سامان غار میں ہی چھوڑ دیا تھا تاکہ جینی
یہ نہ سمجھ لے کہ بانو اُسے کسی غلط غار میں لے آئی ہے۔ اُسے
صرف اتنا احساس ہو کہ اصل مشن غائب ہو چکا ہے۔

"سائلنسر لگے ریوالور نکال لو ۔۔۔۔ اور چٹانوں تک ان کی رینج
ہے ۔۔۔ اگر کوئی اوپر سے نظر آئے تو تم نے اس کا خاتمہ کر
دینا ہے تاکہ ہم اطمینان سے جینی کے پیچھے غار میں داخل ہو سکیں"
ورتھا نے سرگوشی کے سے انداز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور ٹولی
اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے یس مادام کی آواز سنائی دی اور
اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

عمران نے ایک اونچی چٹان پر سینے کے بل لیٹا ہوا تھا اس کی
آنکھوں سے طاقتور دُور بین لگی ہوئی تھی۔ یہ چٹان ایسی جگہ پر تھی
جہاں سے عمران کافی وسیع علاقے پر نظریں رکھ سکتا تھا۔ اس کے
باقی ساتھی مختلف چٹانوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے اسی طرح ہر طرف
سے نگرانی کر رہے تھے۔

عمران کے ساتھ ہی ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا جو ایک
سگریٹ باکس کی شکل میں تھا۔ عمران کو رپورٹ مل چکی تھی کہ ورتھا نے
اپنے تعاقب سے نعمانی کو جھٹک دیا ہے اور اس رپورٹ کے ملتے
ہی عمران اور زیادہ چوکنا ہو گیا تھا۔ اس نے فوری طور پر سیکرٹ سروس
کے ممبران کی ڈیوٹیاں مختلف سپاٹس پر لگائیں اور خود اپنے لئے
اس نے یہ چٹان منتخب کی تھی۔

ورتھا اور جینی دونوں میں سے ابھی تک کوئی بھی پہاڑیوں پر

نہ پہنچا تھا۔ لیکن عمران کو معلوم تھا کہ یہ دونوں بہرحال اس طرف آئیں گی۔ اُسے دراصل بانو کے متعلق بے حد فکر تھی۔ لیکن فوری طور پر بانو کو تلاش نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کا یہی حل تھا کہ ان پہاڑیوں پر ہی چیکنگ کی جائے۔ جیبنی نے بہرحال یہیں آنا تھا اس کے بعد جیبنی سے بانو کے متعلق پوچھا جا سکتا تھا۔ ویسے عمران دل ہی دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ جیبنی کو بانو پر تشدد کرنے کی ایسی عبرتناک سزا دے گا کہ وہ موت کی بھیک مانگے گی لیکن موت اس سے دور بھاگے گی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جیبنی صرف اسی صورت میں ادھر آسکتی ہے جب وہ بانو سے اس خفیہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کرلے گی۔ اُسے دراصل صرف ایک خطرہ تھا کہ بانو عام گھریلو لڑکی ہے اس لئے وہ ایک لمحہ بھی تشدد کے سامنے نہ ٹھہر سکے گی۔ اور فوری ہی سب کچھ بتا دے گی۔ اس کے بعد جیبنی اُسے بے کار سمجھ کر اس کا خاتمہ نہ کردے۔ لیکن دوسرے لمحے یہ سوچ کر اُسے تسلی ہو جاتی کہ جیبنی اس وقت تک بانو کو قتل کرنے کا رسک نہ لے گی جب تک وہ ہیڈ کوارٹر کو تلاش نہ کرلے۔ کیونکہ وہ لازماً یہ سوچے گی کہ اگر بانو نے غلط بتایا ہو اور وہ اسے قتل کر دے تب پھر وہ دوبارہ ہیڈ کوارٹر کو تلاش نہ کر سکے گی۔ اور پھر جب اُسے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ورتھا کو بانو اغوا کر لائی ہے اور عمران کا ملازم ورتھا کو لے گیا ہے تو وہ یہی سمجھے گی کہ عمران ورتھا سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ معلوم کر چکا ہوگا اور ایسی صورت میں اگر وہ خفیہ ہیڈ کوارٹر تلاش نہ کر سکی تو پھر کے۔ وَن والے پتھر لازماً عمران کے

ہتھے چڑھ جائیں گے۔ اسی اندازے کی وجہ سے اُسے تسلّی تھی کہ جیبنی بانو کو فوری طور پر ہلاک کرنے کا رسک نہ لے گی۔ لیکن پھر بھی اُسے رہ رہ کر وہم اٹھتا تھا کیونکہ وہ عورتوں کی جذباتی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ جذبات میں آکر وہ سنجانے کیا کچھ کر ڈالتی تھیں۔ لیکن صورت حال کچھ ایسی بن گئی تھی کہ سوائے انتظار کرنے کے فوری طور پر اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے چونک کر اُسے اٹھایا اور پھر اس کے کنارے پر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عمران صاحب! ـــــ میں صفدر بول رہا ہوں۔ اوور" ـــــ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! ـــــ کیا بات ہے۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب! ـــــ پہاڑیوں کے بالکل عقبی طرف ایک جیپ آکر رکی ہے ـــــ اس میں سے ایک عورت اور چار مرد نکل کر پہاڑیوں میں گھس گئے ہیں ان کا رُخ صدیقی والے سپاٹ کی طرف ہے ـــــ میں نے صدیقی کو الرٹ کر دیا ہے۔ اوور" ـــــ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــــ کیا وہ جیبنی ہے۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں عمران صاحب! ـــــ وہ جیبنی نہیں ہو سکتی ـــــ بہرحال ہے اسی قومیت کی عورت ـــــ مرد بھی غیر ملکی ہیں۔ انہوں نے

مشین گنیں اٹھائی ہوئی ہیں اور پشت پر ایسے تھیلے ہیں جیسے ایمرجنسی اسلحہ کے ہوتے ہیں۔ اوور" ـــــ صفدر نے کہا۔

"پھر یہ یقیناً ورتھا ہوگی ـــــ وہ کسی خفیہ راستے سے اس ہیڈ کوارٹر کی طرف جا رہی ہوگی ـــــ کیا تمہیں وہ نظر آ رہی ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــــ البتہ صدیقی لازماً انہیں چیک کر رہا ہوگا۔ اوور" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں صدیقی سے بات کرتا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بٹن کو دوبارہ پریس کر دیا۔

"یس صدیقی اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر پر اب صدیقی کی آواز ابھری۔

"صدیقی! ـــــ وہ عورت اور چار مرد تمہارے ویو میں ہیں۔ اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ ابھی تک تو ہیں ـــــ وہ ایک لمبے کریک سے گذر رہے ہیں۔ اوور" ـــــ صدیقی نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس ویو گن ہے ـــــ اس عورت پر فائر کر دو۔ جلدی کرو۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے ایک طرف پڑا ہوا تھیلا گھسیٹا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین باہر کھینچ لی۔ یہ سائز میں تو خاصی چھوٹی تھی لیکن اس کا حجم خاصا تھا۔ عمران نے اس کے ایک کونے میں لگا

ہوا بٹن دبا دیا۔ تو مشین کے سامنے کا حصہ سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔ لیکن سکرین بالکل صاف تھی۔

"کیا ہوا صدیقی! ـــــ ویو گن فائر نہیں کی۔ اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ ابھی ویو گن کی رینج میں نہیں آئی عمران صاحب ـــــ اوور" صدیقی کی آواز سنائی دی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد چٹک کی آواز مشین میں سے ابھری اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک لمحے کے لئے ورتھا کا کلوز اپ نظر آیا اس کے بعد منظر ہٹتا چلا گیا۔ اب پہاڑی کریک کا منظر واضح نظر آ رہا تھا اور ورتھا اور اس کے چار ساتھی مرد بھی سکرین پر نمایاں تھے۔ عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ ویو گن اور اسے چیک کرنے والی سکرین اس نے حال ہی میں حاصل کی تھی۔ آئیڈیا تو اسی کا تھا لیکن اس پر کام سر داور نے کیا تھا۔ اور آج پہلی بار وہ اس ویو گن کا تجربہ کر رہا تھا۔ ویو گن ایک پتلی سی پسٹل تھی جس میں کاسمک ایس۔ ٹی ریز استعمال کی گئی تھیں۔ یہ ریز جس ٹارگٹ پر ڈالی جائیں یہ اس کے گرد ایک جال سا بنا لیتی تھیں اور یہ جال تقریباً دو گھنٹوں تک قائم رہتا تھا۔ چونکہ یہ ریز نظر نہ آتی تھیں اس لئے جس پر سے فائر کیا جاتا تھا اسے ان ریز کا احساس تک نہ ہوتا تھا اور اس مشین کے ذریعے تقریباً دو مربع کلومیٹر کے فاصلے تک اس ٹارگٹ اور اس کے گرد تقریباً سو مربع فٹ کے علاقے کو آسانی سے چیک

مشین گنیں اٹھائی ہوئی ہیں اور پشت پر ایسے تھیلے ہیں جیسے ایمرجنسی اسلحہ کے ہوتے ہیں۔ اوور" ــــــ صفدر نے کہا۔

"پھر یہ یقیناً ورتھا ہوگی ــــــ وہ کسی خفیہ راستے سے اس ہیڈکوارٹر کی طرف جارہی ہوگی ــــــ کیا تمہیں وہ نظر آرہی ہے۔ اوور" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ــــــ البتہ صدیقی لازماً انہیں چیک کر رہا ہوگا۔ اوور" ــــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــــ میں صدیقی سے بات کرتا ہوں ــــــ اوور اینڈ آل" ــــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بٹن کو دوبارہ پریس کر دیا۔

"یس صدیقی اٹنڈنگ۔ اوور" ــــــ ٹرانسمیٹر پر اب صدیقی کی آواز ابھری۔

"صدیقی! ــــــ وہ عورت اور چار مرد تمہارے ویو میں ہیں۔ اوور" ــــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــــ ابھی تک تو ہیں ــــــ وہ ایک لمبے کریک سے گذر رہے ہیں۔ اوور" ــــــ صدیقی نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس ویوگن ہے ــــــ اس عورت پر فائر کر دو۔ جلدی کرو۔ اوور" ــــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے ایک طرف پڑا ہوا تھیلا گھسیٹا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین باہر کھینچ لی۔ یہ سائز میں تو خاصی چھوٹی تھی لیکن اس کا حجم خاصا تھا۔ عمران نے اس کے ایک کونے میں لگا

ہوا بٹن دبا دیا۔ تو مشین کے سامنے کا حصہ سکرین کی طرح روشن ہوگیا۔ لیکن سکرین بالکل صاف تھی۔

"کیا ہوا صدیقی! ــــــ ویوگن فائر نہیں کی۔ اوور" ــــــ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ ابھی ویوگن کی رینج میں نہیں آئی عمران صاحب ــــــ اوور" صدیقی کی آواز سنائی دی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد چٹاک کی آواز مشین میں سے ابھری اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک لمحے کے لئے ورتھا کا کلوز اپ نظر آیا اس کے بعد منظر ہٹتا چلا گیا۔ اب پہاڑی کریک کا منظر واضح نظر آرہا تھا اور ورتھا اور اس کے چار ساتھی مرد بھی سکرین پر نمایاں تھے۔ عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ ویوگن اور اسے چیک کرنے والی سکرین اس نے حال ہی میں حاصل کی تھی۔ آئیڈیا تو اسی کا تھا لیکن اس پر کام سر داور نے کیا تھا۔ اور آج پہلی بار وہ اس ویوگن کا تجربہ کر رہا تھا۔ ویوگن ایک پتلی سی پنسل تھی جس میں کاسمک ایس۔ ٹی ریز استعمال کی گئی تھیں۔ یہ ریز جس ٹارگٹ پر ڈالی جائیں یہ اس کے گرد ایک جال سا بنا لیتی تھیں اور یہ جال تقریباً دو گھنٹوں تک قائم رہتا تھا۔ چونکہ یہ ریز نظر نہ آتی تھیں اس لئے جس پر اسے فائر کیا جاتا تھا اسے ان ریز کا احساس تک نہ ہوتا تھا اور اس مشین کے ذریعے تقریباً دو مربع کلومیٹر کے فاصلے تک اس ٹارگٹ اور اس کے گرد تقریباً سو مربع فٹ کے علاقے کو آسانی سے چیک

کیا جا سکتا تھا۔ البتہ اس میں آواز کا سسٹم نہ تھا۔ صرف ویومشین پر تصویر دیکھی جا سکتی تھی۔

عمران خاموش بیٹھا ویومشین کی سکرین پر ورتھا اور اس کے ساتھیوں کو حرکت کرتے دیکھ رہا تھا۔ ٹریک سے نکل کر ورتھا ایک غار میں داخل ہوئی اور پھر اس غار کا اختتام ایک اور پہاڑی پر ہوا وہاں سے یہ گروپ دوسری پہاڑی غار میں داخل ہوا اور پھر اس کے اندر سے ہو کر وہ ایک بڑی سی غار میں پہنچے۔ ورتھا نے آگے بڑھ کر غار کی ایک دیوار میں موجود پتھر پر زور سے پیر مارا تو ایک بڑا سا پتھر ایک طرف ہٹ گیا اور اب اس دیوار میں ایک خلاء سا پیدا ہو گیا تھا۔ ورتھا اس خلاء میں داخل ہوئی تو عمران چونک پڑا کیونکہ وہاں پتھروں کے ڈھیر کے علاوہ ایسا سامان بھی موجود تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہی ورتھا کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کے بعد ورتھا نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دیں تو انہوں نے اپنی پشت پر لدے ہوئے تھیلے اور ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں ایک طرف رکھیں اور کونے میں ڈھیر پتھروں کو اٹھانے لگے۔ ورتھا انہیں ساتھ لئے اس خلاء کو کراس کر کے دوبارہ پہلے والی غار میں گئی اور پھر اس نے انہیں اس غار کے ایک کونے کی تہہ میں نظر آنے والے بڑے سے کنوئیں نما سوراخ کی طرف اشارہ کیا اور ورتھا کے ساتھیوں نے پتھر اس دہانے میں ڈال دیئے۔ اور پھر وہ دوبارہ پتھر اٹھانے چلے گئے اور تین پھیروں تک تو ورتھا وہیں پہلے والی غار میں موجود رہی۔ اس کے بعد وہ واپس ہیڈ کوارٹر چلی گئی۔ البتہ اس کے آدمی تیزی سے پتھر ڈھوتے رہے۔

عمران خاموش پڑا ویومشین کی سکرین پر یہ ساری کارروائی دیکھتا رہا۔ اس کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں تو عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو ___ خاور کالنگ۔ اوور" ___ خاور کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"یس ___ عمران بول رہا ہوں۔ اوور" ___ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ___ جنوبی طرف سے دو کاریں پہاڑی سڑک پر چڑھ رہی ہیں ___ ان کے آگے آگے موٹر سائیکل پر سوار وہی آدمی ہے جو پہلے یہاں آ کر دوربین سے چیکنگ کرتا رہا ہے۔ اوور" ___ خاور نے کہا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ جیننی کا گروپ آ گیا ہے۔ ٹھیک ہے ___ انہیں نظروں میں رکھنا ___ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ویو سکرین پر ورتھا کے ساتھی ابھی تک پتھر ڈھونے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ البتہ اب پتھروں کے ڈھیر میں خاصی کمی آ گئی تھی۔ عمران نے دوربین اٹھا کر دوبارہ آنکھوں سے لگائی اور پھر اپنا رخ جنوبی طرف کر لیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے دو کاروں کو اوپر چڑھتے دیکھ لیا۔ کاریں خاصی تیز رفتاری سے اوپر چڑھ رہی

تھیں۔ عمران خاموشی سے کاروں کو بڑھتے دیکھتا رہا۔ اور پھر دونوں کاریں عمران سے تھوڑی ہی دور ایک بائی روڈ پر مڑ گئیں۔ عمران انہیں اس طرف مڑتے دیکھتا رہا۔ کافی آگے جا کر ایک بڑی چٹان کے پاس دونوں کاریں رک گئیں۔ عمران کی نظریں کاروں پر جمی ہوئی تھیں وہ بانو کے متعلق تصدیق کرنا چاہتا تھا اور جب اس نے ایک کار میں سے بانو کو اترتے دیکھا تو اس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ بانو نے چست لباس پہنا ہوا تھا۔ جینی بھی ساتھ ہی اتری تھی۔ اور دونوں کاروں میں سے جینی کے علاوہ چھ مرد بھی باہر آئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

بانو، جینی کو ایک طرف اشارہ کر کے کچھ بتا رہی تھی اور پھر وہ بانو سمیت سب اس طرف کو چل پڑے۔

عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر جب ویو مشین کی طرف دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ ورتھا اور اس کے ساتھیوں کو اس نے ایک پتلے اور تنگ پہاڑی کریک میں دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔

"اوہ! ___ تو یہ اپنا کام ختم کر کے نکل آئے ہیں" ___ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کے اوپر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو ___ عمران بول رہا ہوں ___ تمام لوگ پوائنٹ نمبر تھری کی طرف سمٹ آئیں ___ دونوں پارٹیاں یہیں موجود ہیں ___ لیکن تم میں سے کسی کو سامنے آنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود کاشن دوں گا ___ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے

کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ویو مشین کی سکرین پر اس نے ورتھا اور اس کے چار ساتھیوں کو مشین گنیں اٹھائے آگے پیچھے چٹانوں کی اوٹ میں چھپتے ہوئے دیکھا اور اسی لمحے اس نے دوربین سے دیکھا بانو جینی اور اس کے پیچھے دو مسلح آدمی نیچے اتر رہے تھے۔

"اوہ ___ اس کا مطلب ہے کہ اس کے چار ساتھی پیچھے رک گئے ہیں" ___ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ویو مشین کا بٹن بند کر کے اسے جلدی سے تھیلے میں ڈالا اور تھیلا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ آہستہ سے اٹھا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد وہ مڑ کر تیزی سے چٹان سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر بھی تھیلے میں ڈال دیا اور گلے میں لٹکی ہوئی دوربین اتار کر بھی اس نے تھیلے میں منتقل کر دی۔ تھیلا اس نے پشت پر لادا اور پھر ٹرانسمیٹر باکس اس نے جیب میں ڈال کر جیب سے ایک سائلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لیا اور بندر کی سی پھرتی سے چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس طرف بڑھتا گیا۔ جدھر جینی اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور پھر ایک چٹان کی اوٹ سے اسے جینی کے دو ساتھی نظر آ گئے۔ وہ ڈھلوان کے اوپر ٹہل رہے تھے۔ جبکہ اس کے دو اور ساتھی چٹانوں کے اوپر لیٹے ہوئے نیچے کی طرف جھانک رہے تھے۔ عمران ذرا سا آگے بڑھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک چٹان کے پیچھے رک کر ریوالور سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس نے یکے بعد دیگرے دو بار ٹریگر دبا دیا اور چٹانوں پر ٹہلنے والے دونوں مسلح آدمی

یکلخت چیختے ہوئے نیچے گرے۔ ان کے گرتے اور چیخنے کی وجہ سے چٹانوں پر لیٹے ہوئے دونوں آدمی بھی بری طرح اچھل کر مڑے اور پھر اپنے ساتھیوں کو تڑپتا دیکھ کر انہوں نے چٹانوں سے نیچے چھلانگیں لگائی ہی تھیں کہ عمران کی انگلی ایک بار پھر حرکت میں آگئی اور انہیں صحیح سلامت چٹانوں سے نیچے پہنچ کر کھڑا ہونا نصیب نہ ہوا اور وہ دونوں بھی اپنے پہلے ساتھیوں کی طرح نیچے زمین پر ہی تڑپنے لگے۔

عمران اس وقت تک چٹان کے پیچھے رکا رہا جب تک کہ وہ چاروں ہی ساکت نہ ہو گئے۔ اس کے بعد وہ تیزی سے آگے بڑھا اور ان کے قریب پہنچ کر سب سے پہلے اس نے ان چاروں کی موت کی تسلی کی کیونکہ اگر ان میں سے کوئی زندہ رہ جاتا تو وہ عقب سے وار کر سکتا تھا۔ وہ چاروں ہی ختم ہو چکے تھے۔ عمران کا نشانہ بالکل درست رہا تھا اور ہر طرف سے گولیاں ان کے دلوں میں ہی لگی تھیں۔

عمران نے جلدی سے تھیلے میں سے ویو مشین دوبارہ نکالی اور اس کا بٹن آن کیا تو اس نے ورتھا کو چٹان کے پیچھے اسی طرح چھپے ہوئے دیکھا اور اس کی نظریں سامنے کی غار کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھی بھی پچھلی چٹان کی اوٹ میں رکے ہوئے تھے جبکہ بانو، جینی اور اس کے دو ساتھی ابھی تک بڑی احتیاط سے نیچے اتر رہے تھے۔

عمران نے تیزی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — کیا تم میں سے کسی کو کوئی چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے

چار مسلح آدمی نظر آ رہے ہیں۔ اوور" — ؟ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے نظر آ رہے ہیں عمران صاحب! — میں ان کے بالکل عقب میں ہوں — ان کی ساتھی عورت ان سے آگے ایک چٹان کے پیچھے موجود ہے — ان دونوں چٹانوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہے۔ اوور" — صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"تمہارے پاس سائنائیڈ سوئیوں والی مشین موجود ہے — ان چاروں آدمیوں کو ختم کرو — لیکن اتنی احتیاط کرنا کہ ان کے مرتے وقت کوئی آہٹ نہ ہو۔ میں اس عورت کو چونکانا نہیں چاہتا۔ اوور" — عمران نے کہا۔

"عمران صاحب! — اگر ایسی بات ہے تو میں ان کے قریب جا کر سوئیاں فائر کروں گا تاکہ چوں چراں کی نوبت ہی نہ آئے۔ اوور" — صدیقی نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"او کے — اوور اینڈ آل" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ویو مشین پر دیکھنے لگا۔

ورتھا ابھی تک غار کے دہانے پر چٹان کی اوٹ میں چھپی ہوئی تھی۔ جب کہ بانو، جینی اور اس کے ساتھی اب کافی نیچے اتر کر تقریباً اس چٹان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جب کہ دہانے پر موجود چٹان کو ورتھا غور سے دیکھ رہی تھی۔

اسی لمحے عمران کو ورتھا کے ساتھیوں کے عین عقب میں ایک چٹان کے پیچھے سے صدیقی کا سر ابھرتا نظر آیا۔ اور پھر صدیقی اُٹھائی

محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ صدیقی کی معمولی سی غفلت نہ صرف اس کی جان لے سکتی تھی بلکہ ساری سچویشن ہی خراب ہو جاتی۔ اور ہو سکتا تھا کہ بانو بھی اس ہنگامے میں ماری جاتی۔ لیکن صدیقی انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھا اور پھر اس کا سیدھا ہاتھ بلند ہوا۔ دوسرے لمحے عمران نے چٹان کے پیچھے موجود ورتھا کے چاروں ساتھیوں کے سر یکلخت ڈھلکتے ہوئے دیکھے تو اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔ صدیقی نے شاید ان کی گردنوں میں سوئیاں اتار دی تھیں اس لئے انہیں ذرا برابر حرکت کرنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔ اور وہ مُردہ ہو کر چٹان کے ساتھ ہی چپکے رہ گئے۔

ورتھا اسی طرح چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی تھی جب کہ بانو اس وقت یوں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جیسے کسی چیز کا اندازہ کر رہی ہو۔ عمران بڑے محتاط انداز میں نیچے اترنے لگا۔ اب وہ جلد از جلد ان کے قریب پہنچنا چاہتا تھا۔

"کہاں ہے وہ غار ——— سوچ لو۔ اگر تم نے غلط بیانی کی تو ایک لمحے میں گولی سے اڑا دونگی" ——— جینی کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"میں اندازہ کر رہی ہوں ——— جگہ تو مجھے یقین ہے یہی تھی"۔ بانو نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں اس غار کے دہانے پر جم گئیں جس کے سامنے ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا۔

"صحیح صحیح بتانا ——— ورنہ مادام معاف نہیں کریں گی" ——— جینی کے ساتھ کھڑے آرتھر نے بھی سخت لہجے میں کہا اور بانو نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو آرتھر نے آہستہ سے آنکھ کا کونا دبا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم صحیح بتا دو۔ تمہیں میں بچا لوں گا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہی وہ غار ہے" ——— بانو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسی غار کی طرف اشارہ کر دیا۔ جو واقعی ورتھا کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

"آرتھر! ——— آگے بڑھ کر یہ پتھر ہٹاؤ ——— اور اُسے جھانک کر چیک کرو ——— انتہائی محتاط رہنا ——— اور جیک! ——— تم بھی ارد گرد سے محتاط رہنا ——— یہ خاموشی مجھے کچھ غیر فطری سی محسوس ہو رہی ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہاں کچھ لوگ موجود ہیں ——— لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے ساتھی جو ادپر نگرانی کر رہے ہیں ضرور ہمیں اطلاع کر دیتے ——— بہرحال پھر بھی محتاط رہو" جیبنی نے کہا اور جیک نے سر ہلا دیا۔

آرتھر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑے محتاط انداز میں پہلے پتھر کے قریب پہنچ کر اس کے ساتھ اپنا کان لگایا تاکہ غار کے اندر کی صورت حال کا اندازہ لگا سکے۔ اس کے بعد اس نے پتھر کو کھسکانا شروع کر دیا۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد اس نے پتھر کو اتنا کھسکا دیا کہ ایک آدمی غار کے اندر داخل ہو سکے۔

پتھر کو کھسکا کر وہ چند لمحے رکا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے سر اندر کر کے غار کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے پیچھے مڑا۔ اس کا چہرہ جوش کی وجہ سے چمک رہا تھا اور آنکھوں میں یکلخت چمک ابھر آئی تھی۔

"مادام! ——— یہی ہیڈ کوارٹر ہے اور خالی ہے" ——— آرتھر نے پُرجوش مگر دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ——— جیک! ——— تم خیال رکھنا" ——— جیبنی نے کہا اور پھر بانو کا بازو پکڑ کر وہ تیزی سے غار کی طرف بڑھی۔ آرتھر اس دوران غار کے اندر پہنچ چکا تھا۔ جیبنی کے اشارے پر پہلے

بانو اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے جیبنی بھی اندر پہنچ گئی۔ جبکہ جیک ایک طرف کھڑا رہ گیا۔

"ہاں! ——— یہ واقعی ہیڈ کوارٹر ہے ——— لیکن وہ پتھر ——— وہ پتھر کہاں ہیں" ——— جیبنی نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا کیونکہ غار میں کہیں ایک پتھر بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"پتھر اس کونے میں تھے" ——— بانو نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اُسے خود سمجھ نہ آ رہی تھی کہ پتھر کہاں گئے۔

"بکواس کر رہی ہو ——— تم مجھے غلط جگہ پر لے آئی ہو ——— کہاں ہیں وہ پتھر" ——— جیبنی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے بانو کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارنا چاہا تھا۔ لیکن بانو اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گی ——— بتاؤ اصل غار کہاں ہے" —؟ جیبنی نے یکلخت ریوالور سیدھا کرتے ہوئے حلق کے بل چیخ کر کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ بانو کوئی جواب دیتی۔ اچانک باہر سے کسی کے چیخنے اور گرنے کی آواز سنائی دی۔ یوں محسوس ہوا تھا کہ جیسے کوئی چیخ کر دھم سے نیچے گرا ہو۔

"آرتھر! ——— باہر دیکھو کیا ہوا ہے" ——— جیبنی نے تیز لہجے میں کہا اور آرتھر مشین گن اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بھاگا اور پھر باہر نکل گیا۔

"بتاؤ ——— بتاؤ ——— سچ سچ بتاؤ ——— میں کہتی ہوں سچ سچ بتا دو"

جینی دوبارہ بانو کی طرف مڑ گئی۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ پڑا ہوا تھا۔

"میں تمہیں ٹھیک جگہ لے آئی ہوں ——— اب پتھر کہاں گئے یہ مجھے معلوم نہیں" ——— بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑیں۔ کیونکہ باہر ایک بار پھر چیخنے کی آواز کے ساتھ ہی کوئی گرا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ——— آرتھر ——— آرتھر" ——— جینی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"آرتھر اب بول نہیں سکتا مادام جینی" ——— اچانک دہانے سے ورتھا کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے یکلخت دھماکہ ہوا اور جینی کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ ورتھا غار کے دہانے سے اندر آ چکی تھی اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی جس کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔

"میں چاہتی تو تمہارا سینہ بھی گولیوں سے چھلنی ہو چکا ہوتا ——— لیکن میں تمہیں فی الحال مارنا نہیں چاہتی ——— مگر اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں ایسا بھی کر گذروں گی" ——— ورتھا نے بڑے فتح مندانہ انداز میں کہا۔

"اوہ ——— ورتھا تم ! ——— کیا واقعی یہ تمہارا وہی خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے جہاں تم نے کے۔ ون والے پتھر چھپا رکھے تھے" ——— ؟ جینی نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ اس کی نظریں ورتھا پر لگی ہوئی تھیں۔

"ہاں مس جینی ! ——— یہی وہ ہیڈ کوارٹر ہے ——— بانو تمہیں بالکل صحیح جگہ پر لے آئی ہے ——— لیکن تمہیں آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ وہ پتھر یہاں سے پہلے ہی میں نے شفٹ کر دیئے ہیں" ——— ورتھا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ! ——— پھر تو ٹھیک ہے ——— ہم دونوں کے مفادات تو ایک ہی ہیں ——— مجھے خطرہ تھا کہ یہ پتھر عمران کے ہتھے نہ چڑھ جائیں" ——— جینی نے یکلخت اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مفادات صرف سوئٹزرلینڈ کی حد تک مشترکہ ہیں ——— سپر پاورز کی حد تک نہیں مس جینی کولینز" ——— ورتھا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختی ہوئی الٹ کر دہانے کے ساتھ والی دیوار سے ٹکرائی۔ جینی نے واقعی انتہائی مہارت کا ثبوت دیا تھا۔ اس نے انتہائی برق رفتاری سے اپنے دائیں پیر کے سامنے پڑا ہوا پتھر ورتھا پر اچھال دیا تھا اور جینی کی ٹانگ کی برق رفتار حرکت نے پتھر کو ٹھیک ورتھا کے سینے پر پھینک دیا تھا۔ ورتھا کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکل گئی تھی بلکہ وہ ضرب کھا کر الٹ کر پیچھے غار کی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔

اور اسی لمحے جینی نے یکلخت بھوکے عقاب کی طرح ورتھا پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس کے قریب کھڑی بانو نے اچانک اپنی ایک ٹانگ آگے کر دی اور دوڑ کر ورتھا پر حملہ کرنے والی جینی بانو کی ٹانگ کی وجہ سے اچھل کر منہ کے بل پتھریلی زمین پر گری اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے وہ

اپنا چہرہ پتھریلی زمین سے ٹکرانے سے نہ بچا سکی تھی۔ لیکن زوردار انداز میں ٹکرانے کے باوجود وہ یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ پتھروں سے ٹکرانے کی وجہ سے خاصا زخمی ہو گیا تھا۔

ادھر ورتھا بھی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری اور پھر سر جھٹکتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ویری گڈ بانو! ۔۔۔ تم اب گرانے میں ماہر ہوتی جا رہی ہو" اچانک دھماکے سے عمران کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر بانو سمیت جینی اور ورتھا اس طرح اچھلیں جیسے ان سب کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں۔ عمران کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔

"عمران تم" ۔۔۔ بانو نے یکلخت بے اختیار چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران کی طرف دوڑی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی جینی کے سینے سے جا لگی۔

جینی نے یکلخت بانو کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیا تھا اور بانو نہ صرف اس کے سینے سے جا لگی تھی بلکہ جینی نے اپنا ایک بازو اس کی گردن اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد ڈال کر اسے بری طرح جکڑ لیا تھا۔

"خبردار! ۔۔۔ مشین گن پھینک دو ۔۔۔ ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گی" ۔۔۔ جینی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ میرا چانس کیوں ختم کر رہی ہو" ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو تم بھی آپہنچے ہو ۔۔۔ میں تمہاری چال سمجھ گئی تھی ۔۔۔ لیکن تمہیں بھی مایوسی ہو گی عمران! ۔۔۔ کے۔ ون تمہیں نہیں مل سکتا"۔

یکلخت ورتھا نے تیز اور فاتحانہ انداز میں کہا۔

"میں نے پہلے تمہیں بتایا ہے کہ مجھے کے۔ ون کی فی الحال ضرورت نہیں ۔۔۔ فی الحال تو مجھے مولوی اور گواہوں کی ضرورت ہے۔ یہاں ایک نہیں ۔۔۔ تین چانس موجود ہیں ۔۔۔ کوئی تو مان ہی جائے گی ۔۔۔ اور اگر تینوں ہی مان جائیں تو کیا ہی بات ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں کہتی ہوں مشین گن پھینک دو ۔۔۔ ورنہ ۔۔۔" اسی لمحے جینی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بانو کی گردن پر زوردار جھٹکا مارا اور بانو کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ نواب شہر یار خان نے دوسری جنگ عظیم میں حیرت انگیز بہادری کے کارنامے سرانجام دیئے تھے ۔۔۔ کیا ان کی بیٹی ان کارناموں سے خالی ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں کہتی ہوں ۔۔۔" جینی نے ایک بار پھر کہنا شروع کیا۔ لیکن وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکی اور بری طرح چیختی ہوئی ایک قدم پیچھے ہٹی۔ دوسرے لمحے وہ بانو کے سر کے اوپر سے الٹ کر اس کے سامنے پشت کے بل آگری۔ بانو نے واقعی انتہائی مہارت سے کام لیتے ہوئے پوری قوت سے کراٹے کا بھرپور وار جینی کی پسلیوں پر کیا تھا۔ جینی سے غلطی یہی ہوئی تھی کہ اس نے بانو کی کمر کے گرد بازو ڈالتے ہوئے اس کے دونوں بازو نہ دبائے

تھے۔ اس لئے عمران کا فقرہ سنتے ہی بانو ذہنی طور پر سنبھلی اور اس نے پوری قوت سے دونوں کہنیاں پشت پر کھڑی جیبنی کی پسلیوں میں ماری تھیں۔ کراٹے کے اس خوفناک اور اچانک وار نے جیبنی کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تھا اور یہی بانو چاہتی تھی۔ یکلخت پیچھے ہٹنے کی وجہ سے نہ صرف جیبنی کی گرفت ہلکی ہو گئی بلکہ بانو اور جیبنی کے درمیان فاصلہ بھی پیدا ہو گیا۔ اور اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بانو بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکی اور اس نے پیچھے موجود جیبنی کو یکلخت سر کے اوپر سے اٹھا کر سامنے زمین پر دے مارا۔ اور جیبنی کا سر اس قدر زور سے ٹکرایا تھا کہ اس کے بعد وہ حرکت ہی نہ کر سکی تھی۔

"ہُرّا۔۔۔ ویل ڈن۔۔۔ بانو ویل ڈن"۔۔۔ عمران نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ واقعی تحسین آمیز تھا۔ کیونکہ بانو سے اسے اس خوبصورت داؤ کی شائد خواب میں بھی توقع نہ تھی اور یہی جذباتی پن عمران کی کمزوری بن گیا۔

مخلصانہ انداز میں اچھلتے ہوئے عمران، ورتھا کو نظر انداز کر گیا جو اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہونٹ بھینچے کھڑی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ورتھا نے یکلخت جھپٹا مارا اور اس نے انتہائی برق رفتاری سے عمران کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔

"خبردار!۔۔۔ تم دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو۔ ورنہ۔۔۔" ورتھا نے مشین گن جھپٹتے ہی ایک قدم پیچھے ہٹ کر بری طرح چیختے ہوئے عمران اور بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے تم تو میرے ساتھ تعاون کر رہی ہو۔۔۔ پھر یہ۔۔۔" عمران نے مڑ کر حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں کہتی ہوں ہاتھ اٹھا لو۔۔۔ میں دو تک گنوں گی"۔۔۔ ورتھا نے پہلے سے زیادہ غصیلے انداز میں کہا اور عمران نے یکلخت دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر لئے۔

جیبنی اسی طرح بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اور عمران کے ہاتھ اٹھانے کے باوجود بانو اسی طرح خاموش کھڑی تھی۔

"تم بھی ہاتھ اٹھا لو بانو۔۔۔ تم بھی دشمنوں کے زمرے میں شامل ہو"۔۔۔ ورتھا نے چیخ کر کہا اور بانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔

"تم دونوں دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ ورتھا نے دوسرا حکم دیا۔

"جیبنی نے تم پر تشدد تو نہیں کیا تھا بانو"۔۔۔ یکلخت عمران کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے اچانک یہ خیال آیا ہو اور ورتھا کا حکم تو اس نے سنا ہی نہ ہو۔

"اس نے کوڑوں سے مجھے پیٹا ہے۔۔۔ میری کھال ادھیڑ دی ہے"۔۔۔ بانو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ تو پھر جیبنی سے تم اپنا بدلہ لے سکتی ہو۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ اور ورتھا!۔۔۔ تمہارا میرا معاہدہ ختم۔ اس لئے۔۔۔" عمران نے بڑے باوقار انداز میں ورتھا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت چٹانوں جیسی سختی ابھر آئی تھی۔

"میں کہتی ہوں ——" ورتھا نے دوبارہ کہنا شروع کیا لیکن عمران کے اچانک لہجہ بدل جانے کی وجہ سے وہ نفسیاتی طور پر گڑبڑا گئی تھی اس لیئے وہ فقرہ پورا کیئے بغیر اس طرح خاموش ہو گئی جیسے اس سے آگے وہ جو کچھ کہنا چاہتی تھی وہ اس کے ذہن سے اتر گیا ہو۔

"تم کچھ کہتی رہو —— مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں —— ویسے یہ بتا دوں کہ یہ مشین گن خالی ہے" —— عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نہیں یہ ——" ورتھا نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا اور پھر لاشعوری طور پر اس کی نظریں مشین گن کا میگزین دیکھنے کے لیئے جھک گئیں۔ اور عمران نے یہ فقرہ شاید اسی لیئے کہا تھا کیونکہ ورتھا کی نظریں جھکتے ہی اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ورتھا بری طرح چیختی ہوئی کسی گیند کی طرح اچھل کر غار کے کونے میں جا گری۔

عمران نے بڑے ماہرانہ انداز میں اچھل کر ورتھا کے پیٹ پر لات کی ضرب لگائی تھی۔ اچھل کر گرنے کی وجہ سے مشین گن ورتھا کے ہاتھوں سے نکل کر فضا میں اچھلی جسے عمران نے تیزی سے جھپٹ لیا۔

یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ بانو حیرت سے پلکیں جھپکاتی کھڑی رہ گئی۔ وہ کسی سنگی مجسمے کی طرح اپنی جگہ پر کھڑی تھی

ورتھا بھی نیچے گرنے کے بعد دوبارہ اٹھ ہی نہ سکی —— اس کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا اس لیئے وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے ایک

ہاتھ میں مشین گن پکڑتے ہی دوسرے ہاتھ سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

"سب لوگ غار میں آجائیں —— اوور اینڈ آل" —— عمران نے انگوٹھا بٹن پر رکھتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر دوسرے لمحے واپس اس کی جیب میں غائب ہو گیا۔

"ہاں تو مس بانو شہریار! —— میں نے کیا کہا ہے —— تم جینی سے اپنا انتقام لے سکتی ہو" —— عمران نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھتے ہوئے دوبارہ بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر ہاتھ میں پکڑی مشین گن اس کی طرف اچھال دی۔

بانو نے مشین گن جھپٹی اور پھر اس کا رخ جینی کی طرف کر دیا۔ اس کی انگلی انتہائی تیزی سے ٹریگر کی طرف بڑھی۔ جینی اس کے سامنے فرش پر پشت کے بل بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر زردی پھیلی ہوئی تھی۔

"نہیں! —— میں کسی بے بس انسان پر گولی نہیں چلا سکتی" —— یکلخت بانو نے کہا اور مشین گن ایک طرف ہٹا لی۔

"اوہ! —— تم واقعی مجھے حیران کرتی جا رہی ہو —— اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ میری طرح تمہارے جسم میں بھی شریف انسان کا خون ہے" —— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اسی لمحے غار میں صدیقی داخل ہوا۔

"صدیقی! —— غار میں سے رسی ڈھونڈو اور ورتھا اور جینی کے

ہاتھ باندھ دو“ ــــــ عمران نے صدیقی سے کہا اور صدیقی سر ہلا کر رسی کی تلاش میں نظریں گھمانے لگا۔

اسی لمحے چوہان اندر داخل ہوا۔ اور پھر اس کے بعد صفدر اور سب سے آخر میں خاور اندر داخل ہوا۔ جب کہ صدیقی اس دوران رسی تلاش کر کے ورتھا اور جینی کے ہاتھ باندھنے میں مصروف تھا

”یہ مشین گن مجھے دے دو“ ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر بانو کے ہاتھ سے مشین گن لے لی۔

”وہ پتھر ــــــ وہ پتھر نجانے کہاں چلے گئے ہیں ــــ پہلے تو یہیں تھے اور ورتھا انہی پتھروں میں دب کر ہی بے ہوش ہوئی تھی“ ــــــ بانو نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا جیسے اُسے ایک بار پھر پتھروں کا خیال آگیا ہو۔

”میرے خیال میں ورتھا انہیں یہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہوگئی ہے ــــــ اب وہ بتائے گی“ ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ صفدر! ــــ تاکہ اس سارے ڈرامے کا ڈراپ سین ہو سکے“ ــــــ عمران نے ایک طرف کھڑے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا ورتھا کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ورتھا اور جینی دونوں کی آنکھیں کھل چکی تھیں صفدر باری باری ان دونوں کے منہ اور ناک بند کر کے انہیں ہوش میں لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

صدیقی نے ان دونوں کو باندھ کر غار کی دیوار کے ساتھ ان کی پشت لگا کر بٹھا دیا تھا۔

”ہاں تو مس ورتھا! ــــ اب تم بتاؤ گی کہ کے ٹو ن والے پتھر کہاں ہیں“ ــــــ عمران نے ورتھا سے مخاطب ہو کر کہا اور ورتھا کے حلق سے یکلخت قہقہہ نکل گیا۔

”ٹھیک ہے ــــ ٹھیک ہے ــــ سینے میں رکی ہوئی سانس نکالنے کے لئے قہقہے لگانا واقعی کامیاب نسخہ ہے“ ــــــ عمران نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے کوئی حکیم اپنے بتائے ہوئے طبی نسخے کی تاثیر فخریہ انداز میں بتا رہا ہو۔

”عمران! ــــ تم چاہے جو چکر بھی کھیلو ــــــ تم کبھی اس راز کو حاصل نہ کر سکو گے ــــــ پتھر اب تک وہاں پہنچ بھی چکے ہوں گے جہاں انہیں پہنچنا چاہیے تھا“ ــــــ ورتھا نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو سنا ہے کہ حسینوں کے دل پتھر کے ہوتے ہیں اور یہ دنیا میں سب سے قیمتی پتھر شمار کئے جاتے ہیں ــــ ان کی موجودگی میں مجھے ان پہاڑی پتھروں کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے“ ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تم جو چاہو ــ کہو ــــ تم جو چاہو ــ کرو ــــ لیکن کے ٹو ن والے پتھر اب تمہیں زندگی بھر نہیں مل سکتے ــــ کبھی نہیں مل سکتے“ ــــ ورتھا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اگر میں تم سے شادی کر لوں ــــ تو کیا خیال ہے ــــ تم جہیز میں

وہ پتھر لے آؤ گی ——— سوچ لو ——— پتھروں کے بدلے میں تمہیں بر مل رہا ہے ——— ورنہ یہاں تو کاروں اور کوٹھیوں کے بدلے میں بھی دولہا نصیب نہیں ہوتا ——— اور دولہا بھی مجھ جیسا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے شادی کرو گے ——— اس پہاڑی چوہیا سے"۔ یکلخت بانو نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران کے سب ساتھی چونک کر بانو کو دیکھنے لگے۔

"جب تم مانتی ہی نہیں ہو ——— تو بتاؤ میں کیا کروں ——— جولیا ہسپتال میں پڑی ہے اور مجھے ہسپتال کی فضا سے خوف آتا ہے"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ——— تم نے شادی کو مذاق سمجھ لیا ہے" ——— بانو نے عمران کے ساتھیوں کی موجودگی کی وجہ سے ناراض ہوتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شادی کو مذاق ——— کمال ہے ——— اگر میں اسے مذاق سمجھتا تو اب تک میں ایک ہزار شادیاں کر چکا ہوتا ——— کیوں صفدر" ——— عمران نے آخر میں صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ان کا تعارف ہی اب تک نہیں کرایا ——— اس لئے میں کیا کہہ سکتا ہوں" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ نواب شہر یار خان کی اکلوتی بیٹی مس جہاں بانو ہیں ——— ان کے ابا جان میرے ڈیڈی کے بچپن کے دوست اور شکر کے جاگیردار ہیں" ——— عمران نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا ——— اور صفدر

بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ——— میں سمجھ گیا ——— لیکن شاید جولیا کو یہ تعارف پسند نہ آئے" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ جب تک ٹھیک ہو کر ہسپتال سے نکلے گی ——— تعارف ہی بدل چکا ہو گا ——— پھر اس کا تعارف نواب شہر یار خاں کی بیٹی کی بجائے مسز علی عمران کے طور پر کرایا جائے گا ——— بشرطیکہ مس جہاں بانو راضی ہو گئیں تو" ——— عمران نے بانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس بار بانو نے ناراض ہونے کی بجائے شرما کر منہ دوسری طرف کر لیا تھا۔

"ارے ہاں! ——— وہ پتھر تو درمیان میں ہی رہ گئے ——— اور یہ پتھر بڑا مسئلہ بن جاتے ہیں ——— درمیان میں پتھروں کی دیوار آ جائے تو دل اس کے دونوں طرف تڑپتے ہی رہ جاتے ہیں"۔ عمران نے بانو کو شرماتے دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی آپ مس بانو سے شادی کا فیصلہ کر چکے ہیں" ———؟ اچانک خاور بول پڑا۔ وہ اب تک خاموش کھڑا تھا۔ اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اسے عمران کا یہ ارادہ قطعی پسند نہ آیا ہو۔

"ہاں! ——— اگر جولیا نے اجازت دے دی تو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کون ہوتی ہے اجازت دینے والی ——— بوڑھی میم ——— شکل دیکھی ہے اس نے اپنی" ——— بانو نے یکلخت انتہائی غصیلے

لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مسئلہ یہ ہے مس بانو! ۔۔۔ کہ ہمارے ملک کا قانون ہے کہ بغیر اجازت لئے دوسری شادی ۔۔۔" عمران نے یکلخت گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ سن کر بانو یوں بری طرح اچھلی جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اور غصے کی شدت سے اس کے چہرے کے عضلات پھڑکنے لگے۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب! ۔۔۔ جولیا تمہاری بیوی ہے"۔ بانو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ پتھر ۔۔۔ وہ پتھروں کی دیوار" ۔۔۔ عمران نے نظریں چراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے صفدر کی طرف مڑ گیا۔

"صفدر! ۔۔۔ جا کر باس سے کہو کہ ایک بند باڈی کا ٹرک فوراً یہاں بھیجے ۔۔۔ تاکہ یہاں سے کئی ٹن کے پتھر نکال کر دارالحکومت شفٹ کئے جا سکیں" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے غار کے دہانے کی طرف مڑ گیا۔

"ان پہاڑیوں میں واقعی بے شمار پتھر موجود ہیں ۔۔۔ جتنے ٹرک جی چاہے بھر لو" ۔۔۔ ورتھا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"لو ایک چانس اور ختم ہوا ۔۔۔ جیتی والا چانس پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ کیونکہ میں نے کسی جلاد سے شادی کر کے مرنا تو نہیں یہ تو کوڑے مار مار کر میری کھال ادھیڑ دے گی ۔۔۔ اور تم ابھی بچی ہو

ابھی تمہیں پختہ کار ہونے میں بہت عرصہ درکار ہے ۔۔۔ اور میں اتنا عرصہ کنوارہ نہیں رہ سکتا مس ورتھا" ۔۔۔ عمران نے ورتھا سے مخاطب ہو کر کہا اس کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"تم جو چاہے بکواس کر لو ۔۔۔ لیکن تم مجھ سے ان پتھروں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھ سکتے" ۔۔۔ ورتھا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جہاں مس بانو جیسی خوبصورت حسینہ موجود ہو ۔۔۔ وہاں مجھے تمہارے پتھروں کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران! ۔۔۔ آئندہ میرا نام مت لینا ۔۔۔ میں یہاں سے واپس حویلی جاؤں گی اور آئندہ کبھی تمہاری شکل نہ دیکھوں گی" ۔۔۔ بانو نے یکلخت غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ نام واقعی نہیں لینا چاہئے۔ جب مس کہہ دینے سے کام چل سکتا ہے تو نام لینے کی ضرورت ہی کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بانو اس کی بات کا جواب دیتی، صفدر دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"ٹرک ابھی پہنچ جائے گا عمران صاحب! ۔۔۔ بات ہو گئی ہے ۔۔۔ لیکن وہ پتھر کہاں ہیں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کیوں ورتھا ۔۔۔ بتا دوں ۔۔۔ اجازت ہے" ۔۔۔ عمران

نے بڑے معصوم سے انداز میں ورتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم ساری عمر سر پٹکتے رہو گے ——— تب بھی ان پتھروں کو حاصل نہ کر سکو گے" ——— ورتھا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اجازت ہے ——— بتا دوں" ——— عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"ایک بار نہیں ——— دس بار اجازت ہے" ——— ورتھا نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لو بھئی صفدر! ——— اجازت تو مل ہی گئی ——— اب کم از کم جنازہ تو جانا نہ ہو ہی جائے گا" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے دیوار کے اس حصے کی طرف بڑھا جہاں اس نے ویو مشین میں خلا دیکھا تھا۔ اور پھر چند لمحوں تک مختلف پتھروں پر پیر مارنے کے بعد جیسے ہی اس نے ایک پتھر پر پیر مارا۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار میں خلا پیدا ہو گیا۔

"دوسری طرف ایک غار ہے صفدر! ——— اس کے کونے میں ایک کنواں ہے اور ہمارے مطلوبہ پتھر اس کے اندر موجود ہیں" ——— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور پھر گردن گھما کر ورتھا کو دیکھنے لگا جیسے اپنی بات کی اس سے تصدیق چاہتا ہو۔ اور ورتھا کا چہرہ ایک لمحے کے لئے تو سیاہ پڑ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"ہوں ——— بکواس ——— نفسیاتی داؤ" ——— ورتھا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نفسیاتی داؤ نہیں مس ورتھا! ——— اسے سائنسی داؤ کہتے ہیں۔ یہ دیکھو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ویو مشین نکالی اور اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا اور ویو مشین کو ہاتھ پر اس طرح رکھ لیا کہ اس کی روشن سکرین سب آسانی سے دیکھ سکیں۔ سکرین پر یکلخت ورتھا کا کلوز اپ ابھرا اور اس کے بعد منظر دور ہوتا گیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑیوں میں دوڑتی نظر آنے لگی۔

"یہ ——— یہ کیسے ممکن ہے" ——— ورتھا نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ یہ نفسیاتی نہیں۔ سائنسی داؤ ہے۔ اور دیکھو کہ یہ داؤ کتنا کامیاب ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ورتھا اپنے ساتھیوں سمیت اسی ہیڈ کوارٹر میں نظر آنے لگی جہاں یہ سب موجود تھے۔ اس کے بعد جب وہ منظر ابھرا کہ ورتھا کے ساتھی پتھر اٹھائے ساتھ والی غار کے کنوئیں میں ڈال رہے تھے تو ورتھا نے یکلخت آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ لٹک گیا تھا۔

"اوہ ——— اوہ ——— میں سوچ بھی نہ سکتی تھی" ——— ورتھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہا ہے کہ تم ابھی بچی ہو۔ اس لئے یہ چالیں بھی ختم۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ جیفی اور تمہارے سب ساتھی بھی ختم ہو چکے ہیں۔ اور دارالحکومت میں موجود تمہارے باقی ساتھیوں کا پتہ سیکرٹ سروس خود ہی تم سے معلوم کر لے گی۔ میں اب فارغ ہوں۔ تو مس باؤ!

کیا خیال ہے۔ یہاں سے تمہاری حویلی نزدیک ہے —— تمہارے ڈیڈی سے بات نہ کر لی جائے" —— عمران نے ویڈیو مشین کا بٹن آف کر کے بانو کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو بڑی حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کے ہاتھ میں موجود ویڈیو مشین کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ تو انتہائی حیرت انگیز چیز ہے —— یہ ہے کیا —— ؟" بانو نے پوچھا۔ وہ شاید جان بوجھ کر عمران کی بات گول کر گئی تھی۔

"چلو وعدہ رہا —— اگر تم ڈیڈی سے اجازت لے لو تو یہ مشین میں تمہیں سلامی میں دے دونگا —— لیکن یہ خیال رکھنا کہ کہیں تم پتھروں کی بجائے ہماری شادی کی فلم نہ ان لوگوں کو دکھانا شروع کر دینا۔ اور مجھے شرم سے خودکشی کرنی پڑ جائے" —— عمران نے کہا اور صفدر سمیت باقی سب ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار قہقہے نکل گئے۔

"تم پاگل ہو —— پاگل ——" بانو نے بے اختیار شرماتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو تمہاری منت کر رہا ہوں —— ورنہ ظاہر ہے تم جیسی ——" عمران نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور غار ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھی۔ جب کہ بانو آنکھیں نکالتی رہ گئی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اب عمران کے لئے پیچھا چھڑانا خاصا مشکل ہو جائے گا۔

ختم شد